مصنفہ شاعر باکمال ناظم بیمثال جناب منشی سید محمد اسمعیل صاحب ناطق

تلمیذ صاحب ذہن وقاد جناب مولانا محمد عبد الاحد صاحب

تخلص شاد لکھنوی فرنگی محلی منیجر مدرسۂ چشمۂ رحمت غازیپور

بار اول

حسب فرمایش مصنف باہتمام خیر خواہ خلق اللہ محمد برکت اللہ رضا

لکھنوی فرنگی محلی مالک مطبع انصاری لکھنؤ

بتاریخ ۲۹ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

مطبع انصاری واقع لکھنؤ طبع شد

حاجی محمد بشیر تاجر کتب مالک مطبع احمدی کٹڑہ بیگ گنج لکھنؤ

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ

الحمد للہ کہ کلام لاجواب پسندیدہ شیخ و شباب نتیجۂ طبع جناب منشی سید محمد اسمٰعیل صاحب ناطق گیاوی تلمیذ جناب شمشاد لکھنوی فرنگی محلی اسے

خیالات نازک

دیوان اول بار اول — معروف بہ — بحفظ حقوق تصنیف

دیوان نازک

باہتمام خیرخواہ خلق اللہ محمد برکت اللہ لکھنوی فرنگی محلی مالک مطبع
بتاریخ ۲۶ جولائی ۱۹۱۲ء مطابق ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۰ھ بفرمائش مصنف

در مطبع آصفی واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الالف ۱۳۵۸

گدا ہی جو ترے دربارِ لاؤبالی کا
وہ بادشاہ حقیقت مین ہی خدائی کا

غرض کسی کی نہ طاعت نہ زہد سے تجھکو
کہ سکہ دہر مین ہی تیری بے نیازی کا

گناہ کرتے ہین بندے تجھے نہین پروا
ثبوت ہے تری مستغنی المزاجی کا

نہ ذرہ بھر بھی ٹلے اپنے وقت سے شب و روز
ہے انتظام عجب تیری بادشاہی کا

سنا ہے تیری جگہ مومنون کے دل مین ہی
یہ شہرہ کیون ہی عبث تیری لامکانی کا

جو مہربان کسی پر ہو تو تو پھر اوسکو
نہین ہے خوف عدو کی ضرر رسانی کا

بنائے نطق تمہین رازدار وہ کیونکر
نہ ظرف پائے اگر تم مین رازداری کا

بیان کس سے ہو کچھ تیری کبریائی کا
یہ حق کہ تو ہی سزاوار ہے خدائی کا

کسی کے ہاتھ جو لگ جائے تو تو کیا کہنا
کہ قلب مس ہی تو نسخہ ہے کیمیائی کا

ترا وصال کسی کو اگر میسر ہو
تو اوسکے ہاتھ لگے مال سب خدائی کا

کوئی جو چشمِ بصیرت سے دیکھ لے تجھکو | نہ خیال کسی سے بھی آشنائی کا
نہ پہونچے کوئی جو تجھ تک تو کیا قصور ترا | قصور اسمین ہو قسمت کی نارسائی کا

بڑھائے نطق قدم تیری راہ مین کیونکر
جو راہبر نہو سر رشتہ آشنائی کا

کسی سے کیا ادا ہو وصف روے پاکِ احمد کا | کہ ہو سو جان سے عاشق خدا روے محمد کا
ادب سے سر جھکا رہتا ہو بسم اللہ کے مد کا | الف اللہ مین جو آگیا ہے نام احمد کا
ترا فیضِ قدم تھا یہ گلستانِ مدینہ مین | گیاہ سبز کا تختہ بنا تختہ زبرجد کا
بچھائین قدسیون نے اپنی آنکھین تیری رستے مین | ہوا عرشِ بریں پر غلغلہ جب تیری آمد کا
تجھی سے نام ابراہیم و آدم کا ہوا روشن | ترے باعث سے رتبہ بڑھ گیا تیرے اب و جد کا
نہین ممکن کہ تیرے قامتِ رعنا کو یہ پہونچین | نمونہ سرو و طوبی ہو نہین سکتے ترے قد کا
یہ شیرینی ہو اسمین میرے لب سے لب چپٹتے ہین | زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا
مدینے اور مکے کی طرف ہو جذبِ دل ایسا | کہ کھنچنا دو طرف ہو جسطرح حرفِ مشدد کا
گلستانِ ارم دنیا ہی مین مجھکو میسر ہو | بنے گنبد مدینے مین جو مجھ احقر کے مرقد کا
نہوتا فرض ہرگز طوف گردِ خانہ کعبہ | شرف اوسکو نہین ہوتا اگر احمد کے مولد کا

نکیرین آکے مرقد مین بھی اے نطق سن لینگے
نہ چھیڑو مین کہے دیتا ہون بندہ ہون محمد کا

جو پہونچے کان تک نالہ ترے بیمار و مجرون کا | کلیجہ ارض کا پھٹ جائے سینہ شق ہو گردون کا
نکالا ڈھونڈھکر مضمون بھر گوہر دندان | غضب ہی باڑھ پر دریا ہماری طبعِ موزون کا
تمھاری تیغِ الفت کا جو اک چرکا بھی یہ کھاتا | تو مثلِ ابر پھٹ جاتا کلیجہ پیر گردون کا

تمھاری چشم سحر آگین سے ہرگز بس نہین چلتا
نہ جادوگر کے جادو کا نہ افسونگر کے افسون کا

دگرگون ایک عالم ہی اک گردش مین ہوتا ہی
عجب پر کیفیت ساغر ہی آنکی چشم میگون کا

پھنسا ہی طائر رنگ حنا کیا دام گیسو مین
نہین ہے وجہ ہی یہ رنگ آنکے موے میگون کا

ہماری آہ سے کچھ تیر اسکو مل گئے لیکن
نشانہ دیکھنا ہے اب کسان پیر گردون کا

ستارے یہ نہین ہین غور سے انکو ذرا دیکھو
ہی آہ نیم شب سے جسم چھلنی پیر گردون کا

پھٹے ٹکڑے یہ بدلی کے نہین اڑتے نظر آتے
کسی کے ہجر مین پرزے ہوا دامان گردون کا

جلا کرتی ہی شب بھر شمع روتے رات کٹتی ہی
وبال آخر کو پڑنا تھا پڑا پروانے کے خون کا

قلم ہو شاخ مرجان کا سیاہی خون گل کی ہو
تو شاید لکھ سکون مضمون تیرے روے گلگون کا

سر شام آج مہندی مل رہے ہین ہاتھ مین اپنے
ارادہ رکھتے ہین شاید دلون پر آج شبخون کا

غضب کرتے ہین وہ اظہار الفت پر یہ کہتے ہین
نکالا پھر وہی قصہ پرانا قیس مجنون کا

ابھی تھا وصل کا اقرار اب انکار کرتا ہے
خدا جانے رقیبون نے ترے کیا کان ہین پھونکا

رضائے خالق برحق کا مین اے نطق طالب ہون
نہ جام جم کا خواہان ہون نہ کچھ فر فریدون کا

سر شام آج کیا ہی رنگ کیون بدلا ہی گردون کا
شفق ہی یا کیا اوس جفا نے عزم شبخون کا

نہ خسرو کا کلیجہ تھا نہ تھا فرہاد و مجنون کا
جگر ہی غم اٹھانے مین کچھ ایسا تیرے مفتون کا

ہمارے در تک آکر الٹے پاؤن پھر گیا وہ بت
برا ہو یا الٰہی اس ہمارے بخت واژون کا

کہا جھنجھلا کے اس محمل نشین نے میری باتون پر
جو لیلیٰ ہو وہ افسانہ سنے تجھ ایسے مجنون کا

زمین شعر مین کیا کیا گل تازہ کھلاتے ہین
عجب مضمون ہاتھ آیا ترے رخسار گلگون کا

گلے ملکر عروس تیغ کی صورت چمک اٹھی
اثر کیا آگیا اسمین مرے گلگونہ خون کا

یہ پوشش اُس سپہر حسن کی اُسنے اُڑائی ہی
کہ اکثر آسمانی رنگ کا جوڑا ہے گردون کا

ہوا ہی سُرخ پھانسی دیتے دیتے بیگناہونکو
ہی خونِ عاشقان سی سرخ ڈورا چشم میگون کا

ہوا ہین رفتہ رفتہ عاشق اُس لیلی شمائل پر
مرے دم سے لکھا تھا زندہ ہونا نام مجنون کا

تمھارے چشم و خال رخ ذکر کیا اوصاف ہون مجھسے
یہ مہرہ زہر افعی کا ہی وہ ہی کاٹ افسون کا

ہوا ہی نوحؑ کا اعجاز زندہ ایک مدت پر
تلاطم ہوگیا برپا ہماری چشم پرخون کا

ستارے کب ہین ہی عاشق کسی خورشید کا یہ بھی
چراغان ہو رہا ہی داغ سے دل پیر گردون کا

جگر پر تیر کھائے زہر کا پیالہ پیے بہتر
نہ شیدا ہو کسی خوش چشم کی چشمان میگون کا

یہ ہون مال متاع دہر سے اے لطف مستغنی
کرون دفن زمین پاؤن اگر مین گنج قارون کا

نہ دشمن کی شکایت ہی نہ کچھ شکوہ ہی گردون کا
گلہ جو کچھ ہی مجھکو ہی وہ اپنے بخت واژون کا

ترا عاشق ہوا کیا ہی پہاڑ اسنے اُٹھایا ہے
کلیجہ دیکھے اگر کوئی اے بت تیرے مفتون کا

کسے یہ ڈھونڈھتا ہی رات دن کچھ بھی نہین کھلتا
ہمیشہ پاؤن چکر مین رہا کرتا ہے گردون کا
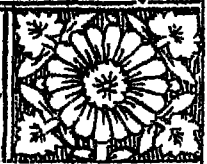
پلایا زہر کا پیالہ مجھے عینِ جوانی مین
نہ آیا راس مجھکو عشق اُن چشمان میگون کا

عدو کی آنکھ مین کانٹے کی صورت مین وہ ہین کھٹکا
مرے لاغر بدن مین جب خدا نی روح کو پھونکا

ہماری چشم دریا بار سے پالا جو پڑ جائے
تو پانی پانی ہو جائے جگر قلزم کا جیحون کا

مین اپنی شومیِ قسمت سے نالان ہی رہا ہر دم
نہ دیکھا ایکدن چہرہ کبھی بخت ہمایون کا

سیہ رویون کا فرق ظاہر و باطن نکل آیا
جو دیکھا گھونٹنے پر سرخ مین نے رنگ افیون کا

یہانتک قصۂ آدمؑ سے عبرت ہو گئی مجھکو
نہ کھایا زندگی بھر ایک دانہ مین نے گیہون کا

جہنم مین پڑے کمبخت کیا پھر فائدہ اس سے
نہ میری آہ و آتشبار نے جب چرخ کو پھونکا

نہ تم فرعون بے سامان بنواے منعمو ہرگز
زمانہ پھر نہ آجائے کہین موسٰی و ہارون کا

مری صحرا نوردی دیکھکر احباب سکتے ہین
کہ اس سرگشتہ دیوانے نے کاٹا کان مجنون کا

مین اُس خورشید رو کے کوٹھے پر کسطرح چڑھ جاتا
نہ زینہ مل سکا اے لطفؔ مجھکو بام گردون کا

محل اُس حور کا دیکھا تو یہ مجھ کو یقین آیا
زمین پر اُٹھکے اُس عالم سے فردوس برین آیا

لحد تک ساتھ کیا میرے دل اندوہگین آیا
نہ دنیا ہی مین چین آیا نہ کچھ زیر زمین آیا

قیامت ہر قدم پر ٹھوکرین کھاتی تھی فتنون مین
ہماری ہی قبر پر اس ناز سے وہ مہ جبین آیا

شباب اوس نازنین کا آگیا شاید کہ عالم مین
یہی غل ہے کہ اب غارتگر دنیا و دین آیا

ہوا خورشید انور شرم سے پانی کا اک چشمہ
لباس زر مین کوٹھے پر جو میرا مہ جبین آیا

رہا ورد زبان نام ایک بت کا مجھکو مرقد مین
نہ کچھ دل مین مرے خوف کراماً کاتبین آیا

سنا تھا حسن انسان بڑھکے ہے حور بہشتی سے
تمھین دیکھا تو البتہ مجھے اسکا یقین آیا

مٹانے کے بہانے جبہ سائی کا ملا موقع
خدا کا شکر ہے کام اپنے یہ نقش جبین آیا

بتون ہی کے ذریعہ سے خدا کو دیکھ لیتے ہین
جو صورت انکی دیکھی یاد صورت آفرین آیا

جو مور و مار میری لاش سے لپٹے پس مردن
لحد مین بھی خیال خط و زلف عنبرین آیا

اُترکر خلد سے حورین بھی آئین دیکھنے اُسکو
جو بن ٹھن کر سر محفل وہ میرا حور عین آیا

شگفتہ کیون نہ میرا دل رہے تیری تصور سے
مکان آراستہ ہوتا ہے جب اوسکا مکین آیا

جو مین وحشت مین جا نکلا کبھی مجنون کی تربت پر
یہ مرقد سے ندا آئی کہ میرا جانشین آیا

یہ سمجھا مین نے لینے آئی مجھکو حور جنت سے
سر بالین جو وہ اے لطفؔ وقت واپسین آیا

کچھ کچھ ہی یاد ہم کو زمانہ شباب کا
اتنا خیال ہی کہ وہ تھا لطف خواب کا

یارب برا ہو الفتِ خانہ خراب کا
جس نے نشانہ ہمکو بنایا عذاب کا

کس کو ہوا ہے شوق خدایا شراب کا
کیون لختِ دل مین آج مزا ہی کباب کا

رہتا ہی کس کو پاس ثواب و عذاب کا
دیوانگی کا دور ہے عالم شباب کا

مٹنا جو ایک لحظہ مین دیکھا حباب کا
ہم روئے یاد کرکے زمانہ شباب کا

دیکھو ابھار پہ ابھی آیا ابھی گرا
جوبن ہی ان بتون کا نمونہ حباب کا

ہستی کو اسکی چشم بصیرت سے دیکھیے
ہے چرخ کج مدار کٹورا حباب کا

دیکھا جو بے نقاب ترا روے آتشین
چہرہ حسد سے آگ ہوا آفتاب کا

جو جل رہے ہین آتش رخسار سے انھین
کیا ڈر ہو حشر مین تپشِ آفتاب کا

گل زرد ہو گئے ترے رخسار دیکھکر
ہے کھیت زعفران کا تختہ گلاب کا

کب ہے یہ خال عارضِ گلگون یار پر
بھونرا لعاب چوس رہا ہی گلاب کا

سچ پوچھیے تو مست حقیقت کے واسطے
پانی کا بلبلا ہے کٹورا شراب کا

جو مست تیری آنکھونکے ساغر سے ہوگئے
کیا انکو ہو پسند پیالہ شراب کا

ساکن ہی آنکھ اسکی ہو مدہوش کیا کوئی
آئے اگر نہ دور مین پیالہ شراب کا

پیکر غم جہان سے ہم آزاد ہوگئے
کس چیز سے خمیر ہوا تھا شراب کا

صورت تری نظر کسی عالم مین آئی تو
واجب ہے جھک کی لون مین قدم اپنے خواب کا

کوئی بھی بات آتی نہین ہے خیال مین
باہر جہان سے کوئی عالم ہے خواب کا

اے نطق اس غزل کا لکھے کیا کوئی جواب
ہوگا جواب کیا سخنِ لاجواب کا

کیا مجھکو حوصلہ ہی نہین عرض حال کا
چھایا ہوا ہے رعب تمھارے جلال کا

مین نے کیا سوال جو اُنسے وصال کا
بولے کہ کیا جواب دون مہمل سوال کا

چودہ برس کی عمر مین شرمائے بدر کو
دیکھا ہی کس نے کوئی بشر اس کمال کا

تحقیق اسکی ہوتی ہے بدر و ہلال سے
یعنے کہ ہے زوال نتیجہ کمال کا

ادنیٰ کو کیا عروج ہو اعلیٰ کی نقل سے
منھ کب ہلالِ تیغ نے دیکھا کمال کا

پہلو مین لاکے اُنکو بٹھایا زہے نصیب
دارین مین بھلا ہو ہمارے خیال کا

دو گز کفن کو چھوڑ کے جاتا ہی ساتھ کچھ
بیکار حوصلہ ہے یہ مال و منال کا

جب سے اسیر زلف گرہ گیر مین ہوا
دشمن ہوا ہر ایک مرے بال بال کا

رگ رگ یہ کہ رہی ہی کہ شیدائی یار ہون
ہون جان نثار قول یہ ہی بال بال کا

برپا وہ حشر ہے تری رفتارِ ناز سے
فتنہ بھی پائمال ہوا تیری چال کا

طوطی ہی بند کبک دری پائمال ہی
ہے ڈھنگ یہ عجیب تری بول چال کا

سچ پوچھیے تو جوش مین عہد شباب کے
ہوتا نہین ہی پاس حرام و حلال کا

دہشت سے اُنکی نطق زبان اپنی لال ہی
گو حوصلہ ہے حد سے فزون عرض حال کا

ہے گلہ اسکا غلط دل جو تمھارا نہوا
ہو گا کب اور کسی کا جو ہمارا نہوا

قتل میرا تو ادسے آپ گوارا نہوا
ابروے یار کا کسوقت اشارا نہوا

اُسکی الفت مین سہے رنج و ستم جان بھی دی
ہائے اسپر بھی وہ نا قدر ہمارا نہوا

جی اُٹھا یار کی ٹھوکر سے مین مرکر سو بار
کچھ مسیحا سے مرے درد کا چارا نہوا

سرو شمشاد خجالت سے ابھی کٹ جاتے | ہائے گلشن مین وہ سروِ ستم آرا نہوا
لطف کیا مجھکو مے ناب دے یا جام سبو | رونق بزم وہ جب انجمن آرا نہوا
چاہیے فرد بشر سوچ کے کچھ کام کرے | ہاتھ کیا آیا سکندر کے جو دارا نہوا
کوئی جلتا ہی تو دل اپنا پگھل جاتا ہی | شمع مرقد پہ جلے یہ بھی گوارا نہوا
عرش پر تونے تو غیرون کو چڑھایا لیکن | اوج پر ہائے کبھی میرا ستارا نہوا
مرگیا رشک سے مین غیر کو جب قتل کیا | شکر صد شکر احسان تمھارا نہوا

نطق ہم کیا کہین کیون لائق تعذیر ہوے
ثابت اک جرم کسی طرح ہمارا نہوا

سامنا تمسے جدا ہو کر قیامت کا ہوا | کچھ نہ پوچھو اس دل بیتاب پر کیا کیا ہوا
ٹیس پہلو مین اٹھی آنکھونسے آنسو بہ چلے | بیٹھے بٹھلائے نہین معلوم مجھکو کیا ہوا
مجھپر آفت کیسی کیسی آئی اسکے ہاتھ سے | دل ہوا پامالِ غم اچھا ہوا اچھا ہوا
یار کی چشم فسونگر کا نہ پوچھو جب مجھسے حال | غیر ممکن ہی رہے قابو مین دل تاکا ہوا
میری گردن سے لپٹکر منھ سے منھ ملنے لگے | یہ ترا احسان کم اے ساغر صہبا ہوا
تھے عذابِ گور سے بڑھکر جو کچھ صدمے ہوے | کچھ نہ پوچھو ہجر مین دل پر مرے کیا کیا ہوا
لاکھون تدبیرین کرورون کوششین ہوتی ہین | مٹ نہین سکتا ہی قسمت مین جو ہی لکھا ہوا
عرصۂ محشر مین آتے دیکھکر اس ماہ کو | اک عجب ہل چل مچی فتنہ عجب برپا ہوا
وصل کا وعدہ نہین کرتے لگاتی ہین وہ تیر | ہان مین آؤنگا یہ کہنا غیر سے ملتا ہوا
سن لو یہ ہرگز تمھارا ہو نہین سکتا بتو | یہ دلِ کمبخت وہ ہی جو نہین میرا ہوا
آپ تو مجھسے ترش رو اسطرح کل تک نہ تھے | ہو نہ ہو کچھ دشمنون کا ہی یہ سکھلایا ہوا

مین نے جب پایا وہی ٹیڑھی نظر ٹیڑھی ادا
کب مقدر ایک دم کو بھی مرا سیدھا ہوا

جل رہا تھا دشت مین مین وہ پری رو آگیا
تختۂ گلزار وہ مجھکو خلیل آسا ہوا

رشتۂ الفت کی کمزوری سے ثابت ہوگیا
مدتون رہتا نہین دھاگا کبھی جوڑا ہوا

شکوۂ جور و جفائے چرخ کیا کرتے ہو نطق
حضرت آدم سے اسدم تک کہو کس کا ہوا

جلوہ جو دیکھے چہرۂ زیر نقاب کا
گہنا گہن ہو زیب بدن آفتاب کا

کیا کہیے حال جوشش چشم پر آب کا
طوفان اُٹھا رہا ہے یہ اک کوزہ آب کا

بالاے بام دیکھ لیا اُسکو صبحدم
چہرہ اُفق مین زرد ہوا آفتاب کا

بعد خزان بہار کا آنا ضرور ہے
پیری کے بعد چاہیے عالم شباب کا

ہی جلوہ گر جو خانۂ دل مین مرے وہ ماہ
عالم ہے دن کو اُس مین شب ماہتاب کا

آنکھون کی پتلیان بھی ہین میونش کسقدر
دن رات سامنے ہے پیالہ شراب کا

چہرہ پر اُسکے خال جو دیکھا تو یہ کھلا
دربان ہوا ہی زاغ گلستان کرباب کا

میرا جگر جلاتے ہو پیتا ہون خون دل
دن رات مشغلہ ہی شراب وکباب کا

مرتا ہون عشق مین کسی دریاے حسن کے
میرا کفن ہو آب روان حباب کا

دریا مین کرتے مردم آبی ہین مے کشی
گرداب کا جو خم ہے پیالہ حباب کا

سنبل ہین بال آنکھین ہین نرگس ہی سرو قد
رخسار اُس حسین کا گل ہی گلاب کا

بوسہ لیا جو رخ کا گنہگار ہو گیا
جائز ہوا ہی بوسہ خدا کی کتاب کا

رخسار و خط کی نطق یہ تشبیہ خوب ہے
وہ ہی گلاب اور یہ کانٹا گلاب کا

جسگھڑی نکلا دہن سے میرے شعلہ آہ کا
عرش سے برپا ہوا نعرہ معاذ اللہ کا

اے بت ترسا تجھے کلمہ پڑھاؤن تو سہی
جوش مین کرتا ہون نعرہ آج الا اللہ کا

دیکھکر عکس رخ محبوب دم دریا مین خلق
بول اٹھی بیشک قرآن ہی آج مہر و ماہ کا

بام پر شاید ہوا جلوہ فگن وہ آفتاب
رنگ کیون اترا نظر آتا ہی روے ماہ کا

چار دن کے واسطے ہی زندگی مین فرق سب
بعد مردن ایک ہی رتبہ گدا و شاہ کا

پڑھنے بیٹھا جب وہ کمسن خلق بسمل ہوگئی
کیا اثر ظاہر ہوا واللہ بسم اللہ کا

شکوۂ جور و جفا پر جلکے کہتا ہے وہ ترک
نام کیون بدنام کرتے ہو وفا کا جاہ کا

تجھکو دیکھا ہی سنا ہے یوسف مصری کا حال
تیرے حق مین قول ہی یہ ساری خلق اللہ کا

پشۂ و نمرود کا قصہ سبق دیتا ہے یہ
خوف عالم مین ہی زائد دشمن کوتاہ کا

کھینچ لون جا ہون اگر تمکو عدو کی گود سے
خوف شیرون کو نہین ہوتا کبھی روباہ کا

کب دبونگا مین رقیب روسیہ کے سامنے
خوف شیرون کو نہین ہوتا کبھی روباہ کا
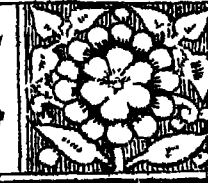
دفن کرنا مجھکو چوٹی پر کسی کہسار کی
عاشق جانداد ہون اک حور عالیجاہ کا

خار مین کیونکر نہ کھاؤن جس کی ٹٹی دیکھکر
یار کا محرم بنے رتبہ یہ دیکھو کاہ کا
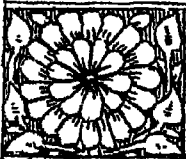
کون ہی اے نطق دنیا مین فرشتہ خو حسین
نام عنقا ہے یہان محبوب خاطر خواہ کا

جسکے عاشق ہون کسی ابروے عنبر فام کا
میری آنکھون مین ہی جلوہ تیغ خون آشام کا

عشق نے اپنے کیا نام اس بت خودکام کا
نیر اعظم بنایا مین نے تارا شام کا

ایکدن تشبیہ مین نے دی تھی چشم یار سے
عرش اعلی پر دماغ اس سے ہوا بادام کا

مجھکو اے ساقی نہ مستی مین تو یون آنکھین دکھا
رند مشرب ہو نہین پیاسا ایک کے جام کا

زلف دلبر مین نہ پھنسکر تو پھڑک ای مرغِ دل / رشتۂ جان کے برابر تار ہی اس دام کا

دیکھ لے ای قوم تو بھی پاؤن اب آگے نکال / قافلہ آگے بڑھا موقع نہین آرام کا

اسقدر صدمے اُٹھائے یاد خالق آگیا / ہو نہین کافر نام اگر لون اُس بتِ خود کام کا

سبزہ رنگون کی وفا پر کچھ نہین ہے اعتماد / ہے غلط کرنا بھروسا چرخ نیلی فام کا

وصل کی شب اسقدر جلدی سے رخصت ہوگئی / صبح کا تارا جو دیکھا مین نے سمجھا شام کا

کیون چلاتا ہی چھری رہ رہ کے میرے حلق پر / دم نکلجائے کہین اس مرغ بے ہنگام کا

زخمی ابرو بھلا چنگا کبھی ہوتا نہین / نطق کچھ گھائل نہین شمشیر خون آشام کا
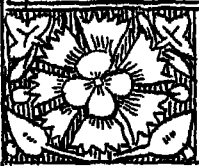
نطق سے کیا پوچھتے ہین آپ خیر و عافیت
نام دنیا سے اُٹھا جاتا ہی اب آرام کا
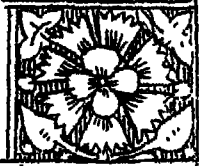
باعثِ نخوت صنم کا موے مشکین ہو گیا / آئینہ رکھکر مقابل مین وہ خود بین ہو گیا

آخر اپنی ناتوانی سے یہ دیکھا روزِ بد / خانۂ زندان سے بدتر خانۂ زین ہو گیا

ایک سنگین دل کا رہتا ہی تصور رات دن / خانۂ دل اندنون ایوانِ سنگین ہو گیا

کون سے گل کی ہی اسکو جستجو کھلتا نہین / باغ مین اے باغبان سو بار گلچین ہو گیا

پنجۂ مژگان تو اُسکی زلف کا شانہ بنا / شیشۂ دل آئینہ از بہر تزئین ہو گیا

اُڑ گئی رنگت گلون کی دیکھ کر رخسار یار / پھول لالے کا چمن مین صاف نسرین ہو گیا

اُسنے جب پوچھا عرق اپنے طلائی گال کا / طائر رنگ حنا بھی مرغ زرین ہو گیا

اُس سنہرے رنگ کا اوسکو جو نظارہ ہوا / نطق کا مرغ نگہ بھی مرغ زرین ہو گیا
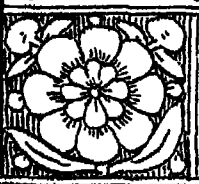
حق پرستی چھوڑ کر یہ ہو گیا اب بت پرست
نطق بھی کیا دفعتہً مومن سے بیدین ہو گیا

دیکھ لینا تھوڑے دن مین ہوش تجھکو آئیگا
اے دل نادان محبت کرکے تو پچھتائیگا

قبر مین بھی چین دل کو ای پری خاک آئیگا
عشق ابروئیم بسمل کی طرح تڑپائیگا
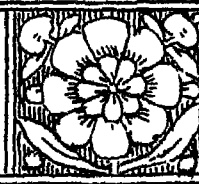
خونِ ناحق کا مرے تجھکو خیال آجائیگا
دیکھکر دھبہ لہو کا حشر مین شرمائیگا

ہو گیا فرمانروا یوسف نکلکر چاہ سے
پستیِ طالع سے ایدل اوج اکدن پائیگا

چاہنے والا نہو کوئی تو قدر حسن کیا
عاشقون کے قتل پر رہ رہ کے تو پچھتائیگا

اپنی ہی قسمت بُری ہی شکوۂ اغیار کیا
دیکھ لین گے بخت جو کچھ ہمین دکھلائیگا

پیکِ بد بدلے چلے خط کا اگر میرے جواب
میرے گھر تک آتے آتے وہ ہما ہو جائیگا

پھونکتے ہین خانۂ دل کو مرے بہتر مگر
بندہ پرور یہ تو کہئیے کسکا گھر جل جائیگا

ہائے وہ کہنا ترا جھنجھلا کے عینِ وصل مین
میرے لب کو کاٹ کر کیا واقعی کھا جائیگا

ہم یہی کہہ کہہ کے بہلاتے ہین روز ہجر مین
رات کو اے دل ہمارا ماہتاب آجائیگا

ہاتھ رکھکر اُسکی کاکل پر جو سو جاتے ہو نطق
دیکھنا اک دن یہ مار آستین بن جائیگا

میرے گھر تیرا جو آنا ہو گیا
زندگی کا کچھ ٹھکانا ہو گیا

سب ہے مری دیوانگی فرزانگی
جس طرح بہلول دانا ہو گیا

کچھ عجب پروازِ تیرِ آہ تھا
طائر پروین نشانا ہو گیا

وہ نگاہ مہر کیا ہم سے پھری
دشمنِ جان اک زمانا ہو گیا

مرغ دل کے پھانسنے کو اے پری
زلف پھندا خال دانا ہو گیا

ہو گیا خون اعزہ بھی سفید
منقلب کیسا زمانا ہو گیا

جان جوکھم پڑگئی ہے اندنون
کیا غضب دل کا لگانا ہو گیا

بھن کے آخر بن گیا اُس کی گزک
اب دلِ نادان سیانا ہوگیا

رات فرقت کی نہ مجھسے کٹ سکی
شل میرا تھک تھک کے شانا ہوگیا

ایک بت کی دوستی کیا قہر تھی
نطقؔ کا دشمن زمانا ہوگیا

دھیان جب آیا کسی کے عارضِ پرنور کا
میرے دل مین کھنچگیا نقشہ سراسر طور کا

شاید آجانے نظر مجھکو وہ پتلا نور کا
اپنی آنکھون مین لگاتا ہون مین سرمہ طور کا

کیا بتاؤن حال مین اپنے دل رنجور کا
عشق مژگان مین ہی گویا خانہ یہ زنبور کا

اک بت الماس رو کے عشق مین چھلنی ہی دل
صاف ہی نقشہ جگر مین خانۂ زنبور کا

تمنے کیا صورت دکھائی ہمنے گویا دیکھ لی
نام سنتے آتے تھے مدت سے ایجان حور کا

یہ نمونہ غافلو ہے انقلاب دہر کا
ہے گدا کے ہاتھ مین کاسہ سرِ فغفور کا

جسنے دیکھی خواب مین بھی صورت زیبائے یار
اوسکے دل مین آنہین سکتا تصور حور کا

سیکڑون کاغذ کے دستے کردیے مین نے سیاہ
پر نہ کچھ مضمون ہاتھ آیا شب دیجور کا

مین سنے سمجھا زلف مین مقیش کو موباف سے
ہے گریبانِ سحر دامن شب دیجور کا

کون کہتا ہی کہ تو انسان ہی یا ہے پری
تجھکو کہتے ہین ملک ایجان پتلا نور کا

مین نے سمجھا دیکھکر اُسکے بیاض چشم کو
جام دست مردم دیدہ مین ہی بلور کا

مصلحت سے کب ہی خالی خال رخسار صنم
دانۂ فلفل محافظ ہے مگر کافور کا

جب کہا کیون کرتے ہو تم اسقدر ہم پر ستم
ہنسکے بولے آدمی پابند ہی دستور کا

ہر طرف ہوتا ہی جب پردہ دوئی کا عشق مین
عارفو باطل نہ تھا دعوی ذرا منصور کا

غافلو مرتے ہو کیا نام و نشان کے واسطے
جانتا ہے کون مرقد ہے کہان تیمور کا

زخم خوردہ تیرے مژگان کی ہی میری چشم تر | یہ مرے آنسو نہین پانی ہے یہ ناسور کا

گو مضامین وہ نہین پر **نطق** اتنا ہے ضرور
رنگ ہی میری غزل مین ناسخ مغفور کا

غضب اک بت کی الفت مین زمانہ کا چلن بگڑا | ہوا جو شیخ آوارہ تو طفل برہمن بگڑا
جو اپنے عارض گلگون کا ثانی اُسنے گل دیکھا | عجب انداز سے گلشن مین وہ غنچہ دہن بگڑا
لگائی آگ گلشن مین تمھارے آتشین رخ نے | تم آئے سیر کو لیکن یہان رنگ چمن بگڑا
نہ خوف روز محشر ہے نہ ڈر ہے نار دوزخ کا | بنے گا کام سب اپنا طفیل پنجتن بگڑا
ستارے یہ نہین ہین زخم سے چھلنی ہی تن تیرا | تظلم سے ترا اے پیر فلک کیسا بدن بگڑا
ہوے رنگ پریدہ گل جو تھے گلزار مین خندان | تمھارے آتے ہی اے خندہ رو رنگ چمن بگڑا

مقدر ہی اگر سیدھا تو پھر پرواہ ہی کیا اسکی
رہے تا یوم محشر **نطق** سے چرخ کہن بگڑا

کیا پوچھون کچھ ایجان جہان ہو نہین سکتا | وہ ناز سے کہدینگے کہ یان ہو نہین سکتا
ہر ناز و ادا وقف بیان ہو نہین سکتا | ہر موے بدن مثل زبان ہو نہین سکتا
ہم سے گلۂ جور بتان ہو نہین سکتا | لیکن یہ ہے وہ راز نہان ہو نہین سکتا
اُس حور کا پر نور مکان ہو نہین سکتا | اسطرح کا گلزار جنان ہو نہین سکتا
فرماتے ہین کس واسطے لیتے ہو مری نیند | کیا رات کو بھی ضبط فغان ہو نہین سکتا
کیون فکر ہی برچھی کی تجھے اے بت قاتل | مژگان سے ترے کار سنان ہو نہین سکتا
دیکھا جو مری لاش کو ہنس ہنسکے یہ بولے | مر جائے وہ یہ وہم و گمان ہو نہین سکتا
وہ بولین مین انکار کر دن سبّے دہنی کا | اسکا تو کبھی وہم و گمان ہو نہین سکتا

آجائے اگر دختر رز سامنے دیکھو
کیا شیخ کبھی پیر مغان ہو نہین سکتا

چھپنے کی نہین تیری محبت مرے دلمین
یہ راز ہی ایسا کہ نہان ہو نہین سکتا

باور نہ ہو تمکو تو ذرا چیر کے دیکھو
خنجر یہ کبھی تم سے روان ہو نہین سکتا

ہے چار طرف پھیلی ہوئی تیری تجلّی
سو پردون مین ای بت تو نہان ہو نہین سکتا

ہر سوزش دل مجھکو یہ کیونکر کوئی سمجھے
یہ آگ وہ ہی اسمین دھوان ہو نہین سکتا

وہ جھک کے کبھی نطق سے مل ہی نہین سکتے
ظاہر ہے کبھی تیر کمان ہو نہین سکتا

جب مرغ روح میرے بدن سے نکل گیا
مین خوش ہوا کہ رنج و محن سے نکل گیا

اے ساکنان عرش سنبھل بیٹھنا ذرا
اک تیر آہ میرے دہن سے نکل گیا

گلشن مین پھول جتنے تھے سب زرد ہو گئے
جس دم وہ گلعذار چمن سے نکل گیا

یوسف نکل گئے تو وہ اندھا کنوان بھی تھا
کب کوئی گر کے چاہ ذقن سے نکل گیا

ہے مرنے پر بھی جوش جنون مجھ مین اسقدر
سو بار پھاڑ کے مین کفن سے نکل گیا

اس طرح میری گود سے وہ شوخ چلدیا
اک تیر تھا کمان سے سن سے نکل گیا

مشہور جب ہوا کہ ہے شوق اسکو ہار کا
ہر ایک پھول شاخ سمن سے نکل گیا

اے نطق زلف سرکی جو رخسار یار سے
یہ غل ہوا کہ مہر گہن سے نکل گیا

تری زلفونکا ایسا مشک اذفر ہو نہین سکتا
کبھی خوشبو مین ہمسر اسکا عنبر ہو نہین سکتا

جو ادنی ہی وہ اعلی کے برابر ہو نہین سکتا
کبھی ذرہ ترقی کر کے اختر ہو نہین سکتا

لعاب لب سے بڑھکر آب کوثر ہو نہین سکتا
مجلّی بھی ترے دانتون سے گوہر ہو نہین سکتا

ہماری آہ پر جلکر وہ یون کہنے لگے ہم سے ۔ ستمکش کون کہتا ہی ستمگر ہو نہین سکتا
وہ ہو اک قطرہ پانی سے یہ لاکھون قطرۂ خون سے ۔ ہمارے آنسوؤن کے مثل گوہر ہو نہین سکتا
سوال وصل پر دو بار مجھسے ہنسکے فرمایا ۔ ادا لفظِ نفی مجھسے مکرر ہو نہین سکتا
ترا قدِ سہی فتنہ ہے یا آفت کا پرکالہ ۔ قیامت کا بھی فتنہ اس سے بڑھکر ہو نہین سکتا
غضب ڈھائینگے طفل اشک اگر رونے پر آوینگا ۔ مری آنکھون سے کیا پیدا سمندر ہو نہین سکتا
یہ ہرگز ہو نہین سکتا زبانِ تیغ گویا ہو ۔ شقی القلب جو ہی وہ سخنور ہو نہین سکتا
خدا کا فضل شامل حال ہونا اسمین لازم ہی ۔ ہر اک انسان تقوی سے پیمبر ہو نہین سکتا
ہوا اندر الم وہ بھی تجھے اے نازنین کیا دون ۔ دل پر داغ بھی اب تو میسر ہو نہین سکتا
ہماری آہ پر ہنس ہنسکے یون کہنے لگا وہ گل ۔ نکالو کام تم اپنا ذرا کر ہو نہین سکتا
تو ہی اب اے اجل آکر خدارا کر مدد میری ۔ وصال یار اگر مجھکو میسر ہو نہین سکتا
نکل سکتا ہی کب خورشید انور سمت مغرب سے ۔ وہ آئین گھر مرے ایسا مقدر ہو نہین سکتا
پلا اچھلو ہی سے مجھکو نہ کر تاخیر اے ساقی ۔ پیاسا تو کبھی پابند ساغر ہو نہین سکتا
مرے شمشاد قد کو دیکھکر یہ قمریان بولین ۔ جواب قامتِ دلجو صنوبر ہو نہین سکتا
مرے اشعار سنکر شاعران دہر کہتے ہین ۔ یہ سچ ہی نظمیؔ کا ایسا سخنور ہو نہین سکتا

دیگر

اتنے دن پر بھی نہ دل سے اُس پری کی بل گیا ۔ دیکھکر مجھکو قیامت مین ۔ ظالم ٹل گیا
گو شکنجے مین کھچا یہ شانہ و موباف کے ۔ کاکلِ پرپیچ سے کب اُس پری کے بل گیا
کرکے پروانہ کسی کے رُخ کا جل نکلا شباب ۔ دیکھیے کیسی لگاکر آگ ظالم ٹل گیا
دل مین کیا تمکو بلائین خانۂ ویران ہے ۔ داغِ دل بھی سوزِ نہان سے ہمارے جل گیا
دل جلاکر مجھسے فرماتے ہین کس انداز سے ۔ اب نہین افسوس یہ ہی گھر ہمارا جل گیا

سن کے ذکرِ آزمایش غیر تو چلتا ہوا
خوب ہی واللہ یہ فقرہ ہمارا چل گیا

سامنے سے میرے وہ گذرا لباس غیر مین
کیا قیامت کی ستمگر چال مجھ سے چل گیا

بوسۂ رخ کو بڑھا تیو رندیکھے یار کے
چال یہ بیشک حماقت کی تھی جو مین چل گیا

بزم مین وہ ترک آیا سرخ دستہ کھینچکر
خون میرا ہو گیا مجھپر وہ خنجر چل گیا

تھا نزاکت کا بہانا اُنکو میرے قتل مین
غیر کی گردن پہ اُنکا تیر خنجر چل گیا

جب دیا حکم اُسنے اپنے صحن کے چھڑکاؤ کا
پانی لانے کے لیے دوڑا ہوا بادل گیا

شوق سے بھر جام مے ساقی تو اسکا غم نہ کھا
موت کا پیالہ نہین ہی بھر گیا جب ڈھل گیا

جب کہا مین نے کہ دیکھو اک نظر بہرِ خدا
ہنسکے بولے کیا مرے دیدہ کا پانی ڈھل گیا

یاد آتا ہے مجھے بے بے وہ اندازِ حیا
وصل کی شب اُنکے جب شانے سے آنچل ڈھل گیا

چار دن کا تھا فقط ہی ہی یہ کیا حسن شباب
دیکھتے ہی دیکھتے جوبن تمھارا ڈھل گیا

ہون لباس آدمی مین ایک خم دیدہ کمان
جسم میرا اے پری فرقت مین ایسا گل گیا
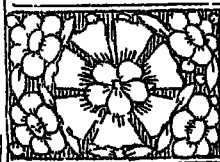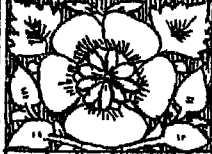
کشتہ اُسکی چشم پرفن نے کیا آخر مجھے
مجھپر اچھا اُس پری کا نطق جادو چل گیا

مست ہین آنکھین ہی رنگین رخ روشن اونکا
اُف رے وہ جوش پر آیا ہوا جوبن اونکا

ہو جو بھولے سے گذر بر سر مدفن اونکا
اُڑکے خاک اپنی پکڑ لے وہین دامن اونکا

کیا ضرورت ہی شہادت کی خدا کے آگے
شاہد قتل مرا آپ ہے دامن اونکا

جان سو جان سے صدقے نہو اُنپر کیونکر
نکھر آیا ہی عجب رنگ مین جوبن اونکا

اہل تصنیف حقیقت مین نہین مرتے ہین
نام دنیا مین ہے باقی پس مردن اونکا

کون بے رحم ہی جس نے کہ لیا ہی بوسہ
بنگیا گال گل سرخ سے سوسن اونکا

باتون باتون مین مچلنا کبھی رونا کبھی ضد
آنکھونمین گھوم رہا ہے وہ لڑکپن اونکا

چار سو اب تو ہے عالم مین خدائی اونکی
کلمہ پڑھنے لگے شیخ و برہمن اونکا

مشورہ میری شہادت کا مجھی سے کیا خوب
مجھکو آتی ہی ہنسی دیکھکے بچپن اونکا

وہ جوان اب ہوے طرار بنے پھرتے ہین
پھر رہا ہی ابھی آنکھون مین لڑکپن اونکا

مجھکو اے نطق شفاعت کا تمسک ملجاے
ہو مرا جزو کفن کوئی جو دامن اونکا

اٹھا رکھا دقیقہ کون مین نے عذر خواہی کا
چھٹا لیکن نہ دھبا میری قسمت کی سیاہی کا

نہ ڈر ہی اہل دنیا کا نہ فکر زال دنیا ہے
لڑکپن کا زمانہ ہے زمانہ بادشاہی کا

قدم کسطرح پیچھے رکھون میدان تعشق مین
قدم ہٹتا نہین میدان مین ترچھکر سپاہی کا

تماشا ہو کرین فریاد ہم میدان محشر مین
کہے منت سے وہ موقع نہین ہی داد خواہی کا

ہوا مشہور ترک دلربا مژگان و ابرو سے
یقیناً اسلحہ سے نام ہی روشن سپاہی کا

دکھا کر لوح قسمت حشر مین مین داد چاہونگا
کرونگا عذر خالق سے مین اپنی بیگناہی کا

ہی مصروف اطاعت ہر کوئی خوبان دلجو کا
بتون کے دور مین موقع ہی کب یاد الٰہی کا

جو دیکھا ماہ دو ہفتہ کو مین نے چشم غائر سے
یقین آیا مجھے قلب حسینان کی سیاہی کا

مقر اپنی خطا کا ہون کرو تعذیر یا بخشو
رہا اب کام کیا دو چار کی اسمین گواہی کا

نظر آئی کوئی پامال شے اے نطق جب مجھکو
مرقع کھنچگیا آنکھون مین صاف اپنی تباہی کا

بجھے گا خاک شعلہ سوز پنہان کا اگر بھڑکا
یہ سوز دل ہی شعلہ کیا کسی مشعل کے گودڑ کا

اندھیری شب مین کوٹھے پر جو وہ خورشید رو آیا
یہ سمجھا ہر کسی نے ہو گیا اب نور کا تڑکا

خیال یار مین مجھ سا نہ کوئی محو ہو یارب
سنی ہی یار کی آواز جب پتا کوئی کھڑکا

لگائی اینڑ مین نے صبر کی تسلیم کا کوڑا
سمند عمر جب دریاے غم کو دیکھکر بھڑکا

نہ تسمہ تک لگا رہنے دیا گردن کا قاتل نے
صفائی دیکھکر خنجر کی مرغ روح تک پھڑکا

ہی کیا جادوگری قاتل کے خنجر مین کہ کشتونکا
سراغ سر نہین چلتا پتا ملتا نہین دھڑکا

پھلا پھولا جو شکوہ ہی تو بے برگ و نوا دن کو
فلک کے واسطے جب دیکھیے موسم ہی پت جھڑکا

گرے دانت اور ٹوٹے بال نور آنکھونکا رخصت ہے
بڑھاپے کا زمانہ غالبًا موسم ہی پت جھڑکا

بلند و پستِ دنیا سے نہین دم بھر کو یہ رکتا
سمند عمر کو مضبوط رہرو سمجھو بیہڑ کا

عدم کے جانیوالونکو پڑے ہین جان کے لالے
مسافر اسکا گویا رہگرا ہے سخت بیہڑ کا

ہزارون طائر دل صید اک لحظہ مین کرتا ہی
مرا ناوک فگن اے نطق ابھی ہر چند ہی لڑکا

اب کھلا یہ کہ وہ سفاک بھی دمساز بھی تھا
قدر انداز بھی تھا اور سخن ساز بھی تھا

خوب بن آئی نکیرین کی تنہا پا کر
کوئی بتلائے کہ میرا کوئی دمساز بھی تھا

آپکے سر کی قسم یہ نہ ادا تھی اُن مین
حورون کو دیکھ لیا ناز بھی انداز بھی تھا

ہائے قسمت کہ نہ ظالم نے پلٹ کر دیکھا
سر جھکائے ہوئے مقتل مین یہ جانباز بھی تھا

چھٹ گئے مجھسے وہ اسکی تھی خبر کیا مجھکو
کجروی پر فلک تفرقہ انداز بھی تھا

وہ شب وعدہ نہ آئے تو ہوئی یہ حالت
سخت بیتاب بھی تھا گوش بر آواز بھی تھا

بولے مردہ کو جلا کر کہ پری تھا یوسف
یہ یہ بتلائے کوئی صاحب اعجاز بھی تھا

قتل کے وقت تھے سامان مہیا کیا کیا
خنجرِ غمزہ و تیرِ نگہِ ناز بھی تھا

کھل گیا رازِ محبت مرے ایک آنسو سے
کیا خبر تھی کہ پسِ پردہ یہ غماز بھی تھا

بزم مین اُنکی قیامت کا نمونہ دیکھا | سرنگون تھا جو کوئی سرافراز بھی تھا

جب وہ سر پیٹتے ساتھ اُسکے جنازے کے چلے
تب کھلا نطق کا سربستہ کوئی راز بھی تھا

جور کا تیرے گلہ تجھ سے ستم ایجاد کیا | اپنی قسمت کے لکھے کی داد کیا فریاد کیا

کوسنے بھی ہو چکے دین گالیان بھی سیکڑون | آگے چل کر دیکھیے ہوتا ہی اب ارشاد کیا

رنج مین غم مین خوشی مین شکر ہی ہر حال مین | چار دن کی زندگی مین شاد کیا ناشاد کیا

سر ہتھیلی پر لیے پھرتا ہون مین خود دیر سے | تو ڈراتا ہی مجھے شمشیر سے جلاد کیا

رُک سکتے ہین پائے طلب ان بیڑیون کی قید سے | ٹکڑے ٹکڑے یہ ہونگی اب بھی ای حداد کیا

توڑ ڈالے میری وحشت نے جو زندانو نکے در | ٹکڑے ٹکڑے بیڑیان ہونگی نہ ای حداد کیا

کچھ نئے انداز سے اسسال آتی ہی بہار | خانۂ زنجیر یارب ہون گے پھر آباد کیا

خیر ہے کہیے تو کچھ کیون بن رہے ہین اسطرح | کیجیے گا آج کچھ تازہ ستم ایجاد کیا

کب پہونچ سکتے ہین تیرے قامت موزونکو یہ | تیرے قد کے سامنے ہین سرو کیا شمشاد کیا

عالم امکان مین مجھسا کوئی بھی سوا نہین | عشق نے مٹی مری افسوس کی برباد کیا

بندہ پرور یہ بھی شرطِ عاشقی سے ہی بعید | مین خدا کے سامنے توبہ کرون فریاد کیا

واہ یہ اچھا تجاہل ہے کہ عرضِ حال پر | مسکرا کر پوچھتا ہے وہ ستم ایجاد کیا

سنتے ہین ہم حسن کو خالق بھی رکھتا ہی عزیز | ان بتون کے جور کی پھر ہم کرین فریاد کیا

مرغِ دل پھنستا ہی دامِ زلف مین بیدانہ کیون | کچھ کہا جاتا نہین کرتے ہین یہ صیاد کیا

ہو بُرا اے عشق تیرا دیکھتے ہی دیکھتے | کر دیے برباد تو نے خانہ آباد کیا

چاہتے ہو تم اگر چھیڑ کر پہلو کو دل | دے ہی دیتے ہین ابھی تم بھی کروگے یاد کیا

ایک تو پھیکی زمین اوسپر ترے مضمون سست
ناطق تیری اس غزل کی دین سخنور داد کیا

کچھ تو بتلا کیا تجھے اے دیدۂ گریان ہوا
کیون ترے اشکون سے برپا نوح کا طوفان ہوا

تیری تیغ ناز پر ہر عشرتی قربان ہوا
قتلگہ روز قیامت حشر کا میدان ہوا

پھر تجھے سودائے ابروے پریرویان ہوا
جان جانے کا مہیا ساز با سامان ہوا

لاکھ کوشش کی نکلتا ہی نہین نکلے تو کیا
تیر دل مین جاگزین اب صورت ارمان ہوا

کنگھی چوٹی چھوڑکر آپ آئے میری قبر پر
مرنے پر مین زیر بار منت واحسان ہوا

دیکھکر تصویر دلبر محو حیرت ہوگیا
کیا کہون کیا کیا خجل دل مین مہ کنعان ہوا

ہے یہ پیشانی پر افشان اُس بت بدکیش کے
شعلۂ رخسار اُسکا یا شرر افشان ہوا

ہاتھ مین لیکر مسلتا ہی وہ طفل خردسال
کھیل لڑکون کا دل پر حسرت وارمان ہوا

بیڑیان تیار ہون کہدے کوئی حداد سے
پھر مجھے عشق کمند گیسوئے پیچان ہوا

خون روتے روتے میری ایسی حالت ہوگئی
پنجۂ مژگان برنگ پنجۂ مرجان ہوا

دو ہی دن مین فرقت دلبر مین یہ حالت ہوئی
جس نے دیکھا اک نظر وہ ششدر و حیران ہوا

جسم ٹھنڈا تھا ولیکن سانس تھی شعلہ فشان
دیکھکر بیمار غم کو چارہ گر حیران ہوا

چھو لیا جس شخص نے بے موت فورًا مر گیا
گیسوئے پرپیچ تیرا افعی پیچان ہوا

واہ کیا اعجاز ہی تھا غنچۂ لبستہ دہن
تیرے ہنس دینے سے فورًا وہ گل خندان ہوا

قتل گو مین ہوگیا خس بھر نہین اسکا خیال
غم یہی ہے آلودۂ خون آپ کا دامان ہوا

لیجیے کھل کھیلیے اب خوف کسکا کیا خیال
اب روانہ ناطق سوے گلشن رضوان ہوا

کھو کے اپنی آبرو وہ خاک پہ غلطان ہوا — جس بنی آدم کو عشقِ گوہر دندان ہوا
داغ کھایا لعل نے دستِ حنائی سے ترے — غرقِ دریاے خجالت سربسر مرجان ہوا
ہم بغل اُس سے ہوا کیا خواب مین میرا رقیب — بے سبب وہ نازنین کیون نیند مین خندان ہوا
اے دل نادان چبانا ہونگے لوہے کے چنے — خون روتا ہی جسے عشقِ دُرِ دندان ہوا
کیا بن آئیگی قیامت مین ذرا فرمائیے — ہاتھ اگر میرا ہوا اور آپ کا دامان ہوا
وہ گیا گذرا ہوا دونون جہان سے کام سے — جو گرفتارِ کمندِ گیسوِ پیچان ہوا
چاہتا ہی تو کہ اب سجدہ بھی ہم تجھکو کرین — لیتے ہی دل یک بیک کیون طالبِ ایمان ہوا
اسقدر میری طبیعت ہو گئی دقت پسند — مجھکو مشکل ہو گیا جو کام سخت آسان ہوا
آبرو جاہ و حشم عزت کو کھو بیٹھا ہون مین — دل لگا کر کیا کہون کیا موردِ نقصان ہوا
قتل کرکے مجھکو کیون غمگین ہین کچھ کیجیے بھی تو — جان دیدینا مرا کیا باعثِ نقصان ہوا
کردیے کتنونکے دل تیری مژہ نے چور چور — بے محل کب ہی اگر اس سے خجل پیکان ہوا
چاک کرکے دھجیان کرتا مین اے صبح وصال — ہاتھ مین پیرہے نہ اے ظالم ترا دامان ہوا

لطف مجھپر ہو گیا جب ایزد برحق کا نطق
کام مشکل سے جو مشکل تھا مجھے آسان ہوا

یہ جوشِ گریہ ہی یا آگیا ہی جوش مین دریا — کہ موجین مارتا ہی اب مری آغوش مین دریا
روان آنسو ادھر پانی اُدھر ناسور سے جاری — ادھر آنکھون مین دریا ہی اُدھر آغوش مین دریا
غم فرقت مین آنکھون نے بہائے اسقدر آنسو — کہ اشکون سے مرے پیدا ہوا آغوش مین دریا
اُٹھایا اسقدر طوفان ان آنکھون نے رو روکر — کہ جسکو دیکھکر اپنے نہین ہی ہوش مین دریا
ہوا ہی جمع پانی اسقدر ناسور سے بہ کر — کہ گویا آگیا ہی اب مری پاپوش مین دریا

جو دیکھا جوشِ گریہ نطق کا انسان چلائے
خداحافظ خدا ناصر کہ آیا جوش مین دریا

ترے اعجاز لب سے مقصد اہل جہان نکلا
تعجب ہی نہ میرا بھی تجھسے کچھ دردِ نہان نکلا

سحر کو خوابگہ سے جب وہ خورشید جہان نکلا
گریبان پھاڑ کر مشرق سے مہر آسمان نکلا

تمھارے کوچے سے کوئی بشر زندہ کہان نکلا
کوئی نکلا اگر مردہ تو کوئی نیمجان نکلا

کہو ڈھونڈھین کہان تمکو کہ بہر فال قرآن مین
جو انگلی رکھی آنکھین موند کر تو لامکان نکلا

!داماں خالی ہاتھ خالی باغِ عالم سے
نہ دل کا حوصلہ کوئی مرے اے باغبان نکلا

نہین غازہ ملا چہرے پر اُسنے آگ بھڑکا دی
کہ خطِ سبز بھی رخسار پہ بنکر دھوان نکلا

مرا دل کب ہوا نخچیر تیرے تیر مژگان کا
یہ میرا حوصلہ کب اے بتِ ابرو کمان نکلا

نہین بے وجہ پھیکی ہی ترے رخسار کی رنگت
کسی کا حوصلہ شاید کہین پر بیگمان نکلا

جفائے گل سے بلبل مین جفائے یار سے نالان
وہ میری ہم بیان نکلی مین اُسکا ہمزبان نکلا

بنایا اُس نے باتون باتون بندہ شیخ کو اپنا
سمجھتے کم سخن تھے جسکو ہم جادو بیان نکلا

ہمارے داغِ دل سے روشنی بزم خوبان ہی
چراغِ خانہ سے بڑھکر چراغِ گلستان نکلا

لکھی ہی خال کی تعریف اسنے کس بلاغت سے
تمھارے عاشقون مین نطق ہی کیا نکتہ دان نکلا
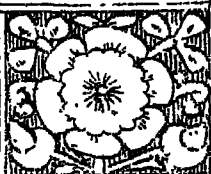
کہو اب کوئی دنیا مین بتائے پارسا کس کو
سنا ہی نطق بھی آخر شہید گلرخان نکلا

مین جب اسیرِ زلفِ گرہگیر ہو گیا
گیسو کا حلقہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

بے چین کیون مرا بتِ بے پیر ہو گیا
کیا پر اثر سے نالۂ شبگیر ہو گیا

اے آسمان جناب جو کی تجھسے ہمسری
تیری دعا سے چرخ کہن پیر ہو گیا

ہی حسینِ ناز ازل ہی سے ای بت دل حزین
تھا آشیانے ہی مین کہ نخچیر ہو گیا

کس گل کی آج زمزمہ پرواز یان سنین
بلبل کا زمزمہ جو گلو گیر ہو گیا

گستاخ ہی وہ شوخ اگر تیرے سر چڑھا
شانہ ضرور لائق تعزیر ہو گیا

رہتا ہون اونکی آنکھ مین بنکر غبار راہ
مین خوب خاک ہونے پر اکسیر ہو گیا

بیٹھا خیال زلف مین نامہ جو لکھنے مین
سارا سیاہ خط دم تحریر ہو گیا

دل مبتلاے ذرد بت فتنہ گر ہوا
ہم مشربون مین صاحب توقیر ہو گیا

تصویر تیری کھینچی تو یہ گل نیا کھلا
حیرت مین آکے مانی بھی تصویر ہو گیا

ایسی گرہ پڑی دل محبوب مین کہ نطق
مجبور محض ناخن تدبیر ہو گیا

مجھ سے بگڑ کے یار کریگا زمانہ کیا
قارون کا میرے پاس ہی رکھا خزانہ کیا

کیون جبہہ سائی درکعبہ ہی اس قدر
ہونے کو ہی کسی کا کبھی آستانہ کیا

منھ پر کہو کسی کی جو ہو بات صاف صاف
لوگون سے ذکر اسکا بھلا غائبانہ کیا

مسند نشین جو کل تھے وہ ہین آج گرد راہ
کھاتا ہی رات دن نئے پلٹے زمانہ کیا

کیون بیمثال ہونے کا دعوی ہی ای پری
دیکھا نہین ہی آج تک آئینہ خانہ کیا

آتا نہین جو آپ کو کہدیجیے نہین
ہر بار مہندی چوٹی کا صاحب بہانہ کیا

بھرتا نہین ہی زخم مرے دلکا کیا سبب
تیر نگاہ ناز کا ہے یہ نشانہ کیا

آتا ہے بار بار مرے خواب مین جہاز
نطق حزین مدینہ کو ہو گا روانہ کیا

کس شوخ چلبلے کی تمھین جستجو ہے آج
پھرتے ہو نطق ہار دارت وحشیانہ کیا

مروسجان عاشق شیدا نہین ملتا نہین ملتا
یہ سچ ہے چاہنے والا نہین ملتا نہین ملتا

قیامت تک بھی ایجان جہان حوران جنت سے
تمھارا والہ و شیدا نہین ملتا نہین ملتا

حیا آتی ہی شاید اُس گل خوبی کے کوچے سے
دماغ اسواسطے اسکا نہین ملتا نہین ملتا

ترا انداز و ظالم نرالا ہے زمانے سے
کسی محبوب سے اصلا نہین ملتا نہین ملتا

کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون حسینونمین بہت ڈھونڈھا
پتا کچھ بھی مرے دل کا نہین ملتا نہین ملتا

ہزارون شاعرونمین نطق تو یکتاے دوران ہی
کسی سے بھی سخن تیرا نہین ملتا نہین ملتا

پہلو مین میرے شب کو جو وہ گلعذار تھا
اچھی طرح شگفتہ دلِ داغدار تھا

فرقت کی شب تو کوئی نہین غمگسار تھا
پہلو مین صرف ایک دلِ بیقرار تھا

کاکل قرینِ رخ مجھے ایسی نظر پڑی
گویا گلاب مین کوئی پیچیدہ مار تھا

تیزی نگہ کے تیر کی کیا ہوسکے بیان
پڑتے ہی سینہ پر مرے وہ وارپار تھا

صحرا مین تھا بلند جو دود سیاہ سا
مجھ دل جلے کی راکھ کا شاید غبار تھا

کیسا گلہ زبان بھی میری نہ ہل سکی
دیکھا جو حشر مین وہ بہت شرمسار تھا
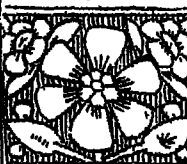
اے نطق اوسکے ہجر مین ہوا بتو جان بلب
صحبت سے جس کی پہلے تمھین سخت عار تھا

زیبِ گوش اُس مہ جبین کی جب سے بالا ہوگیا
اور اُسکا حسنِ روز افزون دوبالا ہوگیا

دل مرا شیدا اسے سرو قد بالا ہوگیا
جان کا دشمن مرے پہلو کا پالا ہوگیا

کب پہونچ سکتی ہین تیرے رتبۂ اعلی کو حور
نخل طوبی سے بھی بڑھکر قد بالا ہوگیا

اے طبیبو جاؤ گھر میرا ہی اب قصہ تمام
آنکھ چھت سے لگ گئی ہی جسم پالا ہوگیا

وہ جو آئے گو سر پل بے تجلی حسن کی | قبر کا تاریک گوشہ تک اوجالا ہو گیا

سچ اگر پوچھو گہن مین یہ نہین ہی بے سبب | گرمی آہ رسا سے مہر کالا ہو گیا

جام شربت خواب مین کیون تلخ آتا ہی نظر
عمر کا لبریز کیا میرا ہی پیالا ہو گیا

کوئی یون ہی فدا نہین ہوتا | بے سبب مبتلا نہین ہوتا

یا تو پیدا کیا نہین ہوتا | یا مجھے دل دیا نہین ہوتا

دل جو مین نے دیا نہین ہوتا | رنج فرقت سہا نہین ہوتا

شیخ پیر مغان کا پیر سبنے | سچ ہی دنیا مین کیا نہین ہوتا

جوشِ وحشت مین ہاتھ دامن سے | نہین ہوتا جدا نہین ہوتا

کون دل ہی جو دیکھکر تم کو | محو ناز و ادا نہین ہوتا

تیرے لطف و کرم کا اے ساقی | شکر مجھ سے ادا نہین ہوتا

میرے پہلو مین اے مرے خالق | دل ہی تو نے دیا نہین ہوتا

کجروی اپنی چھوڑ اے گردون | ظالمون کا بھلا نہین ہوتا

یاد عاشق سے آشنا مطلق | بت نا آشنا نہین ہوتا

تھین کہا وہ کہ جھوٹی بات تو پھر | رنج ہوتا ہے یا نہین ہوتا

جو کہ دنیا مین نیک نام رہا | مرنے پر بھی فنا نہین ہوتا

مین نہ سمجھا نتھا نہین کیونکر | ہر کوئی باؤلا نہین ہوتا

مہربان اے فلک قیامت تک | ظالمون پہ خدا نہین ہوتا

کیا نتیجہ ہے ایسے وعدے کا | جب کبھی یہ وفا نہین ہوتا

بیٹھے ہوئے نقاب منہ پر ہین — تمکو پاس حیا نہین ہوتا

سچ یہ ہی حالت غضب ہی ہین — کوئی بھی آشنا نہین ہوتا

سرمگین آنکھ سے کسیکو کب — فتنہ لو کھڑا نہین ہوتا

اور کو تو اسیر کرتے ہو — قید دزد حنا نہین ہوتا

الفت کو ہے کو اس طرح روتے — دل جو تمسے دیا نہین ہوتا

باب باے موحدہ

چار دن کے واسطے مہمان آتا ہے شباب — لشکر اندوہ وغم ہمراہ لاتا ہے شباب

کب اکیلا عالم ہستی مین آتا ہے شباب — آرزو وحسرت تمنا ساتھ لاتا ہے شباب

چاہ الفت مین ہزارون کو گراتا ہے شباب — آنکھ والون کو غضب اندھا بناتا ہے شباب

آہن ومس کو طلا کرکے دکھاتا ہے شباب — بھونڈی صورت پر بھی کیا روپ لاتا ہے شباب

کب حسینون کو ضرورت ہی کسی استاد کی — ناز وانداز وادا تمکو سکھاتا ہے شباب

لاکھ مین بھی ایک تمن شائد جو اس سے بچ رہین — جو نہین کرنے کی وہ سب کچھ کراتا ہے شباب

اسکی چالون کو اگر بھونچال کہیے ہی بجا — ہر قدم پر سیکڑون فتنے اٹھاتا ہے شباب

یہ وہ ہی بدانس وہ بھی دن مین جاتا ہے چلا — داغ حسرت صرف دل پر چھوڑ جاتا ہے شباب

جان اس کے نام پر دیتا ہی ہر چھوٹا بڑا — پیر کو بھی عاشق اپنا یہ بناتا ہے شباب

کیون نہ حالت زار ہو یہ الفت کی — چھوڑ کر بے وقت تنہا اس کو جاتا ہے شباب

کب کوئی سُنتے دہر مین ہو لا جواب — ہے مگر تیرے دہن کا کیا جواب
چہرۂ گلگون تو ہے گل کا جواب — تیرے رخسارون کا ہوگا کیا جواب
بات کچھ کرتے تو مین دیتا جواب — اونکی خاموشی کا کیا ہوتا جواب
خط نکلنے نے کیا پُر زر اسے — ہو گیا رخسار اب گُل کا جواب
صدقے بلبل کیون نہو رخسار پہ — ہے گلِ عارض گلِ تر کا جواب
زخم دل پر رکھدے پھاہے کے عوض — تو جو اے قاصد ہے لے آیا جواب
بوسۂ ابرو کا جب سائل ہوا — خنجر خونریز سے پایا جواب
ہل گئے ابرو سوالِ وصل پہ — بات کا شمشیر سے پایا جواب
دل کو کھویا عقل بھی جاتی رہی — ہوش نے بھی مجھکو دے ڈالا جواب
دل بہت بیتاب ہے للہ کہہ — اے مرے قاصد تو کیا لایا جواب
آنکا سایہ کہہ رہا ہے صاف صاف — ہم ترے ہین اے بت یکتا جواب
آئینہ مین دیکھکر اپنی شبیہ — بولے یہ عالم مین ہے میرا جواب

لطق ٹالا اُس نے نامہ بر کو یون
ایسے خط کا کوئی دے گا کیا جواب

جو ازل ہی سے ہوا شامت نصیب — اُس کو دنیا مین ہو کیا راحت نصیب
ہنس کے یہ بولے سوالِ وصل پر — سامنے سے دور اے فرقت نصیب
دفن کرکے چلدیے احباب سب — اب لحد ہے اور ہم غربت نصیب
اُس پری کا جب سے دیوانہ ہوا — مجھکو عالم مین ہوئی شہرت نصیب
دیکھکر لاشہ مرا کہنے لگا — لے کے غم جاتا ہے یہ حسرت نصیب

آکے تربت پر وہ یون کہنے لگے ق اے مرے عاشق مرے فرقت نصیب
دل کو حورون سے لگا تو خلد مین تمکو اب خالق کرے جنت نصیب

نطق کو غم سے رہائی ہو گئی
آج مر کر ہو گیا راحت نصیب

باب باے فارسی

یار کی چوکھٹ تک اکدن بار اگر پاتی ہی دھوپ ہو کے سنگِ آستان مٹی مین گرجاتی ہی دھوپ
شعلۂ عالم ستانِ روے آتشناک سے بید آسا خوف کھاکر خوب تھراتی ہی دھوپ
دل سے نالے جب سوا کرتا ہون مین فرقت کی شب خانۂ مشرق سے گھبرا کر نکل آتی ہی دھوپ
کوچۂ دلدار کا شائید اسے لپکا پڑا راتکو چھپ چھپکے یا خالق کہان جاتی ہی دھوپ
تا نہ آنے وہ پریرو میرے گھر مین رات کو ضد کی مارے صبح ہی آنگن نہین جاتی ہی دھوپ
شام کو جب بام پر آتا ہی وہ خورشید رو چادرِ شب سے چھپاکر منہ چلی جاتی ہی دھوپ
قدرِ روے یار کا دیدار جب پاتی نہین بہرِ تسکین جانب گلزار بڑھ جاتی ہی دھوپ
تا قدم بوسے نہ پائے خاک پر دلدار کا چاندنی انوار کی آکر بچھا جاتی ہی دھوپ

چونکہ وہ آئی نہ تھی روزِ سیاہ نطق مین
روزِ روشن مین بھی اب آنے مین شرماتی ہی دھوپ

باب تاے فوقانی

بیتاب و بیقرار کو آیا قرار رات سویا جو میری گود مین وہ گلعذار رات

بیٹھے جو تیرِ آہ تو یہ ہو گئے شکار | تارے فلک سے ٹوٹ پڑے بیشمار رات
رُخ اُسکا ماہتاب ہی اور مانگ کہکشان | اختر ہین موتی بال کے اور زلفِ یار رات
یکسان ہی طورِ ہجر مین لیل و نہار کا | عاشق سے کٹتے ہین دن جو ہی نشترِ تو خار رات
آیا نہ وہ پری شبِ وعدہ غضب ہوا | دیو سیاہ بن گئی تاریک و تار رات
اُسنے سنا جو ہجر کا افسانہ رو دیا | صد شکر ڈھلگیا مرے دل سے غبار رات
مدت پہ آج تو جو مرے گھر ہے میہمان | بڑھکر شبِ برات سے ہی میری یار رات
صدقے شبِ وصال پہ اے دل ہزار دن | قربان ایسی رات پہ ایسی ہزار رات

اے نطق وہ نہ آئے تو ہم اضطراب مین
اُٹھ اُٹھ کے دیکھتے تھے گھڑی بار بار رات

باب التاے فارسی

تیغِ براں سے سوا ہی اے پری ابرو کا کاٹ | موے مژگان نیچے ہین جسمین ہی بچھو کا کاٹ
سان کا محتاج یہ بے سان وہ خونریز ہی | خنجرِ فولاد مین کب ہی ترے ابرو کا کاٹ
جھاڑے سے منتر سے جائے زہر یہ ممکن نہین | بے اثر سب ہین وہ ہی اس افعیِ گیسو کا کاٹ
زہر کالے سانپ کا اکثر نہین درمان پذیر | قبر کا کونا دکھائے گا ترے ابرو کا کاٹ
کام کیا چینِ جبین سے لیتے ہو ابرو سے لو | کاٹ کو خنجر کے پائے گا کہین چاکو کا کاٹ
رکھ لیا زانو پر اُس نے سر ہوے بیہوش جب | کیا مبارک ہو گیا ہمکو سگِ مہرو کا کاٹ

زندہ در گور ہے کاٹا ہوا اُس سانپ کا
نطق دیکھو کیا بلاے جان ہوا گیسو کا کاٹ

کس قدر نرم ہے تمھارا پیٹ / میدے کی لوئی سے تمھارا پیٹ

عکسِ چاہِ ذقن ہی ناف نہین / صاف آئینہ سے تمھارا پیٹ

مے جو پی ہے نظر وہ آتی ہے / شیشۂ صاف ہے تمھارا پیٹ

پھسلے جاتے ہین میرے پائے نظر / کیا ہی چکنا ہے یار پیارا پیٹ

ناف اُسمین ہے عنبر سارا / قلزم حسن ہے تمھارا پیٹ

کیون نہ ہم دوڑین چار جانب نطق
طالب رزق ہے ہمارا پیٹ

باب ثائے مثلثہ

ہوگئے آپ خفا کیا باعث / اس قدر جور و جفا کیا باعث

سبکو سب اُسنے دیا کیا باعث / رنج و غم ہمکو ملا کیا باعث

کوئی تو بات ہی تجھمین ایجان / مین نے دل تجھکو دیا کیا باعث

محفل عیش جو میری تھی کبھی / اب ہے گرداب بلا کیا باعث

غیر نے اُن کے لگائی مہندی / خون میرا جو ہوا کیا باعث

جانِ من اپنے ہی شیدائی پر / اسقدر جور و جفا کیا باعث

محفل عام مین بھی اُس گل کی / بار ہمکو نہ ملا کیا باعث

پھر گئی آپ کی مجھ مست سے آنکھ / جام گردش مین ہوا کیا باعث

ذکر پر بے دہنی کے اے گل / منھ مرا بند ہوا کیا باعث

مے سے سیراب ہوئین ای ساقی / خشک زاہد جو ہوا کیا باعث

بیٹھے بٹھلائے مری آنکھون کو — مرض دید ہوا کیا باعث

وہ قیامت کی چلا چال کوئی — آج ہے حشر بپا کیا باعث

کس کی تقلید ہوئی ہے منظور — گل کی ہے سرخ قبا کیا باعث

ہین جوانی کے سب آثار ہمین — کیون ہوئی زلف دوتا کیا باعث

آپ ہی آپ یہ گرما گرمی — کچھ تو ہے مہر بتا کیا باعث

لوگ کہتے ہین مسیحا تم کو — درد میرا نہ گیا کیا باعث

عمر بھر لوگ یہان رہتے ہین — پھر بھی دنیا ہے سرا کیا باعث

ہاتھ تک میرے نہ پہونچے کاکل — اور کہلائے رسا کیا باعث

سنتے ہین نطق نے دنیا چھوڑی — آپ نے کچھ بھی سنا کیا باعث

جان ہے بیقرار کیا باعث — دل ہے بے اختیار کیا باعث

مین ہون تم پر نثار کیا باعث — تمکو کرتا ہون پیار کیا باعث

تمکو مجھسے ہے عار کیا باعث — غیر پر ہو نثار کیا باعث

ہمنے پوچھا نہین کہان تھے رات — تم ہوئے شرمسار کیا باعث

وعدہ کرکے وہ گل نہین آیا — اے مرے کردگار کیا باعث

جھوٹے وعدونکا آپکے صاحب — مین کرون اعتبار کیا باعث

بعد مردن کسی کی آنکھ چڑھا — تھا جو میرا غبار کیا باعث

مین تو عاشق ہون سبزہ خط کا — ہین خلش پر جو خار کیا باعث

سوے در چشم انتظار مری — جاتی ہے بار بار کیا باعث

ہے کسی برق وش کا عاشق کیا | دل ہو سیماب وار کیا باعث
لالہ گلستان کی طرح مرا | دل ہو داغدار کیا باعث
نطق کیا حال ہی کہو تو سہی | آنکھین ہین اشکبار کیا باعث

باب جیم

ہو میرے دل کو اک بتِ دلبر کی احتیاج | کعبہ کو ان دنون ہوئی پتھر کی احتیاج
دولت کی احتیاج نہ ہے زر کی احتیاج | ہے مجھ گدا کو حسن کے جوہر کی احتیاج
درکار اسکو نوکِ مژہ کی خلش ہی صرف | زخم جگر کو کچھ نہین نشتر کی احتیاج
اوس سرو قدنے پھیر دیا ہے کے دل مرا | سروِ چمن کو کیا ہو صنوبر کی احتیاج
جولان ہوا ہی پر ہے تو شبدیز عمر کو | بحرِ محیط کی ہے نہ ہے بر کی احتیاج
آیا خیال یہ پر طاؤس دیکھکر | انسان کیا پرند کو ہے زر کی احتیاج
کافی نگاہِ ناز ہے تسخیرِ خلق کو | سلطانِ حسن کو نہین لشکر کی احتیاج
چلّو ہی سے پلا دے تو اے پیر میکدہ | مجھکو نہین ہے شیشہ و ساغر کی احتیاج

اک اور بوسہ نطق سیہ بخت کو ملے
ہے اسکے لب کو قند مکرر کی احتیاج

میلاد پیمبر کا نہ ہو دن یہ کہین آج | کیون آتی ہے ہر چیز نظر خندہ جبین آج
لو تمکو مبارک ہو کہ اے اہل زمین آج | پیدا ہوے استا کے فدا رہبر دین آج
غلمان ہوے جاروب کشِ خاکِ زمین آج | گلزارِ زمین کیون نہو فردوسِ برین آج
ہے خاک کے ذرہ کا یہ دعوی کہ مین ہون مہر | چمکی ہی جو مہر رخ روشن سے زمین آج
کیونکر نہو بطحا کی زمین کا بفلک سر | جب صاحب معراج ہوی اسکے مکین آج

حوروں نے کیا قصدِ زمین خلدِ برین سے — جنت سے کہین بڑھکے ہی گلزار زمین آج

جسکے لیے استادہ ہوا خیمۂ گردون — یہ عجز کی غایت ہی ہوا خاک نشین آج

رتبہ نہ زمین کا ہو فزون عرش سے کیونکر — ہے اسکا مکین شاہ ہدا حامی دین آج

ہین فرطِ مسرت مین شجر مست حجر مست
مستانہ غزل خوب پڑھی نطق حزین آج

باب حاے حطی

سر پہ آفت چوم کر کاکل کو لائے کسطرح — دیدہ و دانستہ کوئی مار کھائے کسطرح

دھلگیا دنیا کے غم کا جسم سے گرد و غبار — آج ہم بھی آبِ خنجر سے نہائے کسطرح

کھا کے خنجر گرد کلفت دل سے آخر دھلگئی — آج ہم بھی آبِ خنجر سے نہائے کسطرح

گوہرِ مضمونِ دندان ہاتھ میرے آگیا — مین نے بحرِ فکر مین غوطے لگائے کسطرح

مصر کے بازار مین آیا جو وہ یہ غل ہوا — یوسفِ کنعان عدم سے لوٹ آئے کسطرح

غیر ممکن تیرِ مژگان کا تمھارے روک ہی — تیر جادو سے کوئی دل کو بچائے کسطرح

دیو کا تو ذکر سنکر تھرتھرا جاتے ہین آپ — ہجر کی شب کا کوئی قصہ سنائے کسطرح

اُسکے رعبِ حسن سے باتون مین لکنت آگئی — پھر مرا پیغام اُسے قاصد سنائے کسطرح

پوچھتے ہو کیا سبب رونے کا یارو نطق سے
یادِ دندان مین نہ یہ آنسو بہائے کسطرح

باب خاے معجمہ

عشق میں اُس گل کے باندھی شیخ نے دستار سرخ — برہمن نے بھی رنگایا رشتۂ زنار سرخ

دیکھ کر فوراً زر گل یہ خیال آیا مجھے — فارغ البالی سے ہوتا ہی تن زردار سرخ

ہونٹوں میں مسی لگا کر تو نہ کر نیلم انھیں — لال لب تیرے بسان لعل ہیں ای یار سرخ

پان کی کیسی جھلک آتی ہی اُسکے دانت سے — دیکھ لے جس نے نہ دیکھا ہو در شہوار سرخ

پھولتی ہی چرخ پر اکثر شفق بارش کے بعد — روتے روتے پھر نہ کیوں ہوں دیدۂ خونبار سرخ

جبکہ قاتل نے اُٹھائی بہر قتل عاشقان — عکس روے آتشین سے ہو گئی تلوار سرخ

بے طرح غصہ کے مارے لال چہرہ ہو گیا — اپنے لب سا اُس نے جب دیکھا لب سوفار سرخ

اُسنے کیا تشبیہ اوس گل کے قد بالا کو دون — کس نے دیکھی ہیں جہان میں سرو کے اشجار سرخ

پاؤں سے اُسنے مسلڈالا ہے یہ خون دل مرا — یا کہ ہی رنگ حنا سے رنگ پاے یار سرخ

نطق کشتہ ہی کسی کے عارض گلرنگ کا — اُسکی تربت پر چڑھانا لاکے گل دو چار سرخ

شرمندہ تیری اُنگلی سے ہی نسترن کی شاخ — نوک مژہ سے تیرے خجل کرگدن کی شاخ

آہو ہی آنکھ اُس صنم دل فریب کی — دنبالہ سرمہ کا ہے غزال ختن کی شاخ

مانا کہ مہر و مہ کے ہیں پھل بھی لگے ہوے — لیکن کوئی دکھائے تو چرخ کہن کی شاخ

قمری کا دیکھتے ہی وہیں دم نکل گیا — ٹوٹی جو ایک بھی کہیں سرو چمن کی شاخ

مرجھا کے سوکھ جائے مرے عیش کا نہال — سرسبز ہر گھڑی رہی رنج و محن کی شاخ

بے ڈالیوں کے پھل نہیں ہوتے جہان میں — عنقا مگر ہے دہر میں سیب ذقن کی شاخ

جیتا عدو کو دفن زمین کس طرح کرون — اسمیں لگی ہوئی ہے عجب گورکن کی شاخ

سرو سہی سے قامت رعنا جو آپ کا — اُنگلی کو کہیے آپکی سرو چمن کی شاخ

تعریف اونکی آنکھ کی کرتا ہے اس لیے
درکار مجھکو بہر قلم ہے ہرن کی شاخ

کیا بے نصیب نشو ونما سے ہین سخت دل
پتی لگی نہ پھولی پھلی کرگدن کی شاخ

نشو و نما ہو ظلم سے ممکن نہین کبھی
پھولی پھلی جہان مین کب کرگدن کی شاخ

شمشاد اُسکی قامت دلجو سے ہے خجل
ہے شرمسار اُنگلیون سے یاسمن کی شاخ

گلشن مین بہر سیر گیا جب وہ نازنین
سوجان سے فدا ہوئی اُسپر سمن کی شاخ

نوکِ مژہ کا اُسکی نہین ہے کوئی جواب
سوفار ہو کہ تیر ہو یا کرگدن کی شاخ

جھک جھک کی ٹوٹ ٹوٹ کے قدمونپر آپڑے
اونگلی جو تیرے پاؤن کی دیکھے سمن کی شاخ

اے نطق میری سوزشِ پنہان کو دیکھکر
سرتاپا خجل ہے چنار کہن کی شاخ
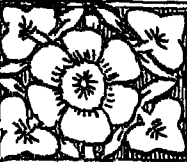
واقف ہین سب جہان مین جو اہل علم ہین
شاداب نطق سے ہے نہالِ چمن کی شاخ

باب دال

وصل مین طرزِ خرامِ ناز دکھلاتی ہے نیند
آج اٹھلاتی ہوئی یون آنکھ مین آتی ہی نیند
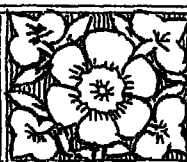
ہجر مین اندازِ معشوقانہ دکھلاتی ہے نیند
منتظر رکھتی ہو آنکھون مین نہین آتی ہی نیند

بختِ بد سے ہوگئی عنقا تری فرقت کی شب
خواب مین بھی اب تو آنکھو مین نہین آتی ہی نیند

فتنۂ خوابیدہ کی آنکھون مین شاید گھر کیا
اسلیے آنیکی فرصت اب نہین پاتی ہی نیند

کب کسیکا کوئی ہوتا ہی شریک درد و غم
چھوڑکر تنہا شب فرقت چلی جاتی ہی نیند

خوابگاہِ یار مین چھپکر کہین جاتی نہو
میری آنکھون سے شب فرقت کہان جاتی ہی نیند

تیرِ مژگانِ صنم کا ڈر نہین اس کو مگر
چشم جانان مین جو بیخوف و خطر آتی ہی نیند

طرز معشوقانہ کس نے اسکو سکھلائی ہی یہ
فرقت دلدار مین آ کے پھر جاتی ہی نیند

سختۂ تابوت [illegible] ہی چھپر کھٹ کی عوض
خفتگان خاک کو آرام سے آتی ہی نیند

سوز فرقت نے بڑھادی ہی یبوست اسقدر
نطق خستہ کی اب آنکھون مین نہین آتی ہی نیند

باب ذال

سے ہے یہی مشق جفا کے لیے بہتر کاغذ
آپ لکھئیے مرے چمڑے کا بنا کر کاغذ

عارض یار پہ اسواسطے قرآن لکھ
ورق گل کے نہین کوئی برابر کاغذ

خاک پر ڈالدیا اوسنے مرا خط اس طرح
جسطرح پھینکدے لڑکا کوئی ابتر کاغذ

دیکھے گا غمن جو خط پر وہ بگڑ جائے گا
دیکھ اے دیدۂ خونبار نہو تر کاغذ

[illegible] ہون اُس مذہب عالی کا مقلد شیخ
جس طریقے مین مقرر ہے پیمبر کاغذ

یاد رخسار مین مین لکھنے لگا جب خط شوق
وقت تحریر ہوا مہر منور کاغذ

اضطرابی ہے کہ قاصد کو دیا خط کی عوض
مین نے اپنے دل لاغر کو سمجھکر کاغذ

سوچ اسکا ہے قیامت [illegible] کیا ہے کا جواب
پیش حق پیش جو ہوگا دم محشر کاغذ

بے سبب جوشش [illegible] نہین آٹھ پہر
اپنے عصیان کا دھوتا ہون مین روکر کاغذ

ناتوانی نے برا حال کیا ہے دل کا
بن گیا نطق جو تھا پہلے صنوبر کاغذ

باب رائے مہملہ

گل تو ہین سو جان سے قربان اُسکے گال پر
فتنۂ محشر فدا ہے اُس پری کی چال پر

عاشقِ تریاک یہ تریاک اُسپر دل سے غش
زہر پھر کیونکر نہ کھائین لوگ اُسکے خال پر

تیرہ دل روشن نہوگا صحبتِ خورشید سے
کالے کالے خال ہین پیدا ہر ماہ رخ کے گال پر

شاخ سنبل پر لٹکتے خوشۂ انگور ہین
موتیون کے یا ہین گچھے اُسکے سر کے بال پر

بد نظر لگنے نہ پائے تاکہ اُس خوش چشم کو
کالے دانے کے عوض ہین خال اُسکے گال پر

حسن کی دولت کا کیونکر ہو نہ حافظ مارِ زلف
بیٹھتا ہے سانپ بہر حفظ اکثر مال پر

کچھ دنون کے بعد ہوگا حشر وہ بت واقعی
جبکہ فتنہ ہے ابھی وہ شوخ اس سن سال پر

رخ گل لالہ ہین اُسکے اور افیون خال ہے
کیون نہ افیون کھائے عاشق اُسکے خال پر

آجتک بچتے نہ دیکھا مستِ عشقِ خال کو
کیون نہ خوفِ جان ہو افیون کے استعمال پر

قول یہ یکسر غلط ہے ایلچی را چہ زوال
میرے نامہ بر کبوتر کے نچے سب بال پر

نطق کو دی خنجر قاتل نے آفت سے نجات
رحم اک بیجان کو آیا جانور کے حال پر

آیا نہ ہر مٹون سے کسی دن وہ راہ پر
لعنت خدا کی ایسے حسینون کی چاہ پر

غواصِ بحرِ کنہ حقیقت چہ دم زند
دم مارتا وہی ہے جو آتا ہے تھاہ پر

بے غم ہے یہ وہ فکر جہان سے ہے مضمحل
ترجیح دون گدا کو نہ کیونکر مین شاہ پر

خواہان ہین میرے لاکھ وہان ایک بھی نہین
یون طعنہ زن وہ شوخ ہوا مہر و ماہ پر

تڑپا کیا جو رات کو پہلو مین اُن کا دل
اُنکو گمان اثر کا ہوا میری آہ پر

ہم کو گدائی اُس کی گلی کی پسند ہے
نازان رہے ہزار کوئی مال و جاہ پر

غصہ کو تھوک دیجیے اب بخشیے معاف
ہون منفعل جناب مین اپنے گناہ پر

مجرم نہ مجھ سے کہنے پر اک نامراد کے — کب قابلِ سزا ہے کوئی اک گواہ پر
اپنی تباہی پھر گئی آنکھون کے سامنے — جب پڑ گئی نظر کسی پامال کاہ پر

اے نطق اثر ہو مجھ مین نصیحت کا کسطرح
گم گشتہ راہ آ نہین سکتا ہے راہ پر

میرے گھر آئے اگر وہ بتِ پرفن بنکر — صبر و ضبطِ دل و جان لوٹ لے رہزن بنکر
دل کے ہاتھون ہی یہ سب مین نے مصائب دیکھے — دوست نے خوار کیا ہے مجھے دشمن بنکر
ہون مسلمان مگر ہندو بچہ پر ہون فدا — پوجنا چاہیے اب سب کو برہمن بنکر
تیغ بنکر ترے ابرو نے کیا ہے مجروح — ٹانکے دین تیرے مژہ زخم مین سوزن بنکر
اشک تر آنکھون مین ہین آتشِ سوزان مین — کوے جانان کا سفر کرتے ہین انجن بنکر
چوس کر کس نے اڑا دی تری مسی کی دھڑی — یاسمن ہو گئے ہین لب ترے سوسن بنکر
[illegible] دلِ عشاق ہوے کیون نالان — بزم مین آئے ہین کیا وہ گلِ گلشن بنکر
گل رخسار چھپاؤ گے اگر زلف مین تم — بلبلِ روح نکلجائے گی شیون بنکر

اپنے جینے کی توقع ہو مجھے کیا اے نطق
زلفِ محبوب نے کاٹا مجھے ناگن بنکر
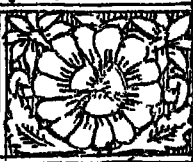
ملے خاک مین اشک آنکھون سے ڈھلکر — گئی آب موتی کی گھر سے نکل کر
نہ جاتا شبِ ہجر للہ ٹل کر — ذرا مہربانی بھی اے اجل کر
[illegible]ی دل کے دینے کا نعم البدل ہے — چلے جاتے ہین آپ آنکھین بدل کر
جگہ تھوڑی سی دیدے یہین پڑ رہو نگا مین — کہان جاؤن کوچے سے تیرے نکل کر
ذقن ہے غضب چاہ غبغب ہے آفت — کہان جائیگا کوئی ان سے نکل کر

گرے چاہِ غبغب مین گیسو سے چھٹ کے
ہوے زندہ درگور زندان سے چل کر

چھُری کند قاتل مرانا زنین ہے
ذرا مہربانی تو ہی اسے اجل کر

خطا کر نہ جائین یہ ترچھی نگاہین
نشانہ جو کرنا ہے کرنا سنبھل کر

جو اُس بے نشان کا پتا ہے لگانا
تو ہستی کو پہلے تو نذر اجل کر

نہ خون تمناے دل ہو مبادا
ذرا سینے پر بیٹھیے گا سنبھل کر

پس و پیش کیا ہے جو ہے کند خنجر
نہ جائیگی آئی ہوئی موت ٹل کر

چلو دیکھ لی پارسائی تمھاری
گیا مین ہی تمھارا صورت بدل کر

مجھے ضبط گریہ ہے لیکن یہ آنسو
نکلتے ہین سوز درون سے اُبل کر

جو سر کو اُٹھاتے ہین گرتے ہین آخر
حسینون کا جوبن بتاتا ہے ڈھل کر

کہان تجھے وہ اے نطق ہاتھ آنے والے
مگر لائے ہم روغنِ قاز مل کر
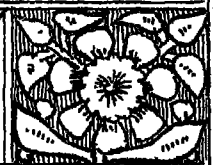
ملے خاک مین اشک آنکھون سے ڈھل کر
مٹے درِ غلطان صدف سے نکل کر

کرے گا فریب ایک دن کیا خبر تھی
یہ دل عمر بھر میرے سایہ مین پل کر

بتو ہے دو روزہ یہ جوبن تمھارا
جوانی پر اس طرح پھولو نہ پھل کر

نکالا جو مطلب تو شکلِ عدو مین
لیا اون کو پہلو مین قالب بدل کر

ستاتے ہو کیون قبر مین اے فرشتو
تھکا آرہا ہون مین منزل سے چل کر

شجر بارآور ہی سر بر زمین ہین
نہ تن کر چلو تم جوانی مین پھل کر

کرین گے حلال اسکو حرمت پر اب ہم
کہان جاتی ہے موت دیکھین تو ٹل کر

نہین دل بھی باقی کہ دین نذر تجھکو
ہوا سوز پنہان سے وہ خاک جل کر

شب وعدہ آئی مگر تم نہ آئے
اجل بھی کہیں منہ چھپائے ہے ٹل کر

کمر اوسکی ہے یا یہ وہم و گمان ہے
تو اے فکر تازہ معما یہ حل کر

نہ اتنا بھی چکنا بدن ہو کسی کا
زمین پر نگاہین ہین گرتی پھسل کر

سمجھتے ہین سب مجھکو تصویر عکسی
ہوا زار ایسا مرا جسم گل کر

بھلا کون سی شے یہ ہے جو نہ دون مین
کوئی دلربا دل جو مانگے مچل کر

نہ پانی مرے آنسوون کو سمجھیے
ان آنکھون سے دل بہہ رہا ہے پگھل کر

مری سخت جانی سے گھبرائے اتنا
اگل دے مجھے اژدہا بھی نگل کر

رہ عاشقی قطع آسان کب ہے
ذرا پاؤن رکھیے سمجھکر سنبھل کر

جو آئے وہ مقتل مین تیور بدل کر
تو دل رہ گیا دھک سے پہلو دہل کر

گئے وہ جو پہلو سے میرے مچل کر
مین رویا کیا دست افسوس مل کر

خدا خیر کس کی اجل آگئی ہے
وہ بیٹھے ہین بے طرح تیور بدل کر

جو دست حنائی مرے ہاتھ آیا
بنا دست موسیٰ مرا ہاتھ جل کر

وہ لاغر ہون تم چاہو تو مار ڈالو
مجھے اپنے ہاتھون کی چٹکی سے مل کر

نہ دے تو جو زاہد تو تیرا مین بندہ
جو ملنے لگے کوئی دلربا دل مچل کر

چلا سوے قاتل خدا خیر کرنا
سمایا نہوا دل جو نازون مین پل کر

اگر نالہ کرنے یہ آؤن تو دم مین
دھوان چرخ ہو جائے آہون سے جل کر

کس انداز کے ساتھ غصہ ہوئے وہ
گرا سر سے اونکا دوپٹہ بھی ڈھل کر

گہن مین ہے کب مہر تابان فلک پر
سیہ ہو گیا میری آہون سے جل کر

جو لکھنے لگا اپنی بیتابیِ دل — تو مضمون ہاتھون سے بھاگا نکل کر
گرا ہو کے بیہوش جب مین تو اوسنے — لیا سر کو زانو پر اپنے اوچھل کر
نہ تھا غم کو افسوس اس کا ہوا کچھ — مٹایا مرے دل کو پاؤن سے مل کر
یہ شوخیِ قسمت کہ شمشیر لیتے — نزاکت سے ہاتھ اُس کا پکڑا اُچھل کر
جو غبغب سے نکلا تو ڈوبا ذقن مین — گرا مین کنوین مین کنوین سے نکل کر
بہت چکنی چکنی ہین لیکن اُسکی باتین — نہ گرنا کہین منہ کے بل تم پھسل کر

مقام یار اگر ڈھونڈھے کوئی تو لامکان ہوکر — نشان بے نشان پائے کوئی گیا بانشان ہوکر
ہماری آہ نکلی بھی اگر منہ سے دھوان ہوکر — رہی زیر فلک قسمت سے ابر آسمان ہوکر
ہماری آہ سوزان پھونک دے گی تیرے عنصر کو — اُڑیگا چار جانب اے فلک تو بھی دھوان ہوکر
نکالین اِس کنوین سے تم ہمارے یوسف دلکو — ذقن پر موے خط ٹھہرے ہوئے ہین کاروان ہوکر
عجب ہی طرفہ تر ہے میرے دلکی چار دیواری — ہوا مستور اس مین یار میرا لامکان ہوکر
ازل سے میری قسمت مین جو عریانی ہی لکھی تھی — کفن بھی اُڑگیا میرے بدن سے دھجیان ہوکر
تمہارے داغ الفت کی حفاظت ایسی ویسی تھی — رہا محفوظ سینے مین ہمارے نقد جان ہوکر
تعجب کیا اگر خط کا قافلہ ہے اُنکے عارض پر — ہجوم مور سے کیونکر بچین شیرین دہان ہوکر
اُڑا کیون طائر رنگ حنا اُس گل کی ہاتھون سے — تعجب ہی گیا گلشن سے مرغ گلستان ہوکر
یہانتک سوزش دل نے پکایا میرے سینے کو — پگھل کر استخوان بہتے ہین مغز استخوان ہوکر
بڑھا خال سیاہ روے جانان کیطرف جب دل — گرا تیر نگہ سے صاف مرغ نیمجان ہوکر
تماشا دیکھیے اُس گل کی ہاتھون کی لکیرون نے — پھنسایا طائر رنگ حنا کو آشیان ہوکر
لعاب لعل لب منہ مین دیا اُس گل نے غصے مین — حیات جاودانی دی مجھے نامہربان ہوکر

یہ ہی ضبطِ فغان اے نونہالِ گلشن خوبی
زبان اپنی رہی چپ منھ مین سو سن کی زبان ہوکر

ہماری ہر رگ و پے مین تمھاری چاہ ایسی ہے
کہ اب ہم دونون بنتے ہین ہمیشہ جسم و جان ہوکر

ہاگو قید گیسو سے ہوے پھر بھی مقید ہین
خیالِ زلفِ جانان پاؤن مین ہے بیڑیان ہوکر

کسیکی چشم فتان کو نہین بیوجہ گردش ہے
قدح دیتا ہی شاید وہ پری پیرِ مغان ہوکر

یہانتک مشق نالہ بڑھگئی ہے اونکی فرقت مین
نکلتی بات بھی ہے اب مرے منھ سے فغان ہوکر

تمھارا جسم آئینہ ہے ایسا پیٹ کی باتین
نظر آتی ہین صاف اوپر سے سینے مین نہان ہوکر

جو سیرِ آئینہ خانہ کو اکدن اے صنم جاؤ
دکھائین آئینے تمکو تماشا پتلیان ہوکر

ہمین غافل ہین ورنہ بار و برگ ہر شجر اے دل
خدا کی یاد مین مصروف سب ہین بیزبان ہوکر

نہ جادو جب چلا میرا بتِ زہرہ شمائل پر
کیا کیا نطق مین نے واقعی معجز بیان ہوکر

باب زاء معجمہ

پیدا کرے کسطرح تمھارے بشر انداز
حورون کے لیے بھی ہین یہ دشوار ترا انداز

ممکن نہین پا جائے تمھارا بشر انداز
فتنہ ہی ہر اک بات قیامت ہی ہر انداز

پاؤن کو ترے آکے ابھی چومے قیامت
دکھلائے تو رفتار کا اپنی اگر انداز

ہرچند کہ امید نہین دل شکنی کی
ڈھاتا ہے مگر کعبہ کو اک خانہ بر انداز

غیرون کو تو کرتا ہی کبھی ناز سے وہ خوش
لیکن ہے ستم میرے لیے اُسکا ہر انداز

کہتے تھے سمجھ بوجھ کے اے اشک مچلنا
بچپن جو کیا ہو گئے آخر نظر انداز

بے دیکھے کیا صید مرے دل کو کسی نے
اسطرح کا دیکھا ہے کسی نے قدر انداز

افلاک کو جب چاہو نہین آہون سے جلادون | واقف ہی زمانا کہ ہون برق شرر انداز

اے نطق یہی سچ ہی جو فرماتے ہین آتش
دکھلائین گے کیا یار کا شمس و قمر انداز

باب سین

دوڑ کر جائے جو یہ کوچۂ دلدار کے پاس | ایسی قوت ہی کہان میرے تن زار کے پاس
صف کی صف لوٹی جدھر آنکھ اُٹھا کرتا کا | واہ کیا بیٹھے ہین یار طرحدار کے پاس
گولی افیون کی ہے عاشق مضطر کیلیے | یا حقیقت مین ہی تل ابروِ خمدار کے پاس
مین یہ سمجھا کہ ہے برق ابر سیہ مین کوندی | بجلی دیکھی جو کبھی کاکل خمدار کے پاس
مجھکو بھی ترک ملاقات ہے منظور نظر | بیٹھیے شوق سے اب آپ بھی اغیار کے پاس
جانکر جان کے دینے کو چلے آتے ہین | کوئی تسخیر ہی قاتل تری تلوار کے پاس
تیرے جوڑے کیطرح نافہ نہین ہوتا ہی | آہوے چین و ختن آہوی تاتار کے پاس
مشک دانے ہین گل سُرخ ہین ریحان کی قرین | یا ہین تل گالو نمین اُس گیسو خمدار کے پاس

نطق کا لاہو نہ کیون کاکل خمدار کا رنگ
جب جگہ اسکو ملی آتش رخسار کے پاس

باب شین

افشان چنے ہوے ترے رخسار کی تلاش | ایسی ہی جیسے ہو گل زردار کی تلاش
ہر شئے کو جنسیت کی ہی یہ جستجو کہ ہے | بیمار دل کو نرگس بیمار کی تلاش

تا ہو نچے گرد ناقہ لیلےٰ کو خاک قیس
اسکو ہے گرد باد کے رہوار کی تلاش

وہ آکے میری اشک فشان چشم دیکھ لے
ہو جس کسی کو ابر گہر بار کی تلاش

دل ہی مین اپنے ڈھونڈھ نہ لو غافلو اُسے
دیر و حرم مین کیون ہی تمھین یار کی تلاش

گردش مین جام بادہ کشو ہے سبب مین
شاید ہے اسکو ساقی سرشار کی تلاش

تیرا ہی ہاتھ اس مین حمائل اگر نہین
میرے گلے کو ہے تری تلوار کی تلاش

کیا ہے سبب کہ سوکھ کے کانٹا ہوا ہے تو
ہے نطق تجھکو کس گلِ بے خار کی تلاش

باب صاد

میکدہ مین کرتے ہین رندانِ بادہ خوار رقص
خانقاہون مین ہین کرتے صوفی سرشار رقص

خود ہی مطرب خود ہی نغمہ خود ہی آہنگ رباب
خود ہی ہنکر کر رہا ہے صوفی سرشار رقص

تو ہی آنکھون مین اگر آجائے فرط شوق سے
آنکھ کی پتلی نہ کیون کرنے لگے ای یار رقص

تیری آنکھون نے جو دیکھا ہی ترا حسن و جمال
کرتی رہتی ہین برابر گرچہ ہین بیمار رقص

تو اگر دست حنائی مین ہرے ہاتھون کو لے
انگلیان کرنے لگین بس صورت پرکار رقص

وہ تو کیا ہی یار کا جلوہ جو آجائے نظر
محتسب سے پہلے ہی کرنے لگے دستار رقص

اسقدر اب نطق تجھپر اے پری مرنے لگا
اٹھ تو تیرے نام پر کرتا ہے یہ ہر بار رقص

باب ضاد

زمین سے کام نہ کچھ مجھکو آسمان سے غرض | فقط ہے یار مجھے تیرے آستان سے غرض
نہین نہین سے مجھے کچھ غرض نہ کچھ مطلب | اگر غرض ہے تو ہان تیری ایک ہان سے غرض
جلاتے تم ہو مرا دل بڑا تعجب ہے | مکین کو جو نہو اپنے ہی مکان سے غرض
خیال عرش کو بے واسطہ پہونچتا ہے | نہ وقت کی ہے ضرورت نہ نردبان سے غرض
شمیم زلف معنبر ہی چاہیے مجھکو | نہ بوستان سے غرض ہے نہ گلستان سے غرض
نہ حور کی ہے تمنا نہ آرزوے پری | فقط ہے دلکو مرے ایک نوجوان سے غرض
بری ہین خواہش دنیا و دین سے بندۂ عشق | نہ کچھ یہان سے غرض ہے نہ کچھ وہان سے غرض

ازل سے نطق مین مست مے حقیقت ہون
نہ تند بادہ نہ میخانہ مغان سے غرض

باب طاء

غیر کا مین عاشق وشیدا غلط | یہ خبر اسے جان سرتاپا غلط
سیب جنت سے تری زنخ کی شبیہ | نامناسب ناروا بیجا غلط
کاکل مشکین جانان کے حضور | مشک چین و عنبر سارا غلط
سن کے افسانے ہمارے ہجر کے | ہنس کے وہ مہ پارہ بولا [illegible] غلط
اور کیا تجھ سے کہین اے بیوفا | ہوگیا جب آنکھ کا دیکھا غلط
کیا چمک جگنو مین ہے دلدار کو | اسکے آگے چہرہ [illegible] غلط
آپکے انکار کو سچ مان لین | اور جو ہمنے سنا [illegible] غلط

نطق میری سن کے وہ ایسا [illegible]

جو کہا مین نے وہ تھا گویا غلط

باب ظاء

دم کا اے جنگجو خدا حافظ — تشنۂ خون ہی تو خدا حافظ

وہ ہوا جنگجو خدا حافظ — اب گئی آبرو خدا حافظ

لامکان جسکا گھر ہے اے زاہد — اوسکی ہے جستجو خدا حافظ

پاس اُس سنگدل کے ہی میرا — گوہر آرزو خدا حافظ

بارِ فرقت اُٹھالون مین اے صبر — ہو جو غمخوار تو خدا حافظ

لاکھ حیلون سے پھانستی ہی دل — کاکلِ مشکبو خدا حافظ

خار و خس خط ہی جل نجائے کہین — آپ ہین شعلہ رو خدا حافظ

کوچۂ زلف مین چلا ہے ہے — دلِ دیوانہ تو خدا حافظ

میری حالت پہ اب عدو کی بھی — ہے یہی گفتگو خدا حافظ

آج کیا ہے کہ نطق سا مہوش
کر رہا ہے وضو خدا حافظ

باب عین

تیرے عاشق ہین در پر ایجان جمع — قتل کا تو بھی کرلے سامان جمع

پھر خون تو بھی کرلے پیکان جمع — مین بھی کرلون دلِ پریشان جمع

عرض کرلین گے مدعا اپنا — ہو بھی تو خاطرِ پریشان جمع

نہین دربان کو جگہ ملتی پہ
استنے عاشق ہین جاے دربان جمع

ٹکڑے کرنے کو کر رہا ہون پہر
پارہ ہاے دلِ پریشان جمع

گرد عارض سے ہے ایسے خط جیسے
گرد آتش ہون پیر دہقان جمع

ہین تو کرنے کو سب کرون اے لطفؔ
ہو بھی تو خاطرِ پریشان جمع

باب غین

قبرِ دشمن پر جو رکھا تونے اے دلبر چراغ
داغِ حسرت نے جلایا میرے سینے پر چراغ

دیکھکر موتی پروئے بال کو کہتی ہے خلق
رات اُسکی زلف ہی ہین ان گوہر چراغ

قامتِ بالا کے عاشق کا ہی کیا رتبہ بلند
قبر پہ ہی شامیانہ چرخ ہے نیر چراغ

کیون نہ شب کو اپنے کاکل مین پروئے وہ گہر
اپنے من کا شبکو روشن کرتے ہین اژدر چراغ

خون پروانون کا کیسا میری گردن پر رہا
میری تربت پر جلایا اُسنے بہر شر چراغ

شمع خورشید درخشان لیکے گو ڈھونڈہے فلک
اُسکو مل سکتا ہے داغِ دل سی کب بہتر چراغ

ہے یہی تشبیہ عمدہ خال و رخ کے واسطے
خال اُسکا ٹیم ہے بے چہرۂ انور چراغ

ہوگیا روشن مرا دل یار کے رخسار سے
روشنی ہے گھر کے اندرا در ہے باہر چراغ

رخ ہی مصحف سنگِ اسود خال ابرو کعبہ ہی
چشم روشن اُس پری کی کعبہ کے اندر چراغ

عازم سیر گلستان ہی کوئی رشکِ چمن
تختۂ گلزار مین ہے لالہ کے سر پر چراغ

چھن کے آتی ہین شعاعین جامۂ خوشرنگ سے
قبۂ پستان ہین یا فانوس کے اندر چراغ

یار کی آنکھین چمکتی زیر ابرو دیکھکر
خلق کا یہ قول ہے ہین طاق کے اندر چراغ

دیکھکر پر نور رخ اُسکا آغوشِ رقیب
نطقؔ حسرت نے جلایا میرے سینے پر چراغ

باب فاء

دل چلا ہی کاکلِ خمدارِ جانان کیطرف
ہی تعجب جائے مومن کافرستان کیطرف

جبسے دیکھا اک نظر زلفِ پریشان کیطرف
پھولکر اُسنے نہ تاکا سنبلستان کیطرف

دیر تک کیا دیکھیں ہم رخسارِ جانان کیطرف
دیکھ سکتا ہی کوئی مہرِ درخشان کیطرف

میرے دلکا کیا ہوا تھا خاکِ یوسف سے خمیر
گرنے جاتا ہے جو یہ چاہِ زنخدان کیطرف

جانبِ صحرا نکلا ہو وہ گل بہرِ شکار
خود بخود کیون پاؤن بڑھتے ہین نیستان کیطرف

میرے گھر پھر تلملا اس طرح آتا ہے قیس
جیسے جاتا ہو کوئی لڑکا دبستان کیطرف

جلتی رہتی ہے وبالِ خونِ پروانہ سے یہ
اے بتو تم دیکھلو شمعِ شبستان کیطرف

آنکھ بھر کر دیکھ لے کیونکر مجھے میرا رقیب
شیرِ قالین دیکھے کیا شیرِ نیستان کیطرف

خوب ہوگا اک جگہ دیوانے مل بیٹھینگے دو
لاؤ آئینہ کو میری چشمِ حیران کیطرف

ابر کو دعوائے بارش ہی بہت کچھ ان دنون
کاش دیکھے نطقؔ کی وہ چشمِ گریان کیطرف

ہون ہم بغل دو گلبدن اک اسطرف اک اُسطرف
گلگون قبا گل پیرہن اک اسطرف اک اُسطرف

یہ آپ کے رخسار ہین یا دو گلِ بے خار ہین
ہین حسن کے یا دو چمن اک اسطرف اک اُسطرف

قد دیکھکر تیرا انجل ایسے ہوسے یہ پا بگل ہے
شمشادِ جو سروِ چمن اک اسطرف اک اُسطرف

بڑھجائے پھر لطفِ چمن چھوٹے جو استہ گل پیرہن
رُخ پر یہ زلفِ پہ شکن اک اسطرف اک اُسطرف

اک آہ آتشبار سے اک سوز ہجر یار سے ہے
جلتے ہین دو داغ کہن اک اسطرف اک اُسطرف

دیر و حرم مین اسے صنم تیری ہی طاعت و عبادت
کرتے ہین شیخ و برہمن اک اسطرف اک اُسطرف

عارض جو تیرے دیکھ لے بیساختہ یہ کہہ اُٹھے ہے
پھولے ہین نسرین نسترن اک اسطرف اک اُسطرف

اسے شافعِ روزِ جزا صلی علیٰ صلی علیٰ
کہتے ہین سب اہلِ زمن اک اسطرف اک اُسطرف

عاشق گل رخسار کے اسے لطفؔ اُس دلدار کے
دونون ہین شیخ و برہمن اک اسطرف اک اُسطرف

باب قاف

دشمن کو بھی کرے نہ خدا مبتلاے عشق
سر پر چڑھے کسی کے نہ یا رب بلاے عشق

تسخیر جسکو کہتے ہین وہ ہے اداے عشق
اکسیر جسکو کہتے ہین ہے خاکپاے عشق

ایذا سہین مصیبتین جھیلین ستم اُٹھائین
زیبا ہین سب اُنھین جو ہین دل سے فداے عشق

اندوہ و رنج و فکر و تردد ملال و غم
ہین مبتلاے عشق کے حق مین عطاے عشق

غفلت کی نیند کیسی جھپکتی نہین ہے آنکھ
شب زندہ دار وہ ہین جو ہین مبتلاے عشق

واقف نہ تھا جو دل کبھی سوز و گداز سے
آتشکدہ بنا ہے وہ از ابتداے عشق

نادان اگر پھنسے تو تعجب کی بات کیا
اہل خرد ہین شیفتہ وہ ہے اداے عشق

قدرت کہان ہے نطق کہ سوداے عشق لین
ہے نقدِ جانِ عاشقِ مضطر بہاے عشق

باب کاف

ہر عضو ہے حسین ترا سر سے پاؤن تک
سانچے مین نور کے ہے ڈھلا سر سے پاؤن تک

نکلے وہ بن سنور کے فدا ہو گئی ادا
شوخی نے لے لی اُنکی بلا سر سے پاؤن تک

کس کس ادا پر آپ کی انسان جان دے
لاکھون ہی آپ مین ہین ادا سر سے پاؤن تک

کیا کہیے اُس شریر کی حالت شبِ وصال
اوڑھے رہا وہ اپنی ردا سر سے پاؤن تک

اُس خوبرو سے وصل کی امید خاک ہو
جسمین بھری ہو شرم و حیا سر سے پاؤن تک

عاشق کسی کی زلف رسا کا ہوا ہون مین
لپٹی ہے مجھ سے کالی بلا سر سے پاؤن تک

خوشبوے زلف یار سے دل شاد کر دیا
ممنون ہی صبا ہون ترا سر سے پاؤن تک

رویا بہت وہ شوخ یہ پُر درد حال تھا
قصہ فراق کا جو سنا سر سے پاؤن تک

اے نطق دلبری مین وہ دلدار فرد ہے
اُسمین ہے ایک خاص ادا سر سے پاؤن تک

کیا آپ نے بھی نطق مرصع غزل لکھی
مضمون خوب بندھا ہے سر سے پاؤن تک

باب لام

دیکھے ہین بہت تونے بھی اے چرخ کہن گل
دکھلا تو کوئی یار کا جیسا ہے کرن پھول

ممکن نہین گلزار ارم مین بھی کوئی ہو
تمسا نہین ممکن ہمین دکھلاے چمن پھول

کمھلائے نہ کیون ہاتھ لگاتے ہی سمن بو
نازک نہین دنیا مین کوئی مثل سمن پھول

قد سرو ہے کاکل ہین ترے سنبل و ریحان
عارض ہین گل سرخ چمیلی کا بدن پھول

آیا جو وہ گلشن مین تو سر ڈالدیا صاف
سورجمکھی نے دیکھکے اُس گل کی رکت پھول

ہین عارض گلگون کے تعشق مین مرا ہون
تم رکھیو مری قبر پہ اے اہل وطن پھول

ہے چشمۂ حیوان سے تقرب اسے حاصل
بے شبہ کنول کا ہے ترا یار ذقن پھول

بیٹھا ہے وہ گل آکے مری گود مین ساقی
لا دیر نکر جلد پلا مشفق من پھول

بے پھول کے ایسی ہے مہک تیرے بدن مین
جیسے کہ ہو پہنے ہوے اک تسکی دولھن پھول

ہر چند پھرا نطق گلستان جہان مین
دیکھا نہ ترا سا کہین اک غنچہ دہن پھول

باغ جہان مین اے گل رعنا سنبھلکے چل
سبزے کو بھی نہ پاؤن سے اپنے کچل کے چل

آہستہ چل کہ دوڑ کے چل یا سنبھلکے چل
عاشق کا دل مگر نہ کف پا سے ملکے چل

شوخی سے چل کہ ناز و ادا سے سنبھلکے چل
عاشق کے سینے پر نہ کبھی مونگ دلکے چل

شکل نسیم و باد صبا چل جہان مین
چونٹی پڑے جو راہ مین اُس سے ٹلکے چل

وحشت یہ کہہ رہی ہے مرے دل سے بار بار
بیت الحزن سے سوے بیابان نکلکے چل

اے اشک دیکھ تو نظر انداز ہو گیا
کہتے نہ تھے کہ آنکھ سے ہرگز نہ ڈھلکے چل

رفتارِ فتنہ خیز سے محشر تو کر بپا
لوگون کے دل نہ پاؤن سے اپنے مسلکے چل

چلنا ہے بہرِ قتل اگر قتلگاہ مین
پوشاک سرخ اے بتِ قاتل بدلکے چل

اے بے شعور موردِ نقصان نہو فضول
تو آتشِ حسد سے نہ دنیا مین جل کے چل

جائیگی میری جان اگر اُٹھکے تو چلا
تو بہرِ امتحان بھی نہ مجھ سے مچلکے چل

زور و دغا سے مین نہین واقف خدا گواہ
مجھسے نہ داؤ اے پری مکر و دغلکے چل

رسوائیِ حبیب کا اے اشک خوف ہے
سوزِ درون سے بھی نہ کبھی تو اُبلکے چل

پاؤن تلے ہین سیکڑون جانین مثل یہ ہے
آہو کی طرح دوڑ نہ ایجان اوچھلکے چل

کہتا ہے دل کہ گو تو بہت ناتوان ہے
اے نطق گھر تک اوسکے مگر کچھ ٹہلکے چل

یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
خوبان بے وفا سے نہ کوئی لگائے دل

فرمانِ عشق ہے کہ زبان پر نہ لائے دل
شکوہ بتون کے جور کا کیونکر سنائے دل

شیشہ سے بار کوہ کا اُٹھنا محال ہے
صدمہ شبِ فراق کا کیونکر اُٹھائے دل

وابستہ ہو تعلقِ دنیا سے جو بشر
یارب وہ ان بتون سے نہ ہرگز لگائے دل

کیا خوب زندگی مری کٹتی خوشی خوشی
پہلو مین میرے سنگ جو ہوتا بجائے دل

گذری ہو جس کسی پر اُسی سے بیان ہو
دل ہی سے آپ پوچھیے کچھ ماجرائے دل

شکوہ بتون کا کیا کرون مین مبتلائے غم
ہے ہے غضب تو یہ ہے کہ آنکھین چرائے دل

کیا نطق تجھکو نذر دے اے بادشاہِ حسن
عاشق کے پاس کچھ بھی نہین ہے سوائے دل

باب میم

منہ زرد انکا دیکھکے بولے خدا سے ہم
باز آئین گے ضرور ہی اب خونبہا سے ہم

قسمت یہ تھی کہ ہم نہ مرے در پہ ہجر مین
دو چار چند بار ہوئے تھے قضا سے ہم

دل نذر دینے پر یہ کہا ہنسکے ناز سے
رکھتے ہین سب کچھ آپکی لطف و دعا سے ہم

شوخی غضب ہے نازیلا غمزہ قہر ہے
جانبر ہون کیسے آپکی کس کس ادا سے ہم

قسمت ہی جب بری ہے تو کیا رکھین ہم بھلا
امید بہتری کی کسی کی دعا سے ہم

آئے جو وہ نہ تھے نہ سہی تجھکو کیا ہوا
بیٹھے ہوئے یہ کرتے ہین شکوہ قضا سے ہم

ہمسے تو زلف یار کو واجب ہی دشمنی
نکلے عدن سے سانپ کے مکر و دغا سے ہم

ابکے کہین جو چھوٹ گئے قید زلف سے
پھر دل لگائین گے نہ کسی بیوفا سے ہم

عاشق ہوئے کسیکی نہ آنکھین کہین لڑین
یارب دکھائی دیتے ہین کیون مبتلا سے ہم

دل عاشقونکے لیتی ہے کسطرح کچھ بتا
ممکن جو ہو تو پوچھین یہ تیری ادا سے ہم

سچ پوچھیے تو جذب محبت سے کیا ہی دور
کوچے مین اسکے پہونچین جو پہلے صبا سے ہم

کس طرح لطفؔ ہم سہین اس گل کی گالیان
بچپن سے ہین الگ سخن ناروا سے ہم
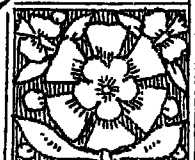
کرین گے معشوق اور پیدا نہ تمسے اب دل لگائینگے ہم
جلا چکے ہو ہمین بہت تم تمھین بھی صاحب جلائینگے ہم

کبھی نہ سجدہ کرینگے تمکو جو توبہ توبہ خدا بھی ہو تم
اگرچہ کعبہ ہو گھر تمھارا قسم خدا کی نہ آئین گے ہم

رہا یہ جوش جنون جو قائم تو ایک دن یہ بھی دیکھ لینا
کہ خود تو بدنام ہونگے لیکن تمھین بھی گھر کھینچ لائین گے ہم

نہ باقی رہ جائے آرزو کچھ ستالے جی بھر کے جان ہمکو
مثالِ تصویر چپ رہین گے زبان پر اُف نہ لائینگے ہم

یہ ہمنے مانا کہ ہم سے پوچھین وہ داستانِ غمِ جدائی
زبان لائین گے ہم کہان سے جو قصۂ غم سنائینگے ہم

بتو تمھاری جفا کا نکلا یہی نتیجہ کہ بعد مدت
خدا خدا کر کے تمسے چھوٹے خدا سے اب لو لگائینگے ہم

بتون کی الفت مین ایسے ایسے اُٹھائے ہین دلپر اپنے صدمے
کہ جیتے جی نطقؔ پھر بتون سے نہ بھولکر دل لگائینگے ہم

باب النون

ترقی کرتے ہین ہم صنعتِ بہزاد و مانی مین
مرقع یار کا ہم کھینچتے ہین شعرخوانی مین

لگا کیسا یہ دھبہ صنعتِ بہزاد و مانی مین
دہن اُس گل کا ظاہر کر دیا جو تھا معانی مین

حنائی پاؤن اُس خورشید نے دھوئے لبِ دریا
غضب طرفہ ہوا اُسنے لگائی آگ پانی مین

ہم اپنی چار دن کی زیست مین بیزار بیٹھے ہین
مزا کیا خضرؑ نے پایا ہی عمرِ جاودانی مین

شروع داستان ہین نیند اس ظالم کو کیون آئی
اثر افیون کا ہے داغ دلکی کیا کہانی مین

کیا کرتا ہون موزون مصرعِ سرو قدِ جانان
مہارت خوب پیدا کی ہی مینے باغبانی مین

کسی کے چاہِ غبغب کی محبت جان لیوا ہی
یہ طرفہ ہی مرے ہم گر کے آبِ زندگانی مین

فنا ہو کر بقا پاتا ہی عشقِ دوست مین انسان
نہین رہتا ہی مر کر فرق پھر باقی و فانی مین

ہی یہ بھی اک سبب اسلام کامل کی تنزل کا
بتاؤ عیب کیا ہی عورتون کے عقدِ ثانی مین

گری برقِ غضب اے نطق مین جس دم وہان پہونچا
گلی اوسکی فلک سے کم ہے کب ایذا رسانی مین

نمک پاشی کی اے ہمت ہے ضرورت زخم خندان مین
ملاحت ہی نمک ہے جو نہ باقی ہو نمکدان مین

نجائے کیون دل پر داغ میرا کوے جانان مین
کہ طاؤسونکا اکثر جی بہلتا ہے گلستان مین

دکھائے تو لبِ جان بخش اگر اے عیسیِ دوران
عجب کیا جان آجائے ابھی تصویرِ بیجان مین

پروئے ہین یہ موتی زلف مین یا اے گلِ رعنا
ہوے ہین خوشۂ انگور پیدا سنبلستان مین

جو دیکھا لعلِ لب کو تیرے شرمندہ ہوا ایسا
کہ جا کر چھپ کے بیٹھا لعل ہے دل بدخشان مین

نظر بھر کر جو تیرے روے آتشناک کو دیکھا
تو چھالے پڑ گئے پائے نگاہ چشم حیران مین

زمرد کے ہین خاتم اُسکے انگشت حنائی مین
کہ برگ سبز کی پھوٹی ہے کوپل شاخ مرجان مین

چہ غبغب پر اُس سیمین بدن کی یہ نہین کنٹھی
کھلا ہے نیلوفر کا پھول شاید آبِ حیوان مین

جگہ اُس حور نے دی ہے عدو کو اپنی محفل مین
گذر ابلیس کا ہونے لگا اب باغ رضوان مین

ذرا اس رقصِ بسمل کو دلِ پر داغ کی دیکھو
تڑپ ایسی کہان ہے واقعی طاؤس رقصان مین

بتون کو عبد سے معبود یہ بیشک بنا دیتے
جو قدرت کچھ بھی ہوتی عاشقونکے دستِ امکان مین

وہ برق آسا نہ کیونکر خندہ زن ہو میرے رونے پر
ظہور برق ہوتا ہے ہمیشہ باد و باران مین

شرف انسان کو حیوان پر ہے نطق کے باعث
یہی کرتا ہے پیدا فرق حیوان اور انسان مین

طائر دل پھنس گیا بے دانہ اُسکے دام مین
بال کھولے اُس پری نے جسگھڑی حمام مین

فیل دندان کا ہے شانہ زلفِ عنبر فام مین
پنجۂ خورشید دیکھا ہے نے ابر شام مین

مین اگر فرقت کی شب بیدار رہتا ہون تو ہون
بختِ خوابیدہ تو میرا ہے مگر آرام مین

رستم میدانِ عشق خال ہو نہیں اسلیے
داغ کا سکہ ملا ہے عشق کے انعام مین

کیون نہین ملتے ہو آ زمزادہ ہو کر مجھ سے تم
حرف و واک جن کے نیاتے ہین ازدحام مین

اُس پری کا سرو قد ہے بال سنبل رخ ہین گل
ہین رگِ گل سبزۂ خط چہرۂ گلفام مین

نیا یہین کو واقعی مالِ غنیمت مل گیا
میل اُس نے مین بہت کتا ... گرا ... مین

آتشِ رخ کا دھوان ہر بال یا آئینے ہین
یا رگِ گل خط ہین اوسکے چہرۂ گلفام مین

... پری سے ہے خانۂ دل مین مرے جلوہ فگن
پر تجلی اُسکی ہے ہر بزم خاص و عام مین

ہو گیا عشقِ بتان اے نطق ہمکو اسلیے
بت پرستی کا لگے دھبہ ہمارے نام مین

سنہرے رخ کو تیرے لوگ آتشناک کہتے ہین
دل اُسکا ہے سب اُسکی خاک کہتے ہین

غضب ہے یہ اسی کو گردشِ افلاک کہتے ہین
بنا اکسیر سے سونا اُسے سب ... کہتے ہین

نشانہ تاک کر مارا ہمارے دل کے زخمون پہ
اسیکو گھات کہتے ہین ... کہتے ہین

... قسمت کا کہ عشقِ ساق سیمین مین
ہوئے اکسیر مرکر ہم مگر سب خاک کہتے ہین

... اُس سنہرے جسم کو معیارِ الفت پہ
ہمیشہ اسکو کھوٹا عشق کے حکاک کہتے ہین

... طوفان پاسِ خلوتِ دل کر
کبھی سے دیکھ ہم اسے دیدۂ نمناک کہتے ہین

... لبِ سیکڑون مردے ہوے زندہ
اسی کو زہر گیسو کے لیے تریاک کہتے ہین

حرم مین بھی تو اکثر شوق سے انگور کھاتے ہین
عرق کو اُسکے کیونکر شیخ جی ناپاک کہتے ہین

ہوا بیہوش تا پہونچا نے سر زانوے دلبر تک
اسی سے نطق کو سب دورہین چالاک کہتے ہین

بتان دہر کیون ظلم و ستم ایجاد کرتے ہین
محبت کا چمن پھولا پھلا برباد کرتے ہین

فقط بین ہی نہین ملاح چشم نرگسین کا ہون
غزال چین بھی تیری آنکھ پر صاد کرتے ہین

عجب شیرین ادا ہین یہ بتان ماہوش یارب
کہ ایک انداز مین عالم کو یہ فرہاد کرتے ہین

یہی دل چاہتا ہی جام سم ملتا تو پی جاتے
تمھاری آنکھ کے ساغر کو جب ہم یاد کرتے ہین

ملا بام حقیقی زینہ عشق مجازی سے
بتون کے جور سے عاشق خدا کی یاد کرتے ہین

نہ چھوٹا کوئی ان زہرہ جبینون کے تعشق سے
ملک کو بھی اسیر چاہ یہ جلاد کرتے ہین

نہ تنہا کعبہ دل شاکی جور حسینان ہے
بتون کے ظلم سے ناقوس بھی فریاد کرتے ہین

بتان دہر کی چوکھٹ ہی مسجود دو عالم اب
خدائی اک نئی قائم یہ آدم زاد کرتے ہین

آنکھین صورت ملی اچھی سمجھ کو کیا کرے کوئی
سنا ہے نطق سے بندے کو وہ آزاد کرتے ہین

نہ پھولون ہی مین کچھ خوشبو نہ رنگ شوخ سوسن مین
نئے انداز پر اب کی بہار آئی ہے گلشن مین

ہمارا قمری دل تجھ سے سرو کرتا ہے
مزا حاصل ہو کیا بے یار مجھکو سیر گلشن مین

پڑی جسپر نگاہ ناز مردہ ہو گیا فورًا
عجب جادو بھرا ہی ان بتون کی چشم پرفن مین

تدرو باغ و طاؤس خرامان دونون بسمل ہون
اگر وہ گل خرامان ناز سے ہو صحن گلشن مین

نہان رکھے جو دلمین عشق خال آفت ہی ایمن ہو
کہ یہ ہی خاصیت بالخاصہ ہر سانپ کے من مین

کہان جاتے ہو بہر سیر گلشن دل ہی مین آ بیٹھو
ہزارون داغ ہین پھولے ہوئے اس دل کے گلشن مین

گئے جب چھوڑ کر یا چھوٹے تو تم سے دنیا سے
مزے کی نیند سے سوتے ہین اب ہم اپنے مدفن مین

یہ آہ آتشین نے اپنی راحت مین موتی پروئے ہین
جدائی کے یہ پاسا تپ اگلے ہین من بن مین

حفاظت کیلیے کافور کے دانہ سے فلفل کا
سیاہی ہو نہین سکتی کبھی اس گل کے جوبن مین

شعاعین آ رہی ہین چھنکے کیون جالی کی کرتی سی
یہ سب قبے نور کے ہین یا کنول روشن ہین چلمن مین

پھپھولے دل کے جلتے ہین تپ سوز دروں سے یوں
شرر کے دانے بریاں جسطرح ہوتے ہین گلخن مین

تپ سوز دروں نے ہائے اسکو بھی جلا چھوڑا
جو داغ دل کا اک دانہ بچا تھا دل کے خرمن مین

عقوبتہاے دنیا سے ہوا ہون اسطرح کارہ
نہ جی لگتا ہے صحرا مین نہ اب اے نطق گلشن مین

خط و خال اُسکے گالونپر نمایان ہوتی جاتی ہین
رقم اوراقِ گل پر حرفِ قرآن ہوتی جاتی ہین

عدم کو وہ روانا اے مرسچان ہوتی جاتی ہین
جو زخمی نگاہِ چشم فتان ہوتی جاتی ہین

دل عشاق صیدِ چشم فتان ہوتی جاتی ہین
غزالانِ ختن شیر نیستان ہوتی جاتی ہین

بتان دلربا سب ماہِ کنعان ہوتی جاتی ہین
جو دلدادہ ہین اُنکی قید زندان ہوتی جاتی ہین

حسین خود عاشقِ چاہِ زنخدان ہوتی جاتی ہین
میانِ چاہِ کنعان ماہ کنعان ہوتی جاتی ہین

عدو داخل تمھارے گھر مین لیجان ہوتی جاتی ہین
دخیل باغ رضوان کیسے شیطان ہوتی جاتی ہین

یہانتک داغ پر اب داغ تم دینے لگے انکو
کہ دل عشاق کی رشکِ گلستان ہوتی جاتی ہین

خطِ رخسار کی اصلاح وہ بت آج کرتا ہے
قیامت ہے کہ حکِ آیاتِ قرآن ہوتی جاتی ہین

ہے نفرت اسقدر تعلیم سے اسلام والون کو
کہ خالی آجکل سارے دبستان ہوتی جاتی ہین

ترے رخسار پر یہ خالِ قدرت کا تماشا ہے
کہ ہندو حافظ آیات قرآن ہوتی جاتی ہین

وہ دیوانہ ہون مین ڈھیلے لگا سینے لیے مجھکو
روان جنگل کو طفلان دبستان ہوتی جاتی ہین

فنا فی العشق ہو ہو کر لگے وہ اسطرح جلنے
کہ خود پروانے اب شمع شبستان ہوتی جاتی ہین

بستر کیا دیو جن بھی زیر فرمانِ حسینان ہین
پری ہو کر یہ کافر اب سلیمان ہوتی جاتی ہین

سر بازار دیکھو گرم بازاری حسینون کی
خدا کی شان ہے یہ ماہ کنعان ہوتی جاتی ہین

گرے تھے بال اُنکے ٹوٹ کر صحنِ گلستان مین
چمن کے سارے تختے سنبلستان ہوتی جاتی ہین

جفاؤن سے تری اے بت یہانتک لوگ گھبرائے
خدا کا نام لے لیکر مسلمان ہوتے جاتے ہین

ترا گھر خلد ہی تو حورِ جنت اے پری پیکر
تعجب ہے کہ مالک تیرے دربان ہوتے جاتے ہین

خدا رکھے سلامت آپکی زلفِ پریشان کو
اسی سے سیکڑون آباد زندان ہوتے جاتے ہین

عدوے لاف زن جتنے تھے اُنکو دیکھیے آخر
کہ وقت امتحان کیسے پشیمان ہوتے جاتے ہین

بڑھایا دشمنون سے ربط ایسا آپنے آخر
کہ رفتہ رفتہ یہ دست و گریبان ہوتے جاتے ہین

عنایت اُسکی یہ کیا کم ہے ہمپر ناطقؔ الفت مین
کہ ہم بھی رفتہ رفتہ اب غزلخوان ہوتے جاتے ہین

جسکے اشکون سے نہو طوفان چشمِ تر نہین
جسکا سایہ ہو نہ عنقا وہ تن لاغر نہین

تیرہ بختی دور ہو جاتی ہی نیک اختر کے ساتھ
دانۂ خالِ سیہ کو آسیا کا ڈر نہین

بام تن سے کود کر اُسکے گلے لگ جائیگا
تیرے خنجر سے جو بھاگے غیر کا یہ سر نہین

حسن و زر کی دولتین کیا لازم و ملزوم ہین
پھول گلشن مین جو دیکھے ایک بھی بے زر نہین

گوہر ناسفتہ کی توقیر ہوتی ہی سوا
دانت تیرے اے پری بیٹھے ہوے گوہر نہین

ایک جنبش مین ہزارون جانین ہوتی ہین ہلاک
تیغ ابرو مین کوئی کیونکر کہے جوہر نہین

جاکے پھر آیا سکندر چشمۂ ظلمات سے
کچھ نہین ہوتا ہی جب تقدیر ہی یاور نہین

کیون خلش رہ رہ کے ہوتی ہی دلِ صدچاک مین
آپکے موے مژہ اے جان اگر نشتر نہین

تن سے مین کیونکر کرون تیری اطاعت مین قصور
روح میری حکم سے تیرے کبھی باہر نہین

ہیر گردون بھی ہوا عاشق کسی خورشید کا
داغ دل اُسکے نظر آتے ہین یہ اختر نہین

دوست و دشمن مین بھی کر سکتا نہین مین کوئی فرق
ایک بھی دنیا مین مجھ سا ناطقؔ احمق تر نہین

بزم مین جو وہ مہ کامل نظر آتا نہین | آج پہلو مین دلِ بسمل نظر آتا نہین

دیر سے گردن جھکائے بیٹھے ہین مشتاقِ قتل | آج مقتل مین کوئی قاتل نظر آتا نہین

کیا ہوا کس نے لیا کیونکر لیا کب لے گیا | آج کیون پہلو مین میرے دل نظر آتا نہین

چاہیے حق کی اطاعت پوجتے ہین بت کو ہم | جوشِ الفت مین حق و باطل نظر آتا نہین

یہ جنون کا ہی زمانہ اس لیے وقت شباب | اے مرے ناصح حق و باطل نظر آتا نہین

ماہتابی پر جو چہرہ اُسنے دکھلایا آپ کا | شرم سے اب تو مہِ کامل نظر آتا نہین

ہی تعجب کس طرح عشاق کو بسمل کیا | ہاتھ مین خنجر بھی اے قاتل نظر آتا نہین

بے کہا جو ہو حمایت اُسکی بیجا ہے ضرور | یہ دلِ کمبخت اس قابل نظر آتا نہین

خالِ عارض سے ہو الفت مجھکو کس امید پر | تیل نکلے جس سے ایسا تل نظر آتا نہین

کیا یدِ قدرت نے لکھا ہے نقطِ قرآنِ پاک | چہرہ پر اُس گلبدن کے تل نظر آتا نہین

لیگیا کیا آسمان اپنی شفق کے واسطے | خون کا دھبہ جو اے قاتل نظر آتا نہین

کیا غضب ہی دیکھکر تمکو کدھر غائب ہوا | میرے پہلو مین دلِ بسمل نظر آتا نہین

داورِ محشر یہ بولا اُس پری کو دیکھکر | اپنی صورت سے تو یہ قاتل نظر آتا نہین

زلف نے کیسا چھپایا چہرۂ زیبائے یار | آج بدلی مین مہِ کامل نظر آتا نہین

آج منھ دیکھا ہی اسنے کون سے خورشید کا | شرم سے جسکے مہِ کامل نظر آتا نہین

قتل کرتے کرتے شاید اُسکا شانہ رہگیا | قتل پر قاتل مرے مائل نظر آتا نہین

عشق کا جن سر سے اُترا یہ خدا نے خیر کی | دل پری رویون پہ اب مائل نظر آتا نہین

سن لے آکر اُس بت شیرین سخن کی گفتگو | جو دہانِ یار کا قائل نظر آتا نہین

بول بھی دو منکرون کا منھ کیسی صورت ہو بند | اب دہن کا کوئی بھی قائل نظر آتا نہین

کس طرح مین تذر دون اپنا شکستہ دل تجھے
اے پری پیکر ترے قابل نظر آتا نہین

ظلم بھی سہتا رہے اور اُف نہ نکلے غیر کا
یہ کلیجہ یہ جگر یہ دل نظر آتا نہین

کیا تعجب وصل اُسکا آج ہمکو ہو نصیب
پردۂ شرم و حیا حائل نظر آتا نہین

نطق بتلاؤ محبت کس پہ پیدا سے کرین
دل لگانے کے کوئی قابل نظر آتا نہین

ہمکو کچھ جز وعدۂ باطل نظر آتا نہین
جان لب پر آگئی قاتل مگر آتا نہین

دل مین آتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے کاٹون گلا
سوے مقتل قتل کو قاتل اگر آتا نہین

دن کو کیا تم پوچھتے ہو اب یہ حالت ہو گئی
رات کو بھی وہ مہ کامل نظر آتا نہین

کہتے ہین سچ ہے اگر فرقت کا غم ہوتا نہین
ہجر مین منھ کو کلیجا دل جگر آتا نہین

دیکھکر اپنی گلی مین مجھسے فرمانے لگے
ہو نہ شامت آتی ای سائل ادھر آتا نہین

ڈوبتے ہی سے مضامین کے گہر آتا ہے ہاتھ
آپ ہی تو بر سر ساحل نظر آتا نہین

بحر غم دریاے بے پایان ہے ای نطق اسقدر
دور تک اسکا کہین ساحل نظر آتا نہین

اُس پری سے وصال کی باتین
ہین یہ خواب و خیال کی باتین

کچھ خوشی کچھ ملال کی باتین
اُف رے اُس نونہال کی باتین

یاد ہین سب وصال کی باتین
ناز و غصہ کی چال کی باتین

بیچ مین بھی ہنسی نہین رکتی
سنئے اُس نونہال کی باتین

سادہ پن مین ہین اُسکے سو جوبن
یہ ہین بیشک کمال کی باتین

ہوش طوطی بھی ہو ہرن سنکر
میرے رعنا غزال کی باتین

مہر و الفت کی اب ذرا چھیڑ چاہین — سن چکا مین جلال کی باتین
عذر تقصیر سن کے دو تعذیر — سنلو مجھ خستہ حال کی باتین

نطق اتنا ملول تم کیون ہو
سنکے اُس خرد سال کی باتین

اپنے اُبھرے ہوے جوبن وہ چھپاتے بھی نہین — کھولکر جالی کی محرم کو دکھاتے بھی نہین
دل بھی قابو مین نہین سامنے جاتے بھی نہین — رعب ایسا ہے کہ ہم اُنکو مناتے بھی نہین
جان بھی لیتے ہین شمشیر اُٹھاتے بھی نہین — صید بھی کرتے ہین پھر تیر لگاتے بھی نہین
جایئے صدقے اس انداز کے کیا کہنا ہے — مجھسے کھنچتے بھی ہین تقصیر بتاتے بھی نہین
آپ ہی آپ وہ برہم بھی ہین پھر لطف یہ ہے — دل مین کیا اُنکے ٹھنی ہے یہ بتاتے بھی نہین
جاے حسرت ہے کہون کس سے مین اُسکا انداز — مجھسے بے پردہ بھی ہین سامنے آتے بھی نہین
صرف آوازے کسا کرتے ہین بیٹھے مجھپر — جو وہ سن لیتے ہین غیرونسے سناتے بھی نہین
حکم بھی یہ کہ نہ تڑپے تہ خنجر کوئی — سینہ زانو سے دم ذبح دباتے بھی نہین
جنبش ابرو و چشم و نگہ ناز سے وہ — کام لیتے ہین زبان اپنی ہلاتے بھی نہین
لطف و شفقت کا حسینونکے نیا ہی انداز — رحم بھی کرتے ہین سینے سے لگاتے بھی نہین
مار ڈالا ہے تغافل نے تمھارے ہمکو — ہو مسیحاے زمان اور جلاتے بھی نہین
کیا غرض یہ تھی کہ گھٹ گھٹ کے رہا کرتے ہم — بوسہ لینے سے بھی گئے اشک بہاتے بھی نہین
رشک سے چشمۂ خورشید نہ پانی ہوجائے — اسلیے برہنہ دریا مین نہاتے بھی نہین
صید وہ کرتے ہین لیکن یہ غضب تو دیکھو — طائر دل کو کبھی تیر لگاتے بھی نہین
یہ بھی دعوی کہ ہین بگڑی کے بنانیوالے — بگڑی بات تو انکو کبھی میری بناتے بھی نہین

مجھسے چھپتے بھی نہین اور یہ طرّہ اے ناطق
چاندسی شکل مجھے اپنی دکھاتے بھی نہین

ارمان جو بھرے ہین دلِ بیقرار مین
آخر کو ساتھ جائین گے میرے مزار مین

چسکا ہو جسکو سونے کا پہلوے یار مین
اُسکی تو خاک پیٹھ لگے گی مزار مین

وارہتی سے ہے یہ خواہش دیداریار مین
مرنے پر آنکھ خاک سے لگے گی مزار مین

دو پھول لاکے اوسنے رکھے میری قبر پہ
مارے خوشی کے پھولگیا مین مزار مین

سینے مین ہاتھ ڈالکے کیا ڈھونڈھتے ہین آپ
کچھ بھی نہین ہو میرے دلِ بیقرار مین

باندھے گئے ہین طائرِ دل کے یہ بال و پر
بیکار گرہین کب ہین یہ گیسوے یار مین

کیا وجہ ہی کہ جھک کے وہ ملتے ہین ہو نہو
بار آئے نخلِ قامتِ دلجوے یار مین

آغاز خط نہین ہے یہ رخسار یار پہ
لکھا ہوا قرآن ہے خطِ غبار مین

آیا جو سبزہ عارض گلرنگِ یار پہ
گلشن سے دل اُچٹ کے لگا مرغزار مین

فورًا ہوا خیال نکیرین پر ہمین
قاصد ہمارے یار نے بھیجے مزار مین

تشریح اُسکے حسن کی لکھی ہے صاف صاف
دیکھو جو خوب پھولون کے نقش و نگار مین

اے وصلِ یار میری جوانی گذر گئی
ساری کٹی یہ رات ترے انتظار مین

مجھ ناتوان کو دیکھ کے فصاد نے کہا
نشتر لگائے کون رگِ جسمِ خار مین

کسطرح کیجے کوئی رہے زیر آسمان
بوے وفا نہین فلکِ کج مدار مین

فرقت مین یاد یار کے مژگانِ چشم کی
نشتر لگا رہی ہے دلِ داغدار مین

کل کچھ تو آج کچھ ہے یہی دیکھتے ہین روز
کیا ہی اثر اس ابلقِ لیل و نہار مین

ہے اتفاق خلق کا اسپر کہ آپ سا
دس بیس مین تو کیا نہ ملیگا ہزار مین

کرنے کو ترک الفت خوبان تو مین کرون — کمبخت دل بھی تو ہو مگر اختیار مین

کل تم گئے تھے سیر کو صحنِ چمن مین کیا — اک خاک دیکھی اُڑتی ہوئی لالہ زار مین

روکر قفس مین بلبل دلگیر نے کہا — بے بال و پر نہو کوئی فصل بہار مین

جور و ستم ہون شوق سے اتنا مگر کہو — کسکو ہنسین گے لوگ جو بیٹھوگے چار مین

منظور قتل تھا کہ فقط دیکھتے تھے دل — عزت خدا نے میری مگر رکھ لی چار مین

اے نطق ایک ٹھیس لگی دم فنا ہوا
کچھ بھی نہین ہے زندگی مستعار مین

پھولون کے مول لیا کرتے ہین — داغ دل مول لیا کرتے ہین

حسن کی آنکھ کی میزان مین ہم — دیکھ کر تول لیا کرتے ہین

اب ہی قسمت کی رسائی اتنی — آنسے ہنس بول لیا کرتے ہین

ذبح کرتے ہین مگر صید کے وہ — بال و پر کھول لیا کرتے ہین

اُنکی تصویر و تصور سے ہم — غم مین ہنس بول لیا کرتے ہین

اوسکے دانتون کے تصور مین نطق
موتی ہم مول لیا کرتے ہین

رہا ہی دل چراگاہِ غزالِ دشتِ چین برسون — رہی ہی میرے سینے مین نگاہِ سرمگین برسون

ترے در پر نہ کیون سر سے جھکے عرش برین برسون — کہ مسجود ملائک رہ چکی ہی یہ زمین برسون

تعجب کیا اگر کانپا کرے عرش برین برسون — مرے نالے سے جب لرزان رہی گاو زمین برسون

بہا طوفان آنکھون سے رہا ہی ہمنشین برسون — حباب آسا رہا کمبخت چرخ چنبرین برسون

شکایت ہی عبث ہی یہ نہ کیونکر بیمروت ہو — رہی ہی اُنکی آنکھون مین نگاہِ شرمگین برسون

مجھے قاتل نے دفنا کر یہ اپنے گھر قدمین سونپا ہی
امانت کی طرح لاشہ کو رکھے گی زمین برسون

نہو گی حور قسمت مین تو ہرگز مل نہین سکتی
رگڑتا ہی جو ای زاہد تو رگڑا کر جبین برسون

نہ پیدا کر سکے گی اے نہال گلشن خوبی
ترا ایسا اگر کھاتی رہے پلٹے زمین برسون

نہ مجھکو ایک مدت پر سے ملے دیدار کا موقع
لڑے اہی آئینہ تجھسے نگاہ شرگین برسون

سیاہی میری قسمت کی نہین مٹتی نہین مٹتی
ترے در سے رگڑتا مین رہا نقش جبین برسون

تمھارے ناز اے حوران جنت اُٹھ نہین سکتے
اُٹھایا مین نے دنیا مین ہی ناز نازنین برسون

لگائی تیغ کس انداز سے قاتل نے ہنس ہنسکر
دہان زخم سے نکلی صدائے آفرین برسون

اُسی نور خدا کی مین ہون اُمت گو کہ خاطی ہون
رہا سجدے مین جسکے سامنے عرش برین برسون

دہن اک نکتۂ موہوم ہی اُسکا نہ پائیگا
کوئی دیکھا کرے اُسکو لگا کر خردبین برسون

یہ حیرت ہی نہو لوگون کو حیرت تیری صورت سے
رہا جب محو حیرت آپ صورت آفرین برسون

ہماری چشم تر نے کیا نہ کچھ طوفان اُٹھایا ہی
تہ و بالا رہی ہی اُنکے کوچے کی زمین برسون

کیا ایفائے وعدہ اُس پری نے غیر سے کیونکر
رہی مجھسے تو اُس وعدہ شکن کو ہان نہین برسون

ابھی کمبخت تو نے اُسکی گرمی کو نہین دیکھا
جلائیگی تجھے اے چرخ آہ آتشین برسون

رہا آزاد رہنے پر بھی پابند سلاسل مین
مرے دلکو رہا سودائے زلف عنبرین برسون

نہ خوش ہو وعدۂ فردا پر اُس کافر کے ای ناداں
سمجھ امروز فردا اے دل اندوہگین برسون

پھپھولون سے جگر تک بھر بھی اب باقی نہین منہ مین
چمکی ہی ہجر مین اے نطق آہ آتشین برسون

آگیا کاکل پر خم کا چلن دریا مین
دیکھیے موج کی پر پیچ شکن دریا مین

موج جو اُٹھتی ہی ہوتی ہی کرن دریا مین
کون خورشید ہے یہ جلوہ فگن دریا مین

وصل کی شب مجھے اسطرح ہوئی شادیٔ مرگ
جیسے مرجائے کوئی تشنہ دہن دریا مین

بولے یہ مردم آبی جو نچوڑین زلفین
ابتو کالے بھی اُگلنے لگے من دریا مین

بھیگے کپڑے سے بدن صاف نہ آجائے نظر
اسلیے سب سے چرائے ہین بدن دریا مین

اپنی آنکھو نمین جو ہنس ہنسکے وہ گل سرمہ دے
خاک پر موتی رُلین ڈوبین ہرن دریا مین

کب ہی ممکن نہ مضامین کے گہر ہاتھ آئین
غوطہ زن فکر کے ہون ماہر فن دریا مین

پان کا اپنے اوگال اُسنے کبھی پھینکا تھا
ریگ کے ذرے بنے لعل یمن دریا مین

ہائے کس گل نے یہان زلف سمنبو دھوئی
پھیلی ہے چار طرف بوے سمن دریا مین

سنتے ہین مردم آبی کا وہ کرتے ہین شکار
رشک کہتا ہی بنا چلکے وطن دریا مین

ہاتھ فرعون کے آیا نہ کفن ہے یہ غلط
چادر آب ہی تھی اُسکو کفن دریا مین

رونے مین کرتے ہو کیون خون تمنا دل کا
مردے رہجائینگے بے گور وکفن دریا مین

سیر دریا کو تو جاتے ہو مگر یاد رہے
آرزو مردہ نہو مشفق من دریا مین

صدقے تمپر کرین ہم جان کو دل ہی کیا چیز
حکم ہو کود پڑین مشفق من دریا مین

چشم پر آپ سے نکلی نہ کبھی حسرت دید
ہوکے مردہ رہی بے گور وکفن دریا مین

فیض سے کاکل مشکین کے حباب دریا
بنگئے نافۂ آہوے ختن دریا مین

چادر آب بنی ایک ورق چاندی کا
شب چودہ ماہ ہوا جلوہ فگن دریا مین

موجین ٹکرانے لگین ساحل دریا سے سر
دیکھین جب کاکل پر خم کی شکن دریا مین

تنگ کیونکر نہو یہ جامۂ ہستی اے نطق
غیر کے ساتھ ہے وہ غنچہ دہن دریا مین

دیکھون کہ اُنکو ہوتی ہے کبتک خبر نہین
ہے آہ پر اثر مری گو زود تر نہین

کیونکر مری پہونچ ہو کبھی اپنے یار تک
جب وہم کا بھی اوسکے محل تک گذر نہین

تعریف اُسکے موے کمر کی ہو کیا رقم
تار نگاہ صرف ہے موے کمر نہین

دیکھین وہ آکے سرو قد یار کو ضرور
جو کہتے ہین کہ سرو مین ہوتے ثمر نہین

باریک بال سے بھی ہی اُس شوخ کی کمر
فرق اسمین ہوئیگا تو ہی کچھ بال بھر نہین

ایسا تلون اور مین دیکھا نہین کبھی
چہرے کا اُنکے رنگ بھی اک حال پر نہین

نور آلہ کہتے ہین اہلِ نظر تمھین
تمکو بشر کہے جو کوئی وہ بشر نہین

زیرِ سحاب اخترِ تابندہ ہین نہان
کاکل کے نیچے کان مین اُنکے گہر نہین

نالون مین میرے پہلے اثر آنے دیجیے
دیکھین گے آپ کیجیے گا عمر بھر نہین

جاتی ہی جان کٹتی نہین ہی شبِ فراق
کیا شامِ ہجر کے لیے ہوتی سحر نہین

سرکا کے زلف کیون رخ انور دکھائین وہ
شامِ سیاہ بخت کی ہوتی سحر نہین

مرنے پہ اور رنج و مصیبت فزون ہوے
ایسے مکان مین قید ہوے جسمین در نہین

اے چرخ عاشقو نکے کلیجے نہ کر کباب
کیا دل جلون کی آہ کا بھی تجھکو ڈر نہین

اُف بھی زبان سے نہ نکالون یہ حکم ہے
پہلو مین دل نہین ہی کہ میرے جگر نہین

لائق تمھارے خنجر ابرو کے اسے پری
جز دل کے اور دوسری کوئی سپر نہین

طوفان اُمڈ رہا ہی جو چشم پر آب سے
دریا ہے بند کوزے مین یہ چشم تر نہین

پہلو مین دیکھون غیر کو پھر ضبط کر سکون
اے یار میرے سینے مین ایسا جگر نہین

اک دل تو پاس ہے کہ کرے گا جسے نثار
مانا کہ پاس نطق کے کچھ سیم و زر نہین
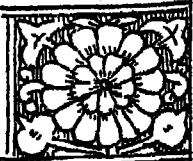
آج کیا کیا کچھ نہ اسے شیرین ادا کہتے ہین
تجھکو بے مہر و ستمگر بے وفا کہتے ہین

آہ کرتے کرتے ہمکو ایک مدت ہوگئی ۔۔۔ آج جھنجھلا کر اسے ہم نارسا کہنے کو ہین
المدد اے ناطقہ رکنا نہ رعبِ حسن سے ۔۔۔ اُس پری سے اپنے دل کا مدعا کہنے کو ہین
بے دہان و بے کمر تو ہی خدا بے عیب ہی ۔۔۔ کور ہین اے بت وہ جو تجھکو خدا کہنے کو ہین
اسقدر تیری مسیحائی کی شہرت ہوگئی ۔۔۔ عیسی مریم بھی اب تو مرحبا کہنے کو ہین
کب کوئی زندہ رہا انسان جسنے چھو لیا ۔۔۔ واقعی ہین سانپ یہ زلفِ دوتا کہنے کو ہین
انکی گردن پر ہزارون عاشقونکی خون ہین ۔۔۔ یہ بتانِ نازنین نازک ادا کہنے کو ہین
اپنے دل کا آج پھوڑا پھوڑنا منظور ہے ۔۔۔ آڑی ترچھی اُس پری کو برملا کہنے کو ہین
تا کجا سہتے رہین ہم اُسکے ظلم ناروا ۔۔۔ آج سب شکوہ شکایت برملا کہنے کو ہین
پھر گیا عالم اُدھر پھیری نظر تونے جدھر ۔۔۔ ہم تو تیری آنکھ کو معجز نما کہنے کو ہین

عاشقون کے زخم سِلوا مان کہنا نُطق کا
روز محشر تیرے ظلم ناروا کہنے کو ہین
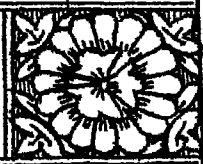
نظر آتی نہین یہ پتلیان چشم پر پُروین ۔۔۔ یہ شاید حسن کے دو بٹے رکھے ہین ترازو مین
عجب آرام سے یہ چند روزہ زندگی کٹتی ۔۔۔ نہوتا یہ دلِ بیتاب اگر سینے کے پہلو مین
تڑپ دل کی مزہ دیتی ہی کیا کیا دل ہی واقف ہے ۔۔۔ ملا ہوتا مجھے اے کاش یہ دل دونون پہلو مین
جو زد دیدہ نگاہی ہی یہی تو غیر ممکن ہے ۔۔۔ سلامت دل رہی باقی کسی عاشق کی پہلو مین
کبھی تربت مین بھی سوئے نہ تنہا ایک لحظہ ہم ۔۔۔ تھی حسرت اور تنہائی برابر دونون پہلو مین
جو حالِ ناتوانی تھا رقم مکتوب مین میرے ۔۔۔ رہا باقی نہ مرغ نامہ بر کے زور بازو مین
اگر تم بن سنور کے سیر کو بازار مین نکلو ۔۔۔ نہین ممکن نہین ممکن رہے دل کوئی قابو مین
یقین ہی داغ بوسہ کا قیامت تک نہ زائل ہو ۔۔۔ رُخِ نازک کو اسکے ہم کبھی جو خواب مین چھین

تری آواز سے کیونکر نہ ہون عاشق کہ دل لگڑے
ملے الفت کا انکو ایک قطرہ بھی جو ملجائے
تری انگشت سیمین مین ہین یہ یاقوت کی خاتم
تعجب کی جگہ دو مستون کا کعبہ مین ہوتا ہی

عجب اعجاز ہے کوئل بھرا ہی تیری کوکو مین
تو مستی مین قیامت تک فرشتے عرش پر جھومین
کھلے ہین پھول یا لائے کو ایجاں شاخ شبو مین
یہ حیرت ہی کہ آنکھین تیری ہین محراب ابرو مین

مرے محبوب کا سا نطق انکو مل نہین سکتا
قیامت تک بھی عالم مین اگر شمس و قمر ڈھونڈین

آج کیا کیا قتل کے سامان ہین
کوئی دم کے نطق ہم مہمان ہین

راز دل لب تک نہ آئے دیکھنا
سنتے ہین دیوار کے بھی کان ہین

خون جنسے ٹپکے وہ پلکین مری
تیر مارین جو ترے مژگان ہین

جان کر بنجاتے ہین انجان وہ
اس جہان مین ایسے بھی انسان ہین

اشک پینے کو دیا کھانے کو غم
عشق کے کیا کیا نہین احسان ہین

چھوڑ دیتے آپ کی الفت مگر
دل سے ہم مجبور ہین حیران ہین

بزم مین بلوا کے دل کا چھیننا
دیکھ ظالم ہم ترے مہمان ہین

ساتھ میرے جائینگے یہ قبر مین
کیا خدا رکھے مرے ارمان ہین

ہنس کے سکتے ہین سوال وصل پر
کیا تمنائین ہین کیا ارمان ہین

عبد سے معبود بنجاتے ہین یہ
ہی غنیمت ایسے بھی انسان ہین

نطق کیا ہے کچھ بھی تو فرمائیے
کس لیے یہ ساز یہ سامان ہین

کون تیرے کاکل خمدار کا شیدا نہین
کون وہ سر ہے جسے اس جنس کا سودا نہین

حسن عالمگیر کا تیرے کہان شہرا نہین
نازو انداز و ادا کا کس جگہ چرچا نہین

ہم ازل ہی سے تمھین دیکھے ہوی ہین اے صنم
لن ترانی اُس سے ہو جسنے تمھین دیکھا نہین

سامنے میرے عدو سے کیجے اقرار وصل
دیکھیے صاحب یہ ظلم ناروا اچھا نہین

ہر کوئی ہی جان سے ایجان گاہک آپکا
کاکلِ پر پیچ کا کس شخص کو سودا نہین

مارِ کاکل چھٹکے سر پر خوب بل کھانے لگے
سر چڑھانا موذیون کا ای پری اچھا نہین

اے پری پیکر تری رفتار کے انداز سے
فتنۂ روز قیامت کس جگہ برپا نہین

یون تو کہنے کو سبھی کہتے ہین اُنکے ہی کمر
سچ اگر پوچھو کسی نے آجتک دیکھا نہین

باندھیے موباف سے ہی قابل تعذیر زلف
سر چڑھانا موذیونکا اے پری اچھا نہین

دیر مین کعبہ مین یا مسجد مین یا بتخانہ مین
کس جگہ اے نازنین جلوہ ترا پیدا نہین

تجھسے کم پایہ ہی کب اُس آسمان حسن کا
اے فلک کیا وہ ستمگر یا ستم آرا نہین

انکی آہ آتشین سے تو ابھی جل جائیگا
دل جلون کا چھیڑنا ای آسمان اچھا نہین

یہ دغا یہ بیوفائی یہ شقاوت یہ ستم
اپنے عاشق پر تجھے ای سنگدل اچھا نہین

داغ کھا کھا کر ہزارون جان بحق ہوگئے
دل لگانے کا ثمر کس شخص نے پایا نہین

بے حس و حرکت تری آنکھون نے ایسا کردیا
جان میرے جسم مین ای جان من گویا نہین

راہ تکتے تکتے اب آنکھین مری پتھرا گئین
کیا کہون کمبخت قاصد کیا ہوا آیا نہین

حور کے منھ پر نہ کیونکر کہدے شیدا آپکا
چھوٹی آنکھون سے ترا غمزہ مجھے بھاتا نہین

دور رہیے نطق اُنکے کاکل خمدار سے
افعی گیسو کا کاٹا دیکھیے جیتا نہین

جان دیدی نطقؔ نے فرقت مین ایجانِ جہان
لوگ لاشے لے گئے کیا آپ نے دیکھا نہین

منصفی سے کہدو تم کیا ہی ہماری ہاتھ مین
موت ہو یا زندگی سب ہے تمھارے ہاتھ مین

سر مین ہی سودائے الفت سر ہماری ہاتھ مین
دیتے ہین ہم ہاتھ اپنا اب تمھارے ہاتھ مین

مین نے سمجھی کون سی شی ہی تمھارے ہاتھ مین
ہو نہو ہی دل مرا اے میرے پیارے ہاتھ مین

میرے پہلو مین حسین زلفِ سمنبو مین نہین
دل مرا اے بندہ پرور ہی تمھارے ہاتھ مین

تن بدن میرا جلاؤ یا مٹاؤ مجھکو تم
یہ گھروندا خاک کا ہی اب تمھارے ہاتھ مین

ہین نگین خاتم کے یا داغِ ید بیضا ہین یہ
ٹوٹ کر آئے فلک سے یا ستارے ہاتھ مین

ہی جبین و فرق پر افشان نہ سر پر ہاتھ رکھ
آبلے ڈالین نہ آتش کے شرارے ہاتھ مین

ہائے کیا عالم بتاؤن جب نہا دھو کر وہ بت
تھا کھڑا کا کل لیے دریا کنارے ہاتھ مین

وصل کی شب بھاگ ہی جاتے وہ لیکن خیر ہی
انکا دامن آگیا قسمت سے بارے ہاتھ مین

کیا کہون سونے کے کنگن کیا دکھاتے ہین بہار
اُس پری کی گورے گورے پیارے پیارے ہاتھ مین

داغ بیضا ہاتھ مین موسیٰ کے تھا معلوم ہی
ایک تل بتلائے کوئی اُنکے سارے ہاتھ مین

دل پریشان کر رہا ہے نطق کو انجام کار
بیٹھے پھرتے ہین لیکر وہ بچارے ہاتھ مین

سخت باتون سے تو وہ پہلے رُلا دیتے ہین
گدگدا کر مجھے پھر خود ہی ہنسا دیتے ہین

دار او چھا بھی جو وہ آکے لگا دیتے ہین
دہن زخم سے قاتل کو دعا دیتے ہین

اپنے عاشق کو یہ الفت کی سزا دیتے ہین
قید سے زلفِ گرہگیر ہٹا دیتے ہین

خون دل سے مین اگر شوق مین خط لکھتا ہون
اُسکو وہ پھاڑ کے دریا مین بہا دیتے ہین

قہر شوخی ہے تو اندازِ تبسم فتنہ
دونون کیا کہیے کہ کیا ہم کو مزا دیتے ہین

قدم یار مین دیکھا لب عیسیٰ کا اثر
اسکی ٹھوکر سے وہ مردے کو جلا دیتے ہین

تشنۂ جام محبت نہ ہو کیونکر سیراب
شربتِ موت اُسے آپ پلا دیتے ہین

خوبرویون کی لگاوٹ سے بشر دور رہے
یہ وہ ہین اہلِ وفا کو بھی دغا دیتے ہین

دیتے ہم داغِ جنون دردِ جگر سوزشِ دل
اپنے عاشق کو یہ الفت کا صلا دیتے ہین

دل کا لینا ہی جو منظورِ نظر ہے کر صبر
چھیر کر سینہ کو اے ماہ لقا دیتے ہین

ہین وہ عاشق نہین دل سے جو بھلاؤن مر کر
مرنے پر اور وہ ہونگے جو بھلا دیتے ہین

قلب اُسکا نہ ہلا نالون سے میرے صد حیف
کون وہ نالے ہین جو عرش ہلا دیتے ہین

خون پروانہ رہے تا کہ مری گردن پر
وہ مری قبر پہ اک شمع جلا دیتے ہین

تم سے سائل ہو نہین اک بوسہ کا اُس پہ اغماض
لوگ گھر بار محبت مین لٹا دیتے ہین

بیٹھے بیٹھے جو نکل آتے ہین آنسو اے نطق
دل کے کھو جانے کا یہ صاف پتا دیتے ہین

ہم تمھین ہوشیار کہتے ہین
اپنے مطلب کا یار کہتے ہین

کوچۂ زلف مین بچا اے دل
تجھسے ہم بار بار کہتے ہین

زندگی کا نہین بھروسا کچھ
اسکو بے اعتبار کہتے ہین

ان بتون پر نہ مر نہین سنتا
اپنے دل کو ہزار کہتے ہین

نام کیا مجھسے پوچھتے ہین آپ
آپ کا جان نثار کہتے ہین

بولے باتین سنو نہین کس کی
تجھسے چندین ہزار کہتے ہین

تمکو بے مہر بے وفا بد خو
ہو کے بے اختیار کہتے ہین

نطق کو گلعذار و گل اندام
اپنے مطلب کا یار کہتے ہین

مجمع اوصافِ محبوبی ہین اُسکی ذات مین
لذتِ قند و نبات اُس مہ لقا کی بات مین

مہرِ عالمتاب کا دھوکا ہوا ہر شخص کو
بام پر رخسار چمکا جب اندھیری رات مین

وہ پری لپٹا مری گردن سے رونے پر مرے
ہوگئی سرسبز کشتِ آرزو برسات مین

عاشقِ بلبل جنان مشتاقِ حورانِ بہشت
مجھکو یہ القاب لکھتا ہی وہ مکتوبات مین

دن تو ہی دس سال کا فرقت مین رات اک صدی
فرق کیسا آگیا ہی ان دنون اوقات مین

منع کرنے سے بشر کو ہیچ ہی ہو جاتی ہی ضد
اسلیے انسان گھس پڑتے ہین ممنوعات مین

پھوٹی آنکھون سے بھی پریون کو نہین یہ دیکھتے
حسنِ انسان کی جو شہرت ہوگئی جنات مین

سنگِ در پر اُسکے دے مارا یہ اُسنے قدر کی
مین نے بھیجا شیشۂ دل اُسکو جب سوغات مین

کسطرح اَی نطق ہمسے ہو کوئی کارِ ثواب
رات دن ہم اُلجھے ہین دنیا کی مکروہات مین

کچھ نہ مجھسے ہو سکا دنیا کا یا عقبےٰ کا کام
زندگی میری کٹی اَے نطق مزخرفات مین

دل ہمارا حورِ جنت پر کبھی مائل نہین
جو کہن سالہ ہو شاہد پیار کے قابل نہین

زخمِ خندان ہی فلک کا یہ مہِ کامل نہین
کون ایسا ہی جو ابرو کا ترے گھائل نہین

خال کب ہی آفتابِ عارضِ محبوب پر
خرمنِ خورشید کا دانہ ہی رخ پر تل نہین

وہ نگاہین کب ہین ایسی جنسے ہو امیدِ مہر
تیل نکلے جس سے اُسکی آنکھ مین وہ تل نہین

جل کے کالا ہوگیا رخسارِ آتشناک سے
مار کا گل کا یہ من ہی اُسکے رخ پر تل نہین

سرخ گل پر صاف ہی بیٹھا ہوا بھونرا کوئی
عارضِ گلگون [illegible] جبین پہ تل نہین

زندگی مین جب بچھڑنا ہی تو اس سے بعد مرگ
کیا [illegible]

نشہ ابرو ہون تجھکو تیغ ہم تو کر ہلاک
[illegible]

جسکو شک ہو دیکھ لے ہو کر فنا فی اللہ وہ — فی الحقیقت دعوی منصور کچھ باطل نہین

ہو گئے پیدا وہان بھی حلقہاے چشم قیس — ناقۂ لیلی کا ہر گز روزنِ محمل نہین

حلِ مشکل اے پری مشکلکشا کے ہاتھ ہے — جو کہ آسانی سے حل ہو وہ مری مشکل نہین

خاکِ ساحل سے بنا ہی کالبد شاید مرا — گود مین وہ گل ہے لیکن وصل پھر حاصل نہین

ہو گیا محروم رحمت سے اٹھایا جسنے سر — کشتِ سبز آسمان مین دیکھیے حاصل نہین

بندہ پرور کچھ زکات حسن ہمکو چاہیے — سیم و زر کا آپ سے بندہ کبھی سائل نہین

تیغ ابروے صنم سے کب بچے گا آسمان — مہر و مہ کی ڈھال سے کچھ فائدہ حاصل نہین

آہ بے تاثیر کو اب مین جلاؤن تو سہی — سچ ہے ایسا تیر تیر انداز کے قابل نہین

غیر کا شکوہ کجا اے بت مری باتین کجا — مین جو کہتا ہون وہ حق ہی شکوۂ باطل نہین

بے وفائی کا دکھا دیتے تمھین ہم بھی مزا — کیا کرین کچھ بس نہین قابو مین اپنا دل نہین

مین یہ کیا شکوہ کرون قابو نہین دلپر ترے — جب مرے قابو مین اے عیار میرا دل نہین

داغ روشن ہی کسی کے سینۂ مجروح کا — بے خبر آگاہ ہو شمع سر محفل نہین

عود لکڑی ہی نہو اُس مین اگر اے نطق بو
درد جس دل مین نہو انسان کا وہ دل نہین

نطق سے لے بوسۂ جبین نہ کہین — روٹھ جائے وہ نازنین نہ کہین

آہ کرتا دل حزین نہ کہین — تجھسے بگڑے وہ مہ جبین نہ کہین

مین دھواندھار آہین کرتا ہون — بل کی لے زلف عنبرین نہ کہین

کڑوی باتین نہ بولیے صاحب — تلخ ہوجائے انگبین نہ کہین

چکنی چپڑی سنا رہا ہے غیر — اُسکی باتین ہون دلنشین نہ کہین

لاکھ پردے مین آپ چھپتے ہین
دیکھ لین گے مگر کہین نہ کہین

اے دلِ زار دیکھ ہونا تو
عاشق روے مہ جبین نہ کہین

انکی صورت سے ڈر یہ ہوتا ہی
صدقے ہو صورت آفرین نہ کہین

عشق پیچا کی طرح لپٹین گے
دیکھ پایا اگر کہین نہ کہین

آنکھ پھرتے ہی جان پر کھیلے
کشتۂ چشم شرمگین نہ کہین

آہ سوزان تو مین کرون لیکن
خاک ہو چرخِ چنبرین نہ کہین

وصل کا تو سوال کرتا ہون
رنج ہو جائے وہ حسین نہ کہین

زہر آلودہ تیرِ مژگان ہے
مارے وہ چشم سرمگین نہ کہین

عشق اُس کاکلِ معنبر کا
دیکھ ہو مارِ آستین نہ کہین

مین رقیبون کے منھ نہین لگتا
کہ خفا ہو وہ نازنین نہ کہین

اُنسے کرتا ہون آرزوے وصال
کہدین غصہ مین وہ نہین نہ کہین

ہی جو زاہد فداے قامتِ یار
اُسکو سمجھا ہو حورِ عین نہ کہین

نطق باز آؤ ہاتھا پائی سے
روٹھ جائے وہ نازنین نہ کہین

نطق بے طرح آج روتا ہے
دیکھے آیا ہے دل کہین نہ کہین

آج مہندی لگائے بیٹھے ہین
خوب وہ رنگ لائے بیٹھے ہین

عاشقونکو ستائے بیٹھے ہین
کتنے دلکو جلائے بیٹھے ہین

کیا کرون عرض مدعا اُن سے
مجھسے وہ منھ پھلائے بیٹھے ہین

دیکھیے کس کی آج آئی ہے
آپ خنجر اُٹھائے بیٹھے ہین

حشر برپا ہو کیا تعجب ہے
رخ سے برقع ہٹائے بیٹھے ہین

تیرے در سے اُٹھین تو کیا اُٹھین
آج ہم چوٹ کھائے بیٹھے ہین

کیا مین تڑپون بوقت ذبح کہ وہ
سینہ میرا دبائے بیٹھے ہین

آج سمجھین گے ہم رقیبون سے
اُنسے ہم خار کھائے بیٹھے ہین

کہیے اس خواب کی ہے کیا تعبیر
آپ آنسو بہائے بیٹھے ہین

غیر کو کچھ اگر کہا مین نے
آپ کیون منھ بنائے بیٹھے ہین

چرخ جلکر ہو خاک اگر بھڑکے
آگ دل کی دبائے بیٹھے ہین

فصلِ باران کی آمد آمد ہے
رند میخانہ چھائے بیٹھے ہین

آپ نظرون سے میری پنہان ہین
دلمین لیکن سمائے بیٹھے ہین

کب سنینگے وہ حالتِ دلِ زار
اُنکو ہم آزمائے بیٹھے ہین

شوق تیر افگنی کا ہے شاید
آج سرمہ لگائے بیٹھے ہین

یہ تو بیرحم ہین زمانے کے
لاکھون ہی دل دکھائے بیٹھے ہین

روتے ہین نطق کسکی فرقت مین
کیون یہ آنکھین سجائے بیٹھے ہین

آتا نہین ہے اسکو خدایا قرار کیون
سینے مین مضطرب ہے دلِ داغدار کیون

جاتی ہے آنکھ جانبِ دربار بار کیون
کسکا ہے انتظار ہے انتشار کیون

کہتے ہین آپ سوگ عدو کا نہین ہین
بکھری ہے زلف آنکھین بھی ہین اشکبار کیون

قسمت مین تھا شہید مجھے آپ نے کیا
سینہ پہ اسکا آپکو ہے انتشار کیون

جوبن پہ اپنے آئی شررِ بس بہار کیا
خورد بھی ہے جیب مری تار تار کیون

کھلتا نہین کہ فرقت دلبر مین دفعتہً
بڑھجاتی ہے درازی لیل و نہار کیون

گھلکر کسی کے ہجر مین تار نگاہ ہون
میرے لیے بنائے کوئی پھر مزار کیون

تمکو نہین وثوق اگر میری بات کا
مجھکو تمھاری باتون کا ہو اعتبار کیون

سچے تھے اپنے دعوے مین منصور ذیشعور
جانباز تھے وہ کرتے بھلا خوف دار کیون

وہ اور ہین جو بھاگتے ہین اُسکے نام سے
ٹل جائے امتحان سے یہ جان نثار کیون

اے نطق آپ شفتۂ گلرخان ہوے
ورنہ حضور آتے نظر بے قرار کیون

جو مارے اک نگہ مین چشم جادو اسکو کہتے ہین
نہ اُترے زہر جسکا مار گیسو اسکو کہتے ہین

لگا اظہار کرنے جور کا خود حشر مین قاتل
جو سر پر چڑھکے بولے آپ جادو اسکو کہتے ہین

نگاہ ناز نے مارا ہزارون مرد میدان کو
کرے جو شیر کو بھی صید آہو اسکو کہتے ہین

خیال وصل آنا تھا مرے دل مین کہ وہ گلرو
حیا سے خود گیا مرجھا لجالو اسکو کہتے ہین

نہ بو یوسف کے پیراہن کی نکلی باپ کے سر سے
رہی برسون مشام جان مین خوشبو اسکو کہتے ہین

نہو جنبش بھی لیکن قتل اک عالم کو کر ڈالے
مرے قاتل کو دیکھو تیغ ابرو اسکو کہتے ہین

ہزارون یون تو کہنے کو پری پیکر ہین عالم مین
فرشتونکو جو تڑپائے پری رو اسکو کہتے ہین

ہی اُسکی نازک اُنگلی یاسمن کے پھول کی پتی
غلط کرتے ہین وہ جو شاخ شبو اسکو کہتے ہین

کھڑا جا کر لب جو ہو گیا وہ سرو قد جسدم
تو بولین قمریان سرو لب جو اسکو کہتے ہین

حسینان جہان کو اک نظر مین تول لیتا ہون
مری آنکھین نہین ای گل ترازو اسکو کہتے ہین

بڑی ہوتی ہے حالت اسکے پابند سلاسل کی
پھنسا لیتا ہے دلکو دام گیسو اسکو کہتے ہین

کسین مشکین جو تم نے نطق کی گیسوی مشکین سے

ہم ایجانِ جہان تعویذ بازو اسکو کہتے ہین

جھوم کر جب آ گئی کالی گھٹا برسات مین
ہو گیا تاراج باغ اتقا برسات مین

اس طرح بدلی زمانہ کی ہوا برسات مین
شیخ نے پھاڑا لباسِ اتقا برسات مین

جب چلی توبہ شکن ٹھنڈی ہوا برسات مین
شوق میخواری کا پھر پیدا ہوا برسات مین

زخمِ خندان کیا ہرے ہوکر دکھاتے ہین بہار
خوب نخلِ دل مرا پھولا پھلا برسات مین

فیض بارش سے ہی فرشِ سبز صحرا مین بچھا
دشت بھی کانِ زمرد بنگیا برسات مین

خاک پر پڑتے ہی کیا جوشِ نمو کے فیض سے
نقش پا برگ چنار آسا بڑھا برسات مین

روتے ہین عشاق انکے خون سے رنگ اپنے ہاتھ
خوبرو ہل ملکے ملتے ہین حنا برسات مین

اک فقط نخلِ تمنا ہی سے ہے مرجھایا ہوا
ورنہ سب کھلاتے ہین نشو نما برسات مین

خوف سے بجلی کے لپٹے میری گردن سے جو وہ
کیا مزا جاڑے کا مجھکو مل گیا برسات مین

شرم سے گل پانی پانی ہوکے ہو جائے گلاب
جائے گلشن مین جو تو ملکر حنا برسات مین

ایک دو ساغر سے کیا تسکین میخوارو نکو ہو
منھ سے انکے خم ہی اے ساقی لگا برسات مین

سطحِ دریا پر بچھی ہے صاف اُجلی چاندنی
دشت مین فرشِ زبرجد بچھ گیا برسات مین

شیخ تقوی چھوڑ کر چھینٹون مین انکے آگیا
میکشون نے ایسی کچھ باندھی ہوا برسات مین

دھبے پر پانی جو پڑ جاتا ہے بڑھ جاتا ہے وہ
مینھ برستے داغ سودا بڑھ گیا برسات مین

اپنی بک بک سے سنا اے واعظ خدا را پھرا
رند میکش اور پاسِ اتقا برسات مین

میرے رونے پر گلے لپٹا لیا اُس شوخ نے
خوب نخلِ آرزو پھولا پھلا برسات مین

روتے روتے سرد آہین کیون نہ مین دل سے بھرون
وقتِ بارش چلتی ہے ٹھنڈی ہوا برسات مین

دھانی ساری قہر مسی کی اُداہٹ ہے غضب
عاشقون پر گر پڑی برقِ ادا برسات مین

بیکسی کو میری تربت پر برستا دیکھکر
ابر تھوڑی دیر تک رو دیا کیا برسات مین

خوشنما پھولون درختون اور سبزہ زار سے
دشت مین فرش مشجر ہی بچھا برسات مین

گھومنے لگتا ہی سر فرقت مین کرتا ہون جو یاد
ساتھ اُس گلرو کے جھولا جھولنا برسات مین

پڑھتے ہین رندان سیکش اسکے آنچل پر نماز
دخت رز کیا بنگئی ہے پارسا برسات مین

دخت رز کا چہرۂ گلگون جو دیکھا شیخ نے
پانی زہد و اتقا پر پھر گیا برسات مین

بجلیان ہیرے کی سبزے ہین زمرد کے پڑے
خوب چمکی آپ کی برق ادا برسات مین

ساقی مہوش بغل مین جام گلگون ہاتھ مین
کون اے واعظ تری سنتا بھلا برسات مین

اُس پری نے جام گلگون غیر کو بھر کر دیا
رشک سے مین خون پیکر رہگیا برسات مین

حبس سی گھٹتا ہی دم بارش سے پانی ہی جگر
آدمی رہتا نہین ہے کام کا برسات مین

باغ مین جھولا بغل مین حور جام مے بکف
عیش سے کٹتا ہی وقت اغنیا برسات مین

زلف کے نزدیک افشان ہی جبین ناز پر
سرو پر جگنو کا یا ہے جمگھٹا برسات مین

ہاتھ آئی آپ کے اے نطق یہ اچھی زمین
خوب مضمون آپکا پھولا پھلا برسات مین

گلزار جسم داغ سے زارفنزار ہون
مین موسم خزان مین سراپا بہار ہون

فرقت مین یہ نحیف ہون زار و نزار ہون
مین واپسین نفس کا کوئی کہنہ تار ہون

احسان عشق کا ہو ادا کس زبان سے
داغ جنون سے رشک دہ لالہ زار ہون

روتے ہین مجھکو دیکھکے طفل و جوان و پیر
حسرت مین بیکسی مین مین شمع مزار ہون

ممکن نہین کہ آہ بھی نکلے زبان سے
گو درد زخم دل سے بہت بیقرار ہون

اٹکھیلیون کی چال سے پامال ہو گئے
ماتم مین دل جگر کے نہ کیون سوگوار ہون

چھوتا نہین ہون خواب مین بھی دامن آپکا
تقوی کا یہ لحاظ وہ پرہیزگار ہون

آفت رسیدہ دل تو جگر پاش پاش ہے
اس غمکدہ مین رنج و بلا سے دوچار ہون

مین آتش فراق سے جلتا ہون رات دن
سوز دل و جگر سے درخت چنار ہون

جلتا ہون آہ سوزش فرقت سے راتدن
مانند شمع آٹھ پہر اشکبار ہون

بے وقر مجھکو غیر نے سمجھا تو کیا ہوا
مین اپنی ہی نظر مین ذلیل اور خوار ہون

ڈالا نہ ہاتھ آپ کی تصویر پر کبھی
دل دیچکا ہون پھر بھی وہ پرہیزگار ہون

بو مجھکو اونکی زلف معنبر کی چاہیے
کب خواستگار عنبر و مشک تتار ہون

قربان باد پاے تصور کے جایئے
بند آنکھین کہین کہ عرش معلے کے پار ہون

کھٹکون نہ کیون مین دشمن بدخو کی آنکھ مین
ہجر صنم مین سوکھ کے مانند خار ہون

کیا کوئی شخص اُسنے کرے عرض مدعا
ہر بات کے جواب مین ہی بار بار ہون

اے گل یہ تیرے خط غلامی کی مہر ہے
کہتا ہے دل اسی لیے مین داغدار ہون

چہرے سے لوگ ہوتے ہین آگاہ راز عشق
خاموش گو مین صورت لوح مزار ہون

اہل نظر تو کہتے ہین اعزاز و اقتدار
گو جاہلون کی آنکھ مین مین بے وقار ہون

دو غول ہونگے ناجی و ناری کے اُسجگہ
مین روز حشر دیکھیے کس مین شمار ہون

کہتی ہے تیغ ابروے دلدار قتل مین
چھوتا نہین مین خون کو وہ آبدار ہون

باندھے تھے مین نے شعر مین مضمون لعل لب
اُس دن سے رشک عنبر و مشک تتار ہون

حورون پہ آنکھ ڈالون مین کسطرح خلد مین
تقوی کی خو ہے مجھ مین مین پرہیزگار ہون

مجھپر ستم نہ کافر بدکیش کیون کرین
سید ہون اہلبیت کی مین یادگار ہون

دیکھا جو مین نے اپنے کو باطن کی آنکھ سے
اے نطق آپ نور ہون اور آپ نار ہون

گو رنج و غم سے دامن دل تار تار ہے
اے نطق نغمہ سنج مین مثل ستار ہون

باب واو

خواب مین دیکھ لے اگر نرگس نیم مست کو
خواہش مے کبھی نہو ساقی مے پرست کو

کعبہ کو سجدہ کیون کرون ابروے یار چھوڑکر
کعبہ سے کیے کام کیا کافر بت پرست کو

سرمہ دیا ہی آنکھ مین منہدی ملی ہی پاؤن مین
دیکھے کوئی حضور کے قتل کے بندوبست کو

طعنہ نہ دے کہ بے پیے مستی ہی مجھکو اسقدر
منہ سے لگا چکا ہون مین جام مئے الست کو

بیخود و مست کردیا جام مئے نخست نے
کیسے دعائین مین ندون ساقی مے پرست کو

دقتین راہ عشق مین کیا ہین یہ مجھسے پوچھیے
دیکھ چکا ہون غور سے راہ بلند و پست کو

نطق کی فکر لاتی ہے بات نرالی چرخ سے
سہل نہین کہ پاسکے کوئی بھی اسکی جست کو

کرون وہ آہ گرمی سے سکھادون آب دریا کو
اگر رونے پر آجاؤن کرون دریا مین صحرا کو

تری فرقت مین کچھ ایسی ہی دقت تیرے شیدا کو
سودریا وہ جاتا ہی کبھی گھبرا کے صحرا کو

ہماری ابر مژگان کو سمجھیے کم نہ اے صاحب
اگر چاہے بنادے پل مین قلزم ساری دنیا کو

مسیحا ن لاکھ دل سے مردم آبی بھی صدقے ہون
اگر بن ٹھنکے نکلو ایک دن تم سیر دریا کو

ہماری آہ آتشبار مین ہے اسقدر گرمی
بنادے دشت وحشتناک اک پل مین یہ دریا کو

خدا جانے کہ کس کسکو یہ کالا ناگ کاٹیگا
کھلا چھوڑ دنہ ایجان جہان زلف چلیپا کو

ہمارا جوش گریہ دیکھکر یہ خلق چلائی
اٹھا طوفان روکے کون ایسے جوش دریا کو

پھری دیوانہ ہوکر خاک صحرا کی اڑاڑا اے
جو دیکھے ای پری پیکر تری زلف چلیپا کو

خدا نے جب اتاری سورۂ واللیل قرآن مین
جگہ دے اپنے رحل پر کیون نہ وہ زلف چلیپا کو

ابھی محفل کی محفل اک نگہ مین مست ہوجائے
اگر گردش ذرا سی دے وہ اپنی چشم شہلا کو

پھرے تم چلکنی چیڑی بات پران کوچہ گردونکی
نہ پہچانا نہ پہچانا مریجان اپنے شیدا کو

مین وہ مومن ہون اک ہندو بچہ پرجان دیتا ہون
رہا اب کام کیا زمزم سے پوجونگا مین گنگا کو

نہ دنیا ہی کی پروا ہی نہ عقبےٰ ہی کا غم اونکو
جو عاشق اسکے ہین بھولے ہوئی ہین دین و دنیا کو

جو میرے یوسف بیمثل کو وہ خواب مین دیکھے
تو بیشک حسن یوسف پھر نہ یاد آئے زلیخا کو

یہ حسن و عشق کی بھی کچھ عجب یارو تماشے ہین
دیا زندان جو یوسف کو تو بدنامی زلیخا کو

ہلالی تیغ اپنی پھینکدے ترک فلک فورًا
اگر وہ دیکھ لے اے جان تیرے ناخن پا کو

رہے ناکام گو کوشش ہزارون ہی نے کی سب نے
نہ کوئی لکھ سکا اسوقت تک لکھ سکے سراپا کو

مری سنگین دلونکی سرد مہری سے یہ حالت ہے
کہ طفل اشک پتھر مارتے ہین سنگ خارا کو

تفاخر سے نہ کیون یہ سر اٹھائے عرش اعلی تک
کہ دی طوبی سے ہے تشبیہ اسکے قد بالا کو

سیہ بختی پر اپنی اسقدر روئے کہ یہ جانے
اگر کالی گھٹا دیکھے تری زلف چلیپا کو

ہلال و قوس سے تشبیہ ابرو کو مین کیونکر دون
مناسب کب ہے دون تشبیہ مین ادنیٰ سے اعلی کو

جو دیکھے خال ہندو اس صنم کا زاہد حق بین
ستارون کی قسم معبد کرے اپنے کلیسا کو

خط رخسار جانان کا ہوا ہون نطقؔ مین عاشق
خلش بیکار کب مجھ سے ہوئی ہے خار صحرا کو

خدارا چھوڑ اے خار مغیلان میرے دامان کو
قدم ٹرہنے دی مجھ وحشی کا اب دشت بیابانکو

پکڑ لیتا ہے دامن کو کبھی میرے گریبان کو
یہ کیسا انس مجھ وحشی سے ہے خار مغیلانکو

یہ دیکھین گے کہ باد د گرد کو دربان روکیگا
ہماری خاک اُڑکر جائیگی جب قصر جانانکو

تجلی اسکی ایسی ہی نہان ہوہی نہین سکتا
چھپاؤ لاکھ پردے مین تم اپنے روے تابانکو

کہین بجلی نہ گرجاے بصف عشاق پر دیکھو
نہ لاؤ بھولکر گردش مین اپنی چشم فتانکو

ہماری لاغری دیکھی جو بعد از قتل قاتل نے
کہا افسوس مارا مین نے اک تصویر بیجانکو

تمہارا پنجۂ رنگین جو کوئی جوہری دیکھے
اُٹھا کر پھینکدے دریا مین فوراً شاخ مرجانکو

دہان زخم وا ہین کیون رہے یہ حوصلہ باقی
مری جان شوق سے خالی کرو سارے نمکدانکو

سمجھتے ہین کہ حاصل ہوگئی کونین کی دولت
اگر مضمون تازہ ہاتھ آتا ہے سخندانکو

یہانتک شوق مجھ مجبور کو ہی پتھر کے کھانیکا
کہ سو سو بار دن بھر مین مین جاتا ہون دبستانکو

کیا پرخون کلیجہ تیری لعل لب نے مرجان کا
لٹایا خاک پر دانتون نے تیرے در غلطانکو

اُڑاے پھرتی ہی مجھکو ہوا اقصاے عالم مین
گرایا لاغری نے آنکھ سے تخت سلیمانکو

جلاکر کلخ گردونکو یہ خاکستر بنادیتا
اگر روکے نہین رہتا مین اپنے سوز پنہانکو

حقیقت ابر دریا بار کی کیا اسکے آگے ہی
سمندر پانی پانی ہو جو دیکھے چشم گریانکو

جلاکر دوسرون کو خود ہمیشہ جلتی رہتی ہی
جلانیکا مزا اچھا ملا شمع شبستانکو

نہ خواہش عمر بھر اسکو ہوئی پھر دوسرے پھلکی
لگایا جب کسی نے لب ترے سیب زنخدانکو

کمال حسن بھی انسان کے حق مین آفت جان ہے
اسی نے حضرت یوسف سے زینت دی تھی زندانکو

قیامت تک مجھے کب زندہ در گور رہنا ہی
سلام اے خضر میرا دور ہی سے آب حیوانکو

مناسب ہر بشر کے واسطے شیرین زبانی ہی
پیارا جان سے رکھتے ہین سب مرغ خوش الحانکو

کرون سجدہ مین کیونکر اے بتو تمکو یہ بتلادو
تصدق جان ہی قربان کرون اب کیا مین ایمانکو

بھلا اک بات تبکرے رقیب روسیہ مجھسے
دکھاے شیر قالین آنکھ کیا شیر نیستان کو

کرے ٹھوکر نہ کھا کر منھ کے بھل اس وارفانی مین — قدم رکھے نہ یان پر دیکھکر لازم ہی انسانکو

ہزارون ہونگے پابند سلاسل دل یہ کہتا ہی — خدا رکھے سلامت یار کی زلف پریشانکو

رضائے یار سے اے نطق سرتابی نہین اچھی
ملا ہے طوق لعنت کا اسی باعث سی شیطانکو

عاشق کا کل ہوا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو — اپنے سر سودا لیا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

ہم رہینگے باوفا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو — جور ہو یا ہو جفا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

بھلو آلے خنجر لگا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو — روز کا جھگڑا چکا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

انتظار وعدۂ فردا بہت ہی جان گسل — آج ہی بس ای خدا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

آج رہ رہکر ہمارے دل مین آتا ہی خیال — ان سے کہیے مدعا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

کہکے بسم اللہ مین نے عاشقی کی راہ مین — پاون اپنا رکھدیا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

زندگی بھر تو رقیبون کا نہین چلنے کا بس — بعد میرے بیوفا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

اے مرے ناصح بتا کیا بحث سی ہی فائدہ — دل تو اب مین دیچکا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

جانتا تھا بیوفا اوسکو مگر مین کیا کرون — دل تو مین نے دیدیا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

قتل کرکے نطق کو کیون آپ پچھتاتی ہین اب
روز کا جھگڑا چکا جو کچھ کہ ہونا ہو سو ہو

بندھا ہے نطق تمہین کیا خیال کچھ تو کہو — لبون پر آہین ہین آنکھین ہین لال کچھ تو کہو

چڑھی ہین تیوریان یا ہے جلال کچھ تو کہو — تمہاری آنکھین ہین کیون لال لال کچھ تو کہو

کہو بھی تو سبب انفعال کچھ تو کہو — اداسی اور یہ صبح وصال کچھ تو کہو

جھکی ہین آنکھین ہی چہرہ اداس رنگت زرد — ہے وجہ کیا سبب انفعال کچھ تو کہو

کچھے کچھے نظر آتے ہو تم سبب کیا ہے / خدا کیو اسطے وجہ ملال کچھ تو کہو

ہزارون فتنے جو اُٹھ اُٹھکے پاؤن پڑتے ہین / یہ سیکھی کس سے قیامت کی چال کچھ تو کہو

حنا ہے پاؤن مین یا یہ ہی خون کی سرخی / کیا ہی دل کوئی کیا پائمال کچھ تو کہو

تمھارے ماتھے پہ ایجان چاند ٹیکا ہے / کہ مہر و ماہ مین ہے اتصال کچھ تو کہو

مریض ہو کے پڑا ہون اسی تمنا مین / وہ پوچھین کیا ہی طبیعت کا حال کچھ تو کہو

یہ دُھن بندھی ہے تمھین کسکی نطق بولو تو / ہے کس حسین کا تمکو خیال کچھ تو کہو

باب ہا

ہی صفائی مین جو وہ روے منور آئینہ / ہجر کی شب دیکھ لیتا ہون اُٹھا کر آئینہ

زلف مشکین مین کیا شانہ جو رکھکر آئینہ / عکس زلف مشکبو سے ہے معنبر آئینہ

دیکھکر اسکو حسینان جہان خود بین ہوے / کیون کیا ایجاد تونے اے سکندر آئینہ

مجھکو حیرت ہی کہ ہین یحس بھی جاندادہ ترے / دیکھتا رہتا ہے تیرے منھ کو اکثر آئینہ

کیون نہ حیرت ہو مجھے ہر عضو اوسکا دیکھکر / ہی صفائی مین وہ سیمین تن سراسر آئینہ

رکھتے ہین پیش نظر ہر لحظہ اسکو نازنین / کر لیا کرتا بتون کو ہے مسخر آئینہ

وزد مضمون خود نہ پکڑا جائے یہ ممکن نہین / لطف اصل و نقل سے ہے پیش سخنور آئینہ

یار کی صورت نظر آتی ہی انکو ہجر مین / عاشقون کے دل صفائی مین ہین اکثر آئینہ

وصل کی شب ایک مدت پر ملی ہی نطق کو / صبح کا دکھلا نہ اے چرخ ستمگر آئینہ

کیون ترا دل ہی بتا اے بت بیباک سیاہ
رکھا اسے گوہر تابندہ نہ کر خاک سیاہ

سرخ تم اطلس و کمخواب کے جوڑے پہنو
غمزدے جو ہین پہنتے ہین وہ پوشاک سیاہ

قتل لاکھون کو جو بے جرم کیا کرتا ہے
کسقدر دل ہی ترا اے بت سفاک سیاہ

رات کو غیر کے گھر جب وہ کبھی جاتا ہے
اوڑھ لیتا ہے دوپٹہ بت چالاک سیاہ

اب مبدل بہ سفیدی ہین تمھارے غم مین
تھے جو آگے یہ مرے دیدۂ نمناک سیاہ

میری آنکھون سے وہ خورشید ہوا جب پنہان
میری نظرون مین ہوی ساتون ہی افلاک سیاہ

ہم نے فی الفور یہ سمجھا کہ ہمارا دل ہے
مرغ دیکھا جو کوئی بستۂ فتراک سیاہ

دیکھ اے چرخ اگر لطق کو غصہ آیا
اپنی آہون سے کرے گا وہ تجھے خاک سیاہ

باب الیاء
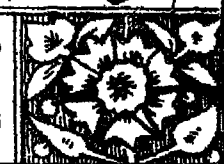
یہ جا کر کہدے اے دربان کوئی یاد کرتا ہے
کھڑا ہے رو رہا ہے نالہ و فریاد کرتا ہے

کوئی ایسا بھی او ظالم ستم ایجاد کرتا ہے
جوانی عاشق شیدا کی یون برباد کرتا ہے

مرتب خانۂ زنجیر کو حداد کرتا ہے
مگر دیوانہ خانہ خراب آباد کرتا ہے

عبث بیفائدہ الزام دین کیون جھوٹھے خبرونکو
پریشان اب ہمارا ہی دل ناشاد کرتا ہے

مجھے تو ہچکیون پہ ہچکیان مرقد مین آتی ہین
خدا کا شکر مرنے پر بھی کوئی یاد کرتا ہے

زبان آہین اگر ہوتی تو تیرا شکر ادا کرتا
دہان زخم اے قاتل کہین فریاد کرتا ہے

خیال نوک مژگان صنم فصل جنون زا مین
مری رگ رگ مین کار نشتر فصاد کرتا ہے

جنون کا اسقدر احسان بیشک ہم بھی مانینگے
یہی اک خانۂ زنجیر کو آباد کرتا ہے

کرے تعریف صورت کی کوئی کیا دیکھکر آنکھین
خدا ہی تیرے چہرہ پر جو دو دو صاد کرتا ہے

تمھاری تیغ ابروہی مین البتہ یہ طاقت ہی
قیامت کب کمین یون خنجر فولاد کرتا ہے

جو جیتے جی یہ حالت ہی تو کیا ہوگا پس مردن
مرے پر کون کسکو بھول کر پھر یاد کرتا ہے

نہین منھ مین زبان ایسی کہ اُسکے سامنے بولین
خدا کا شکر کرتے ہین جو وہ بیداد کرتا ہے

نہین ہین داغ دل مین ای پری تیری محبت کے
دل غمگین ہمارا جمع یہ اسناد کرتا ہے

تری اے بیوفا آنکھین نہ کیونکر بیمروت ہون
وہی شاگرد کرتا ہے جو کچھ اُستاد کرتا ہے

نہ عاشق ہو بتون پر نطق اتنا مان لے کہنا
جوانی اپنی اے کمبخت کیون برباد کرتا ہے

اوج پر میری قسمت آئی ہی
اُنکے گھر میری اب رسائی ہی

ہجر مین جان لب پر آئی ہی
اے اجل تیری اب دُہائی ہی

جان لیوا غم جدائی ہی
مین جو بچ جاؤن تو خدائی ہی

تو نہ اتنا ستا مجھے اے قہر
جان دے کر جگہ یہ پائی ہی

تذکرہ اُنسے وصل کا کرکے
خوب ہی مین نے منھ کی کھائی ہی

روبرو سب کے ہو تری تصویر
اس سے کیا بڑھکے بیحیائی ہی

ہاتھ مین تیغ بل ہین ابرو پر
دیکھیے آج کس کی آئی ہی

باتون ہی باتون کیون بگڑتے ہین
کیسے بھی دل مین کیا سمائی ہی

خواب مین مجھسے آکے کہتے ہین
ہم جو آئے تو نیند آئی ہی

کشور دل کے لوٹ لینے کو
لشکر غم کی اب چڑھائی ہی

وصل کی شب کسی کا یہ کہنا
چھیڑیگا تیری شامت آئی ہی

آنکے ناز و ادا مین بھی مضمر
کج ادائی ہے بیوفائی ہے

وصل خلوت مین بھی ہے ناممکن
شرم کے ساتھ ہاتھاپائی ہے

حور جنت پسند کیا آئے
اور ہی شکل مجھکو بھائی ہے

بار ہین تجھکو پھولون کے کنگن
کیسی نازک تری کلائی ہے

داغ الفت ہے صرف میرے پاس
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

کچھ تو اوسمین ہے ایسی بات اے نطق
بتلا یون ہی کیا خدائی ہے

بتان نازپرور کا عجب فولاد کا دل ہے
یہان ہے جانکنی میری وہان عشرت کی محفل ہے

کسیکی آہ و زاری سے کسیکا جب دل پگھلے
کہو انصاف سے وہ دل ہے یا پتھر کی اک سل ہے

نہ میری قدر ہو جبکو تو پھر اوس سے غرض مطلب
مگر افسوس تو یہ ہے کہ میرا بے کہا دل ہے

رفاقت کی ہے کب امید یارون سے پس مردن
لحد مین دیکھ لو جاکر کسی کے کوئی شامل ہے

عبث نمرود آسا ہے بتو دعوی خدائی کا
کوئی پشہ بتادیگا کہ سارا زعم باطل ہے

تم اپنے سایہ ہی کو دیکھکر انصاف سے کہدو
کہ یکتائی کا دعوی حق ہے یا بیجا ہے باطل ہے

دل جہان مین بتونکو دون تو اے ناصح تجھے کیا غم
ترا اسمین اجارا جان میری ہے مرا دل ہے

بتان نازنین سے نطق اب کیا دل لگائین گے
نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہین نہ وہ سودا نہ وہ دل ہے

نہین ساغر جو اے ساقی پلادے مجھکو چلو سے
لگی دل کی بجھے چاہے ہو یا جام مملو سے

بچانا ہر بشر کو اے خدا چشم پریرو سے
پرائے دل کو لے لیتے ہین یہ کمبخت جادو سے

بتان ساحری فن کیا غضب کرتے ہین جادو سے
دل انسانون کے لے لیتے ہین اک غمزہ مین پہلو سے

بتان نازنین لے لیتے ہین دل لاکھ پہلو سے
عیان ہوتا ہی انپر راز پنہان ایک چلو سے
کوئی شیرین دہانی پوچھ لے اُسکی لب جو سے
بگل پھنکو ابھی ہو بیٹھی بلبل شاخ شبو سے
مقابل باغ مین ہو ایکدن شاخ لجالو سے
کہ میرا دل ہی باہر ہو گیا ہی میرے قابو سے
تری لعلین لب ای محبوب کسنے اسطرح چوسے
دکھایا کھول کر تعویذ مجھکو اپنے بازو سے
صدا صل علیٰ کی آج کیون آتی ہی ہر سو سے
چلا وہ نازنین جسوقت اُٹھکر میرے پہلو سے
لگی ہی پیاس کی ماری زبان اب میرے تالو سے
دکھایا معجزہ جادو گرون نے سحر و جادو سے
جو بیٹھے ایک دم زانو ملا کر اُنکے زانو سے
اگر نان جوین کھاؤن مین اپنے زور بازو سے
بنا ہر پھول رشک گل تری ہاتھونکی خوشبو سے
چراغان ہو رہا ہی گلستان ہر سمت جگنو سے
خدا جانے کہان گم ہو گیا دل میرے پہلو سے
غلط ہی دون اگر تشبیہ اُسکی شاخ شبو سے
کہ سر پھرتا ہی اُسکا یاسمن کے پھول کی بو سے

اشارے سے مین باتین اسلیے ای نطق کرتا ہون
بڑھاہے ربط میرا اندنون چشم سخنگو سے

یاد رخ دلبر مین ہے سب سے فراموشی
مین کون ہون ہون یا کیا ہون ہی ہوش کہ بیہوشی

کیا دیکھ لیا اُس نے کچھ راز نہین کھلتا
بے وجہ نہین ہرگز سوسن کی یہ خاموشی

معشوق اگر تم ہو لازم ہے تمھین ایجان
عاشق سے ہم آغوشی اغیار سے روپوشی

دل ظلمت عصیان کا خواہان نہو کیا معنی
کعبہ سے ہے نہو کیونکر مرغوب سیہ پوشی

مستانہ روش تیری آنکھون کی جو دیکھی بت
کیا مردم دیدہ بھی کرتے ہین قدح نوشی

دل کھول کے گلشن مین ہنستے بھی نہین پاتے
کرتے ہین یہی غنچے گلزار مین سرگوشی

گم ہو کے جب اس بت کو پایا تو یہ سمجھا مین
وصل بت دلجو ہے ہستی کی فراموشی

اس حیلے سے پہونچے گا پیش شہ خوبان تو
اے زاہد ظاہر بین کر خوب قدح نوشی

مین تیرے تصور سے وصلی کی طرح چمٹا
جب سر کو ہوا میرے سودائے ہم آغوشی

اندر کا اکھاڑا ہے ہے لاش پری قصان
کیا عشق دکھاتی ہی میخوار و نکو مے نوشی

پہونچا ہی دیا سر کو زانو سے ستمگر تک
اللہ رے مری قسمت اچھی مری بیہوشی

کیا کی ہے مسیحائی شمشیر دو پیکر نے
سودا بھی گیا سر بھی ہی سب سے سبکدوشی

اے نطق ہے کعبہ بھی شیدا کسی کاکل کا
بے وجہ نہین قبلہ کعبہ کی سیہ پوشی

نہ قابو اس پری پر ہے نہ کہنے مین مرا دل ہی
یہ دشواری سی دشواری ہی مشکل سی یہ مشکل ہی

تری انگیا کی چڑیا دیکھکر بیتاب ہر دل ہے
مثال مرغ بسمل ہے مثال مرغ بسمل ہی

کرو ویران اسکو یا جلاؤ ہمکو کیا اس سے
تمھارا گھر ہی صاحب گو یہ کہنے کو مرا دل ہی

نہ عکس خوبرویان کیون مری دلپر پڑے زاہد — ترے دل کی طرح پتھر نہین آئینہ سا دل ہی
جفائین لاکھ ہون لیکن نہ اُف نکلا کبھی لب سے — یہ میرا ہی جگر ہے اور میرا ہی فقط دل ہی
چڑھائے آستین تولے ہوے شمشیر بران کو — بدلکر تیور ابرو کے کھڑا مقتل مین قاتل ہی
زبان تو کاٹ لی لیکن سر محشر کہو کیا ہو — جو شرمندہ نگاہی تمکو بتلادے یہ قاتل ہی
بخارات زمین قتلگہ سے سرخ گردون ہے — شفق سمجھے ہوے ہین جسکو سب وہ خون بسمل ہی
ترے بازو کی مچھلی کی پھڑک کو دیکھکر ہر دل — مثال ماہی بے آب ہر پہلو مین بسمل ہی
حسینان جہان سب خوشہ چین ہین تیرے خرمن کے — اک ادنی ان سبھون مین ای پریرو ماہ کامل ہی
کہین گلگشت کو گلشن مین وہ گل پیرہن آیا — چمن مین ہر جگہ برپا یہ کیون شور عنادل ہی
چلو پھر تماشا ایک دن آئینہ خانے مین — تو ہم بتلادین یکتائی کا دعوی صاف باطل ہی
مٹادے اپنی ہستی کو جو تجھکو عشق صادق ہی — کہ حسن و عشق کے دفتر مین یاک فرد باطل ہی
فرشتے دوش پر اُس نازنین کی کیون ہین استادہ — ذقن کیا چاہ بابل ہی وہ کیا زہرہ شمائل ہی
حیا آنکھون مین غصہ ناک پر دلمین لگاوٹ ہے — عجب انداز سے خنجر بکف مقتل مین قاتل ہی
نہ پوچھو کسطرح ہم قبر تک مر مرکے پہونچے ہین — خدایا خیر یہ ملک عدم کی پہلی منزل ہی
لحد کے لفظ سے جس شی کو سب تعبیر کرتے ہین — رہ عشق و محبت کی وہ گویا پہلی منزل ہی
کوئی زنگی بچہ اور رنگ گل پر ہے چمن آرا — کہ اُسکے عارض گلرنگ پر یہ واقعی تل ہی

بھلا تعریف کیا اے **نطق** اُس غنچہ دہن کی ہو
جواب رو ہین ہلال اُسکے تو چہرہ ماہ کامل ہی
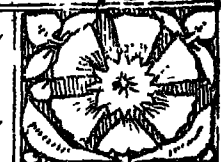
نہ مجھکو ذبح کرتا ہے نہ تو آزاد کرتا ہے — یہ کیسا ظلم مجھپر ہائے اے صیاد کرتا ہے
ادب سے سرو بھی اک پاؤن پر استادہ رہتے ہین — ارادہ سیر گلشن کا جو وہ شمشاد کرتا ہے

فلک سے خاک پر جل جل کے تارے گرتے جاتے ہین
الٰہی کس جلے دل سے کوئی فریاد کرتا ہے

زمین ہی صرف ہونے آج تیری چشم فتان کا
تری آنکھون پر آہوئے ختن بھی صاد کرتا ہے

یہ کس محبوب خوش قد کی ہے آنے کی خوشی اسکو
صلے مین جسکے گلچین سرو کو آزاد کرتا ہے

خدا آباد رکھے کاکل خمدار جانان کو
ہمیشہ خانۂ زنجیر یہ آباد کرتا ہے

قیامت کی ذہانت اُس پری پیکر نے پائی ہے
کہ دم مین سیکڑون تازہ ستم ایجاد کرتا ہے

جدا شمشاد کو قمری سے بلبل کو گلستان سے
یہی ہر آن بیٹھا چرخ بے بنیاد کرتا ہے

شقی القلب مضمون آفرین ہو ہی نہین سکتا
کہین بچہ بھی پیدا بیضۂ فولاد کرتا ہے

قیامت تک نہ آئیگا لحد پر میری وہ گلرو
عبث اے شوق تو مٹی مری برباد کرتا ہے

ہماری جان لینے کو نگاہ ناز کافی ہے
عبث تو اسقدر سامان جلاد کرتا ہے

یہ اپنی اپنی قسمت ہے فلک سے اسکی کیا پرسش
کسے تو شاد کرتا ہے کسے ناشاد کرتا ہے

خدا اے نطق خود ہی دوست رکھتا ہے حسینونکو
تو اوسکے سامنے کیا اُنکی اب فریاد کرتا ہے

عارض یار سے کہ قرآن سے ہے
ہر مسلمان کا اسپر ایمان ہے

چنی اُسنے جبین پر افشان ہے
جان جانیکا خوب سامان ہے

فضل بد سے جو باز رکھتا ہے
آدمی کو وہ نور ایمان ہے

خال عارض پہ اوسکے ہی کہ سپند
گل رخسار کا نگہبان ہے

مین وہ پرلے سرے کا ہون وحشی
قیس بھی میرے در کا دربان ہے

اپنی آنکھون مین دیجیے سرمہ
حافظ اللہ ہے نگہبان ہے

بال بھم ہین آپ کے رخ پر
کسقدر دل مرا پریشان ہے

ترے در پہ پڑا رہون گا مین | جبتک اس میری جسم مین جان ہے
ہوگیا خوش تمھارے وعدون پہ | دل نادان بھی سخت نادان ہے
بیٹھے بٹھلائے کیا ہوا مجھکو | کیون طبیعت مری پریشان ہے
لیلی شب کے ہجر مین شائد | صبح کا چاک یہ گریبان ہے
آپ فرمایئے تو مین کہدون | کیا مرے دل مین راز پنہان ہے
آپ کی جسنے دیکھ لی صورت | کب پسند اُسکو حور رضوان ہے
ابر مین ہی نمود تارون کی | زلف پر اُسکی پایہ افشان ہے
کیا ہی عالم تری گلی مین ہی | ہر طرف لاشۂ شہیدان ہے
کانٹے کھاتے ہین شیر قالین بھی | ہجر مین گھر میرا نیستان ہے
یہ اثر ہے تری تجلی کا | آجتک کوہ آتش افشان ہے
مرغ گلشن بھی باغ مین ہر صبح | تیری ہی حمد مین غزلخوان ہے
زخم دل پھر بھرے ہوی میرے | خالی کیون آپکا نمکدان ہے
دیکھکر میرے آئینہ رو کو | صبح کا آئینہ بھی حیران ہے
مثل تیر انچھی کو کہتے ہین | جنکی پرنور چشم عرفان ہے
تلتے ہین آدمی نظر مین مری | آنکھ میری نہین ہی میزان ہے
بھول کر بھی کہین نہین جاتا | گھر مرا مجھکو بیت زندان ہے
مین ملون کس سے اس زمانے مین | نیش عقرب ہر ایک انسان ہے
کیا صفائی ہے جسم مین واللہ | بات دل کی ترے نمایان ہے
گر کے مرتا ہی اسمین کیون عالم | چشمۂ زندگی زنخدان ہے

تیری پُر مغز شاعری کا نطق
معترف کب کوئی سخندان ہے

اب کسی سفاک کا عہد شباب آنیکو ہے
ایک بت پر آجکل عہد شباب آنیکو ہے
چودھوان ہی سال اور اُنپر شباب آنیکو ہے
عالم امکان مین کیا کیا انقلاب آنیکو ہے
چند روزہ ایک تو مہمان شباب آنیکو ہے
کون کہتا ہی فقط اون پر شباب آنیکو ہے
آفتاب حشر اب زیر سحاب آنیکو ہے
آرزو حسرت تمنا ہمرکاب آنیکو ہے
کیون نہ پاس وضع کا ہو اب اُنھین ہر دم خیال
مین یہی کہہ کہکے بہلاتا ہون دل کو روز ہجر
کوندتی ہی برق کن کن کے دلون پر دیکھیے
اے اجل بہر خدا کر صبر دم بھر مان لے
کر رہا ہی ابر کیون چھڑکاؤ صحن باغ مین
غافلو جو کچھ ہو کرنا آج ہی کر لو اوسے
دو رہا جام چشم سے تو مست کر دی بزم کو
غیر کے ہمراہ وہ پینے کو ہین جام شراب
اے مری کشت ہوس لا تقنطو پر رکھ نظر

خنجر تیز نگہ پر آب و تاب آنیکو ہے
اپنے سر پر کیا کہین کیا کیا عذاب آنیکو ہے
اب کمال حسن پر وہ ماہتاب آنیکو ہے
کوئی مرنے کو ہے اُنکا شباب آنیکو ہے
ساتھ ہی ساتھ الفت خانہ خراب آنیکو ہے
اک دا کے جانستان بھی ہمرکاب آنیکو ہے
حشر کے میدان مین وہ بے نقاب آنیکو ہے
کیا شباب آنیکو ہے مجھپر عذاب آنیکو ہے
اب لڑکپن جانے والا ہی شباب آنیکو ہے
رات کو بے صبر میرا ماہتاب آنیکو ہے
آج سنتے ہین وہ مہرو بے نقاب آنیکو ہے
دیکھلون آج اپنے خط کا کیا جواب آنیکو ہے
سیر کرنے کون سا نزہت مآب آنیکو ہے
ورنہ پچھتاؤ گے کل یوم الحساب آنیکو ہے
تیرے ہوتے کیون یہان جام شراب آنیکو ہے
سوز غم سے دل ہمارا بنکر کباب آنیکو ہے
ہی یقین باران رحمت کا سحاب آنیکو ہے

مانگ پر ٹیکا لگا نیکو ہین یارب خیر ہو — آج خطِ استوا پر آفتاب آنیکو ہے

اوج پر ہے میری قسمت کا ستارا ہندونون — آج چھپکر شب کو میرا ماہتاب آنیکو ہے

خوف آسکا رات دن مجھکو لگا رہتا ہی نطق — پیش جو جو کچھ مجھے یوم الحساب آنیکو ہے

تیرے خیال سے جو ہم آغوش ہو گئے — دونون جہان ہمکو فراموش ہو گئے

پہونچا دیا ہے سر ترے زانو پر اے پری — بیہوش ہو کے ہم بڑے ذی ہوش ہو گئے

کالی گھٹا جو جھوم کے آئی بہار مین — میخانون کی تلاش مین مے نوش ہو گئے

دیکھی جو تیغ ابروِ جانان کھنچی ہوئی — کتنون کے سر وبال پئے دوش ہو گئے

مرقد مین لی نہ آکے ہماری خبر کبھی — یارون کے دل سے ایسے فراموش ہو گئے

سر کاٹ کر بھی کاندھے پر احسان رکھدیا — سمجھے تھے ہم غلط کہ سبکدوش ہو گئے

ہم تو لپٹ ہی جائین جو اکبار دیکھ لین — موسیٰ نہین کہ دیکھکے بیہوش ہو گئے

دیکھی ہین اوسکی آنکھین غزالان چین نے جب — پڑتے ہی آنکھ سبکے ہرن ہوش ہو گئے

سر ہی نہین رہا کہ ہو سودائے زلف یار — سر دیکے نطق خوب سبکدوش ہو گئے

ارمان شب وصل نکلنے نہین دیتے — وہ وصل مین بھی دل کو بہلنے نہین دیتے

دل قبضے مین ہوتا تو مچلنے نہین دیتے — رنگ اپنی طبیعت کا بدلنے نہین دیتے

آئین گے عیادت کو وہ معلوم جو ہوتا — جان اس قفس تن سے نکلنے نہین دیتے

وہ ہمسے الگ بیٹھے ہین خلوت مین حیا سے — ارمان شب وصل نکلنے نہین دیتے

دل گیسوے پرخم مین پھنساتے ہین جو اکبار — کیا پھندے غضب کے ہین نکلنے نہین دیتے

پاس آتے نہین قتل بھی فرماتے نہین ہین
ارمان مرا کوئی نکلنے نہین دیتے

پژمردہ ہی کیون وصل کی شب نخل تمنا
کیون آپ اسے پھولنے پھلنے نہین دیتے

دکھلاتے ہین جوبن کا اُبھار اور یہ طرہ
ہمکو کف افسوس بھی ملنے نہین دیتے

کب آئینگے دھوکے مین بلا کے ہین وہ شاطر
اک چال بھی دشمن کو وہ چلنے نہین دیتے

دامن کا ہو دھبہ نہ کہین قتل کا شاہد
وہ خون دم ذبح نکلنے نہین دیتے

کہنے مین جو ہوتا دل نادان تو تھین ہم
گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے نہین دیتے

برپا ابھی ہو جائے یہان نوح کا طوفان
ہم آنسوؤن کو نطق اُبلنے نہین دیتے

رقیبون کی مانی نہ مانی ہماری
بہت خوب کی قدر دانی ہماری

مٹاؤ گے کیونکر نشانی ہماری
زبانون پر اب ہی کہانی ہماری

اگر وہ نہ پگھلے ہمارا ہے ذمہ
غضب کی ہے آتش بیانی ہماری

وہ طوفان برپا ہے اشکون سے ہر دم
طبیعت ہوئی پانی پانی ہماری

ہوئے وار پر وار جاتی نہین ہے
غضب کی ہے یہ زندگانی ہماری

وہ پر درد قصہ دُکھا دے جو دلکو
سنے کسطرح وہ کہانی ہماری

نہ آئے اجل زہر کھا لینگے آخر
نکل جائیگی جان جانی ہماری

وہ تیار ہین قتل کرنے کو بہتر
غضب ہے مگر سخت جانی ہماری

کہین کیا کہ کیا کیا نہ کرتے آئے ہین
تری گالیان مدح خوانی ہماری

غضب مٹ رہے ہین یہ دو دن حیا سے
شباب اس پری کا جوانی ہماری

نہ دل ہی کو روتے نہ برباد ہوتے
نہ آتی اگر نوجوانی ہماری

ہمین کرکے بیدل ہوا غیر کا دل — گئی رائگان جانفشانی ہماری
طبیعت مین اپنی غضب کی ہی جودت — سنے کوئی سحر بیانی ہماری
مضامین سو طرح ہم باندھتے ہین — زبان پر ہے یہ حکمرانی ہماری

نطق

عدو خاک جلکر نہون کیونکر
جلاتی ہی آتش بیانی ہماری

رقیبون کو دیدی نشانی ہماری — بہت خوب کی قدردانی ہماری
بلا لائی ہی پھر جوانی ہماری — ملی خاک مین شادمانی ہماری
ہم ایسے ہین لاغر کہ تصویر عکسی — نہین کھینچ سکتا ہی مانی ہماری
وہ کہتے ہین موسی بھی بیعت کرینگے — سنین گے اگر لن ترانی ہماری
جو تھا سرخ چہرہ ہوا زرد کیسا — نیا رنگ لائی جوانی ہماری
جو جورون کا قصہ سنا جلکے بولے — کوئی آکے دیکھے جوانی ہماری
ہزار آپ ہون سنگدل کب ہے ممکن — نہ رو دین سنکر سب کہانی ہماری
بتاؤ یہ مسکی ہوئی کیون ہی انگیا — نہین بے سبب بدگمانی ہماری
کہان ہی حریف بد اندیش و بدخو — طبیعت کی دیکھے روانی ہماری
جو دشمن بھی ہو وہ بھی داد سخن دے — اگر سن لے سحر بیانی ہماری

نطق

جو ہم ہین تو یہ سب پر ہی ظاہر
کہ عالم مین ہے حکمرانی ہماری

واقف ہین خوب لیجیے گا دل بہانے سے — ہم جانتے ہین آپکو صاحب زمانے سے
میرے یہان نہ آنے کے حیلے ہزار ہین — غیرون کے گھر وہ جاتے ہین کس کس بہانے سے

دل جائے خال عارض پر آپ کیطرف
مجبور ہر کوئی ہے مگر آب و دانے سے

غفلت مری نہین ہے مگر چوک ہو گئی
دل لے لیا ہے تمنے جو میرا بہانے سے

ایسا ہے توڑ تیر نظر مین کہ الامان
پڑتے ہی مرغ سدرہ گرا آشیانے سے

حیلے ہمارے واسطے ہین غیر اگر بلائے
جائین گے آپ کو نہ کوئی بہانے سے

فیض کریم سے نہین ممکن کسی طرح
محروم ہو کے کوئی پھرے آستانے سے

کہتے ہو تیرے دل مین رہین قید کسطرح
یوسف ہوا او رہا گئے ہو قیدخانے سے

شور و غل مرغ دل کے پھنسانے کا ہے کوئی
کچھ کہہ رہے ہین کاکل خمدار شانے سے

تعریف اپنی سن کے وہ کہتے ہین ناز سے
کیا آنکھین ہین حسن مین بڑھکر زمانے سے

آئی جو جانکنی مین بھی اے موت شکر ہے
تیری تو تھی تلاش مجھے اک زمانے سے

الفت کا ذکر لاتے نہین ہین زبان پر
پڑھتے ہوئے ہین دل مین نہان ہم زمانے سے

بے مہری فلک دیکھکے اے لطف سچ یہ ہے
نفرت سی ہو گئی ہے ہمین ہر یگانے سے

کیا کرون تعریف اسکے ابروے خمدار کی
ہے ہلال عید یا محراب ہے تلوار کی

کیا کرون تعریف اسکے آتشین رخسار کی
ہے صفت پیدا قلم مین شاخ آتشبار کی

خال رخ کو ہے طلب میرے دل بیمار کی
دیکھیے کافر کو بھی حاجت ہوئی دیندار کی

نغمۂ بلبل ادا اسکی تری گفتار کی
کبک نے بھی طرز اڑالی ہے تری رفتار کی

بار ہا دقت رقم میرے قلم مین قط لگے
لکھنے مین بیٹھا صفت جب ابروے خمدار کی

اسکی آنکھین دیکھکر حیرت زدہ ہین اسقدر
ٹکٹکی باندھے ہین آنکھین نرگس بیمار کی

ہو گئی ابروے جانان پر یہ بے مارے شہید
جان منت کش ہو کیون جلاد کی تلوار کی

اڑے آتے ہین ہمارے خامے سے مضمون اشک
کیفیت پیدا ہے اسمین چشم دریابار کی

سبزۂ رخسارِ جانان سے بڑھا ہے ربطِ ضبط
سیراب زیبا ہے مجھکو وادیٔ پرخار کی

پنجۂ شانہ کا کیا منھ ہے کہ اسکو حل کرے
سخت لاینحل گرہ ہے کاکلِ خمدار کی

موے مژگان کے تصور مین ہوا ہون رہ نورد
خار صحرا کو ہے مجھسے کیون خلش بیکار کی

ساغرِ چشمِ پری رو کی کرامت دیکھیے
راہ زاہد نے بھی لی اب خانۂ خمار کی

جوش ہے دریاے احمر کو ہے عالم زیر آب
کیا لکھی جاے حقیقت دیدۂ خونبار کی

برہمن شیدا ہے کاکل کا تو عاشق شیخ ہے
ایک حالت ہے یہان ہر سبحہ و زنار کی

جسمِ لاغر کو جلا محفوظ رکھ سے استخوان
یہ غذا اے سوزِ نہان ہے سگِ دلدار کی

ہر خس و خاشاک کو اے نطق تو مژگان سے جھاڑ
تیرے کوچے مین سواری آتی ہے دلدار کی

دیکھیے فرقت مین کبتک یہ دلِ پرغم رہے
خشک لب کبتک رہین کبتک یہ دیدہ نم رہے

جا لڑی قسمت مری سرخاب سے اے نازنین
ایک بستر پر نہ ہم تم ایک شب باہم رہے

ایک لحظہ کا تمنے تو نے دیا کب عیش سے
عمر بھر ہم اے فلک بادیدۂ پرنم رہے

عمر بھر کو کون کہتا ہے کہ ہو ترک نشاط
مرگ عاشق کا مگر اکدن بھی تو ماتم رہے

پونچھتے ہو کیون عرق اپنے گلِ رخسار سے
لطف ہو زاید جو گل پر قطرۂ شبنم رہے

وہ اگر ہین بیوفا ہونے دے اے دل ہوشیار
ہر گھڑی تیرا سرِ تسلیم در پر خم رہے

پاؤن کو الفت ہے ایسی کوچۂ دلدار سے
او سمین جا کر مثلِ پاے سروِ گلشن جم رہے

غور کر لو بے ثباتی دہر کی اے غافلو
کب ہمیشہ اسجگہ فغفور و قیصر جم رہے

ہمکو جھوٹا چاہیے پانی دہانِ یار کا
حاجیو تم کو مبارک کعبے کا زمزم رہے

بھول کر تو یاد آجائے شہید ناز کی
سال مین اک بار تو انکا بھلا ماتم رہے

اپنے دل کے آئینہ مین دیکھ لیتے ہین تمھین
اسکی کچھ خواہش نہین پاس اپنے جام جم رہے

وصل کی شب لے لیا بوسہ جو انکی زلف کا
کیا کہون کس سے کہون وہ تا سحر برہم رہے

آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا کون ہے کیا کام ہے
بہر تسلیم اُنکے آگے دیر تک ہم خم رہے

دیکھکر تیرا کف پا منھ نہ دیکھون غیر کا
یہ دعا میری ہی جبتک میری دم مین دم رہے

اپنی آنکھون پر بٹھاتے تھے حسینان جہان
جسطرح شبنم ہو گل پر زندگی بھر ہم رہے

وار ہو شمشیر کا مجھپر کہ چھوٹے غم سے جان
غیر کے زخم جگر کے واسطے مرہم رہے

جو ملا غنچہ دہن ہم سے ہوا وہ تازہ رو
زندگی مین ہم ہمیشہ صورت شبنم رہے
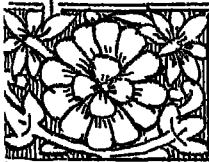
کر دیا گھائل نگاہ ناز سے اک شوخ نے
غیر ممکن ہے کہ دم بھر نطق کا اب دم رہے

دن ہے روشن اُس پری کے عارض پر نور سے
رات کالی تھی اگر زلف شب دیجور سے

دل مرا روشن ہے یاد عارض پُر نور سے
جسم خاکی کم نہین رتبہ مین کوہ طور سے

صبح وصل جان جان صبح قیامت کیون نہو
اس گھڑی بانگ موذن کم نہین کچھ صور سے

جنبش مژگان نے اسکو اسقدر چھلنی کیا
ہی بجا تشبیہ دل کی خانۂ زنبور سے

لال وہ اب ہو گیا غصہ مین جو بلور تھا
ہو گیا شنجرف چہرہ یار کا کافور سے

کیا تعجب ہے نمود خط سے بالائے ذقن
کھینچتا ہی کانٹون کو گرداب یادور سے

خرمن خورشید جلکر خاک ہو جائے ابھی
اسکو پڑ جائے اگر پالا تن محرور سے

خلد کو سے حور طلعت سے نکلوایا مجھے
آدمی مجبور ہے شیطان کے مکر و زور سے

مشکین کستا ہین کسی عاشق کی کیا ہی دلربا
بڑھ گئی ہی اندنون زلف رسا دستور سے

پہلے تیرا یہ تھا گھر اب خانۂ زنبور ہے — اے پری غربال ہی اب دل مرا ناسور سے
سبزۂ خط یہ نہین ہے عکس زلف عنبرین — روے جانان کم نہین آئینۂ بلور سے
عشق کے اقلیم کا مین خسرو ذیجاہ ہون — مرتبے مین کم نہین ہون قیصر و فغفور سے
روٹی پکتی ہین وہان اور داغ پکتے ہین یہان — کم نہین میرا دل سوزان کبھی تنور سے
بحر احمر کی یہ جاری نہر ہی ظلمات مین — یا بھری ہی مانگ اُس گلفام نے سیندور سے
موذیون کو پال کر چھلنی ہمارا دل ہوا — یہ صدا آتی ہے پیہم خانۂ زنبور سے
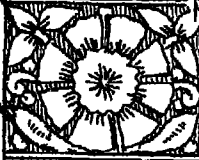
نطق سے اشعار سنکر کہتے ہین صاحب سخن
رنگ کچھ ملتا ہوا ہے ناسخ مغفور سے
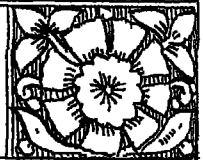
مری ہستی مٹائی اُس پری نے چشم پرفن سے — نشان تربت آخر مین مٹا یا نعل توسن سے
شعاعین چہرۂ انور کی آتی ہین جو روزن سے — نہین رتبے مین کم ہرگز شعاع مہر روشن سے
گلستانون کو چھوڑا اُڑ گئین اپنے نشیمن سے — یہانتک بلبلین گھبرائین میرے شور وشیون سے
حسینان جہان بے فیض ہین انسے توقع کیا — ملا کس شخص کو دانہ مہ روشن کے خرمن سے
لگائی آگ کیا اُس شعلہ رو کے آتش رخ نے — کہ خاکستر کی صورت گل اُڑے دیوار گلشن سے
لگی ہی لب پہ اُسکے مہر خاموشی خدا جانے — اشارہ مین کہا کیا گل نرگس نے سوسن سے
ہنسی مین دانت اُس غنچہ دہن کی دیکھکر سمجھے — دہان یار بھی کچھ کم نہین ہیرے کی معدن سے
لٹا آخر کو دل کا قافلہ راہ محبت مین — چھپا سکتا ہی مال انسان کب چشمان رہزن سے
خدا جانے کہ کیسا اُنس مجھ وحشی سے ہی انکو — کہ لپٹے جاتے ہین خار مغیلان میری دامن سے
سنورتے کب ہین بدبخت ازل دیکھو نہین ہوتا — رفو چاک گریبان سحر کرنون کی سوزن سے
یہ تربت ہی بتا کس عاشق زلف معنبر کی — کہ مشک اُڑتا ہی اسکے چار جانب خاک مدفن سے

خیال عین جانان مین یہ مشق صاد کرتا تھا
فداے چشم جانان نطق ہے یار و لڑکپن سے

مین اگر آہ کرون آب سمندر جلجائے
یا عجب کیا کہ گہر سیپ کے اندر جلجائے

شعلۂ مہر نہین شعلۂ سوز نہان
ایک اخگر جو پڑے چرخ ستمگر جلجائے

سوز پنہان کے مضامین لکھے نامے مین
لے چلے اسکو تو منقار کبوتر جلجائے

منہدی ملکر وہ پری دھوئے اگر دریا مین
آتش پاے حنائی سے سمندر جلجائے

پڑے دریا مین اگر سوز نہان کا اخگر
جلکے چونا ہو صدف سیپ مین گوہر جلجائے

مین اگر آہ کرون سوے فلک فرقت مین
خاک ہو خرمن مہ مہر منور جلجائے

سیر دریا کو جو وہ آگ بھبھوکا نکلے
آگ پانی مین لگے سد سکندر جلجائے

ایسی حدت ہے مرے زخم جگر مین اے نطق
زنگ آہن کی طرح لوہے کا نشتر جلجائے

آتی صداے زخم دل داغدار سے
مرہم بناؤ سبزۂ زنگار یار سے

کوئی ملاکے دیکھے ان اشکون کی تار سے
رتبے مین کم نہین ہین یہ موتی کے ہار سے

مقتل سے اڑکے خون شہیدان شفق بنا
ہے آسمان سرخ زمین کے بخار سے

تھا گل وہ کون آکے جو پامال کر گیا
آواز آرہی ہے یہی لالہ زار سے

کیونکر فدائے زلف ہو یہ داغ دل مرا
طاؤس کو ازل سے عداوت ہے مار سے

خال سیاہ یار جو ہے زلف کے قرین
رتبے مین کم نہین ہے یہ مشک تتار سے

روزون کا اجر مین اسی مہر و کو دے خدا
بہتر وہ ایک حور ہے ستر ہزار سے

دیتا ہون نقد دل مجھے اک بوسہ دیجیے
کتنا ہی نقد کم ہو ہے بہتر ادھار سے

گلشن کو میری سینے سے نسبت نہین کوئی — ہر داغ دل مرا نہین کم لالہ زار سے

فردوس بزم یار مین دشمن کی ہے جگہ
کیونکر نہ لطفؔ دون اسے تشبیہ نار سے

لاکھ وہ شوخ بے مروت ہے — پھر بھی با این ہمہ غنیمت ہے
دیکھکر اُسکو خود خدا بولا — چشم بد دور اچھی صورت ہے
گل ہین رخسار بال سنبل ہین — نرگس آنکھین ہین سرو قامت ہے
قہر شوخی مین ناز مین فتنہ — ہر ادا آپ کی قیامت ہے
کل تو وعدہ ہے وصل کا لیکن — آج دنیا سے میری رحلت ہے
وا حسرتا کہ مرتے ہین جس پر — اُسکو غیرون کے ساتھ الفت ہے

سنکے اشعار لطفؔ کے بولے
واہ کیا چلبلی طبیعت ہے

ہم بغل ہیں سے ہمارا دشمن منحوس ہے — کہہ رہا ہمسے ہماری طبع کا جاسوس ہے
جس گلی سے آپ گذرے چومتا ہون اُسکی خاک — اسقدر ایجان مجھکو حسرت پابوس ہے
اے بت نا آشنا نالان نہین دنیا مین کون — عشق مین تیری ہی سرگرم فغان ناقوس ہے
یہ گلیم فقر ہے کم مسند شاہی سے کب — بوریا ہی اپنا مجھکو تخت کیکاؤس ہے
دور سے دیکھا دل پر داغ جب اُسنے کہا — آپکے سینے مین پنہان کیا کوئی طاؤس ہے
مصحف رخ پر تعجب سے ہے جگہ کیونکر ملی — خط سبز یار کیا کوئی پر طاؤس ہے
درد دل تیری دوا بس اب خدا کے ہاتھ ہی — وہ تو کہتا ہی یہان کیا کوئی جالینوس ہے
کانپتا رہتا ہون ایسا اُسکے رعب حسن سے — مجھکو گویا ہر مہینہ ماگھ ہے یا پوس ہے

رکھ نظر لاتقنطو پر اے دل غمگین نطق
فرقت محبوب مین لیکن وصل سے مایوس ہے

عرش اعظم سے بھی اونچا یار کا کاشانہ ہے
کہکشان جاروب خاک کوچۂ جانانہ ہی

جلوہ افگن میرے دل پر عارض جانانہ ہی
رشک کوہ طور اب دل کا مری کاشانہ ہی

بال سنبل آنکھ اُسکی نرگس مستانہ ہی
رشک سیب خلد بیشک عارض جانانہ ہی

ہے شفق یا غازۂ رخسارۂ جانانہ ہی
پنجۂ خورشید زلف پرشکن کا شانہ ہی

جو نہ عاشق ہو ترا وہ اے پری دیوانہ ہی
گھر نہ جس دل مین ہو تیرا خانۂ ویرانہ ہی

لیلی دنیا کا طالب واقعی دیوانہ ہی
لات جو دنیا کو مارے عاقل و فرزانہ ہی

اضطراب دل کا میرے ہوگیا شائد اثر
اُس پری کی آج کچھ رفتار بیتابانہ ہی

کام کیا دیر و حرم سے عاشق جانباز کو
یار کی چوکھٹ ہی اسکو کعبہ و بتخانہ ہی

فتنۂ محشر ہے شوخی چال اُسکی حشر ہی
ہر ادا غارتگر ایمان کی معشوقانہ ہی

عاشق دندان جانان شیخ بھی شائد ہوا
گوہر شہوار کا تسبیح مین ہر دانہ ہی

کبک کی رفتار ہی بلبل کی نغمہ سنجیان
ہر ادا ے دلربا اُس شوخ کی مستانہ ہی

اوسکے ابرو تیغ ہین نوک مژہ رشک سنان
قاتل عشاق اُسکا غمزۂ ترکانہ ہی

لعل لب کی دید جب سے ہوگئی دلکو پسند
خون سے لبریز میری آنکھ کا پیمانہ ہی

خوف ہو کیا میکشی مین رندے آشام کو
وادر توبہ بھی ہے جب وادر میخانہ ہی

گردش افلاک نے کیا کیا دکھائے انقلاب
جو صنم خانہ تھا کل وہ آج ماتم خانہ ہی

مردم دیدہ بھی شائد پیتے ہین جام شراب
تیری آنکھ ونکی روش کیون اے پری مستانہ ہی

سنگ اسود چومتے ہین خانۂ کعبہ مین بھی
جسکو کعبہ کہتے ہین وہ بھی تو اک بتخانہ ہی

زلف عنبر بیز پر الماس کا جھومر ہی یا | پنجۂ خورشید کا کاکل پر اُسکے شانہ ہی

چار سو شہرت ہی حسن رشک لیلیٰ کی اگر
ہر جگہ دیوانگی کا **نطق** کی افسانہ ہی

کب اُنکی آنکھ عدو سے لڑی نہین رہتی | نگاہ غیرون پہ اونکی پڑی نہین رہتی
جو میری آنکھ کسی سے لڑی نہین رہتی | تو میرے پاؤن مین بیڑی پڑی نہین رہتی
جھلک بھی اُنکی نہ آئے نظر خدا کی شان | نگاہ کب سوے چلمن گڑی نہین رہتی
کوئی کسی کی اعانت کرے کرے نہ کرے | کبھی کسی کی ضرورت اڑی نہین رہتی
وہ کون دم ہی کہ تصویر اُس جفاجو کی | ہماری آنکھون کے آگے کھڑی نہین رہتی
ابھی ہی شام ابھی صبح کا سپیدہ ہے | شب وصال تو دو اک گھڑی نہین رہتی
تم اپنے حسن کو پردے مین کیون چھپاتے ہو | یہ دولت ایسی ہی ہرگز گڑی نہین رہتی
ہمارے دل مین تری شکل نقش کیونکر ہے | خدا کے گھر مین تو مورت جڑی نہین رہتی
ملال و غم کی تو ساعت ہمیشہ رہتی ہی | گھڑی خوشی کی مگر دو گھڑی نہین رہتی

کسی کا **نطق** تھین انتظار ہے شائد
وگرنہ سامنے ہر دم گھڑی نہین رہتی

کیا کہون کیا چیز وہ خورشید عالمتاب ہی | دلِ نواز ہرہ جبین تو بہ شکن القاب ہی
عشق مین چاہِ ذقن کے غالبًا بیتاب ہی | مچھلی اُسکے بالے کی کیون ماہی بے آب ہی
میرے حق مین نوح کا طوفان یہ ثابت ہوا | میرے دشمن کیلیے دریاے غم پایاب ہی
طائر مضمون دہان یار کا ملتا نہین | سچ ہے عنقا کی طرح یہ دہر مین نایاب ہی
لہلہاتا ہے جو روے آتشین پر اسطرح | سبزۂ خط آب حیوان سے مگر شاداب ہی

بے سبب تیر نگاہ ناز نے مارا مجھے — لوگ کہتے ہین کہ دنیا عالم اسباب ہی

ہی جبین یار بیشک مطلع انوار صبح — یار کا چہرہ اگر خورشید عالمتاب ہی

کیا بنا ہے سبزۂ خط خاک ابراہیم سے — روے آتشناک پر جو اسطرح شاداب ہی

ہی شکم اس خوبرو کا واقعی دریاے حسن — ناف اسکی حسن کے دریا کا اک گرداب ہی

اے بتان نازنین دل کھولکر ہنس بول لو — چار دن کو یہ غنیمت صحبت احباب ہی

تن کی عریانی مین بھی عریان نہین ہین داغ جسم — واسطے میرے بجاے اطلس وکمخواب ہی

کاٹ اسکا خنجر فولاد سے بھی ہے سوا — دیکھنے مین گو کہ ابرو خنجر بے آب ہی

آپ میری آنکھ کی کشتی مین آکر بیٹھیے — آپ کو مرغوب اگر ایجان سیر آب ہی

نذر کیا اے بادشاہ حسن تجھکو نطق دے
پاس اسکے کچھ نہین صرف اک دل بیتاب ہی

دل لگی غمزے اشارے ہو چکے — وصل کے سامان سارے ہو چکے

منکشف احوال سارے ہو چکے — تم رقیبون سے کنارے ہو چکے

وصل کی چھڑ جاے کوئی داستان — ہجر کے سب قصے پیارے ہو چکے

ہو چکی تقدیر یاور بخت یار — پُر اثر نالے ہمارے ہو چکے

ہو یقین کیونکر کہ اب بھی آؤگے — قول سب باطل تمھارے ہو چکے

ریشہ ریشہ اب کروگے کیا انھین — لخت دل جو پارے پارے ہو چکے

مار ڈالو بندہ بے دام ہین — اے حسینو ہم تمھارے ہو چکے

ذکر انسان کیا ہے وہ یوسف ہو تم — صدقے تمپر چاند تارے ہو چکے

زہر آلودہ نگاہ یار سے — اچھے اس پیکان کے مارے ہو چکے

یاد مین کس مصحف رخسار کی
میرے دل کی تیس پارے ہو چکے

واقعی دریاے بے پایان ہی یہ
سیل غم سے ہم کنارے ہو چکے

آجتک کس کے ہوے ہین یہ حسین
نطق یہ میرے تمہارے ہو چکے

چشمان مست یار سے جو دل لگا چکے
میخانہ کو وہ چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

حق تھا جو آزمانے کا ہم آزما چکے
تم اپنی کج ادائیون سے باز آ چکے

ہم خوب دیکھ بھال چکے آزما چکے
فقرے مین تم رقیب کے واللہ آ چکے

جھیلی کڑی اُٹھائے ہین فرقت مین غم الم
اتنی سزا محبت جانان مین پا چکے

غیرون مین آپ شوق سے اجا کی بیٹھیے
ہم جان دیکے روز کا جھگڑا چکا چکے

وہ شمع طور میری طرف کس گھڑی بڑھا
اپنے چراغ زیست کو جب ہم بجھا چکے

کس ناز سے کہا کہ یہ طوفان باندھنا
ہم جب شب فراق کا قصہ سنا چکے

اک جام بھر کے ناصح مشفق کو آج دے
جھگڑا یہ آئے دن کا کہین سا تیا چکے

مایوس اپنی زیست سے اب نطق ہو گیا
اونکے شہید حضرت عیسےٰ جلا چکے

کس لیے شکوہ کرون مین یار کی بیداد سے
سنگدل وہ کچھ اثر ہوتا نہین فریاد سے

لی چھری چین جبین سے بہر قتل عاشقان
جب نہ اُٹھی تیغ اُس نازک بدن جلاد سے

پھر بہار آئی چمن مین پھر ہوا تازہ جنون
پھر بنے زنجیر پا کہدے کوئی حداد سے

آنکھین ہین آتش فشان رخسار گلگون سرخ ہین
غیظ و غصہ یون عیان ہی صورت صیاد سے

نت نئی طرز ستم ہی چرخ کی دلدار کی
دونون کی تعلیم ہی کیا ایک ہی اُستاد سے

قطرۂ نیسان کی وقعت گوہر غلطان سی ہی
نام چلتا ہی ہمیشہ باپ کا اولاد سے

ہون کباب لخت دل خون جگر کی مے بھی ہو
آنکھون کے ساغر بنین شیشہ دل ناشاد سے

فرق منعم اور مفلس مین وہان کچھ بھی نہین
گوشۂ مرقد ہے بہتر خانۂ آباد سے

مین کمر کے عشق مین معدوم گھلکر ہو گیا
کسطرح میرا مرقع کھچ سکے بہزاد سے

ایسی تیزی تیر مین دیکھی نہ برے مین کہین
دل مین روزن ہو گئے نوک مژہ کی یاد سے

آجکل اے نطق کیا ہی کشمکش مین جان ہی
ضبط کی طاقت نہین مانع ہے وہ فریاد سے

آج پوشاک اُنکی کالی ہے
کیا نئی وضع یہ نکالی ہے

دن بھی کالا ہی رات بھی کالی
ہجر کی بھی ادا نرالی ہے

کیا کرون یار کسطرح پاؤن
اونکی سرکار لاؤبالی ہے

خون انگور ہے سوار اسپر
چشم میخوار مین جو لالی ہے

مین نیستان کا شیر اور رقیب
سامنے میرے شیر قالی ہے

ہم تو اسکو دعا سمجھتے ہین
جو ترے منھ کی یار گالی ہے

جال ہے بہر صید طائر دل
اُنکے کرتے کی کب یہ جالی ہے

کیا ملے مجھ کو حاصل الفت
اشک پر نم کی خشک سالی ہے

آپ کی کس ادا کی ہو تعریف
ہر ادا آپ کی نرالی ہے

سارق جان و رہزن ایمان
اُس کی بجلی ہی اور بالی ہے

کیون ہی آغوش آجتک خالی
یہ مہ عید ہی کہ خالی ہے

سامنے میرے تم رقیبون سے
پوچھو کیسا مزاج عالی ہے

اسقدر گھل گیا ہون فرقت مین — میری تصویر بھی خیالی ہے
خوبرویون سے دل لگا نہ کبھی — عقل کی اب یہ گوشمالی ہے
دولت وصل اب ملی ہے مجھے — زحمت ہجر جب اُٹھالی ہے

کیا ہی پامال اوسنے کر ڈالا
نطق کا دل نہین نہالی ہے

گلشن حسن مین کیا خوب بہار آئی ہے — میرے یجان ایک جہان آپکا شیدائی ہے
جوش پر اونکی جوانی جو ابھی آئی ہے — پھولے جامہ مین سماتی نہین رعنائی ہے
غیرت لعل سبنے دست بلورین اونکے — آج کیا کہیے کہ کیا رنگ حنا لائی ہے
ایک ٹھوکر مین ہوا حشر اُٹھے مردۂ گور — آپ کی یار قیامت کی مسیحائی ہے
جلدی جانیکی ہی کیا ایک گھڑی ٹھہرو تو — مدتون پر تو بتے مجھے شکل یہ دکھلائی ہے
کون کہتا ہے تمھین غنچہ دہن حیرت ہی — بات غنچون نے مرے یجان یہ کب پائی ہے
کچھ تو فرمائیے یہ آپ کی کیا حالت ہے — رنگ رخ زرد ہے اور آنکھ بھی شرمائی ہے
باغ دنیا کا مزا گلشن جنت مین کہان — دیکھیے کھینچ کے تقدیر کہان لائی ہے
کردیا کس نگہ ناز نے ایسا جادو — رخصت اب دل سے مرے صبر و شکیبائی ہے
کوچۂ یار کی وہ جا کے کرے شوق سے سیر — باغ جنت کی نہین جس نے ہوا کھائی ہے
کیون گران گذرین نہ ساقی کے سوال بیجا — مے سے رندون کی طبیعت مین اکتائی ہے
میری تقصیر نہین زلف گرہگیر تری — پا بزنجیر مجھے کھینچتی لے آئی ہے
کیا کہون آپ سے شرمائیے شاید سنکر — کچھ تو دیکھا کہ طبیعت مری للچائی ہے
مین وہ بسمل ہون کلیجے مین جگر مین دل مین — جانتا ہی نہین مین چوٹ کہان کھائی ہے

خوف اغیار سے ظاہر مین نہ آؤ نہ سہی
خواب مین آنیکی بھی تم نے قسم کھائی ہے

زندہ در گور ہے مجھے ہجر کی راتون نے کیا
سو طرح کے ہین عذاب اور یہ تنہائی ہے

ابھی ہو جائیگی دعوے کی حقیقت روشن
آئینہ دیکھو اگر دعویٰ یکتائی ہے

ملگجی ساری ہی کچھ بال ہین رخپر بکھرے
ہائے یہ اُنکی ادا کیسی مجھے بھائی ہے

ہی یہی لطف کہ اب قطب مین بن کر بیٹھون
بے وفا یار مرا نطق جو ہرجائی ہے

سامنے اونکے اگر تذکرۂ نطق ہوا
بول اُٹھے آپ کہ دیوانہ ہی سودائی ہے
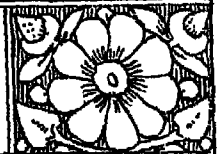
غیر سے عشوے کنائے برملا ہونے لگے
دیکھیے اب پھر یہ ظلم ناروا ہونے لگے

میری قسمت کا یہ لکھا ہی کہ میرے سامنے
غیر سے رسل و رسائل برملا ہونے لگے

میری آنکھون سے جو آنسو گر پڑے تو کیا ہوا
کھیل پر لڑکون کے تم ناحق خفا ہونے لگے

ان بت زہرہ شمائل کا عجب انداز ہی
آدمی تو کیا فرشتے مبتلا ہونے لگے

تم ذرا شمشیر ابرو کو ہلاؤ دیکھلو
صدقے تم پر سے یہ جان مبتلا ہونے لگے

بوے زلف عنبرین مجھ تک بھی لانا دیکھنا
اونکے کوچے مین گذر جب اے صبا ہونے لگے

وہ یہی چلنے لگے اٹھکھیلیون کی چال اگر
ہو ابھی فتنہ کھڑا محشر بپا ہونے لگے

زلف لہرانے لگے تیری اگر رخسار پر
صدقے اسپر جھوم کر کالی گھٹا ہونے لگے

دل ترے گیسو مین پھنسکر گو بہت بیچین ہی
چھوٹ جائے یہ اگر مضطر سوا ہونے لگے

ہمنے سمجھا تھا کہ بعد از وصل ہوگا غم غلط
پیشتر سے بھی پریشان ہم سوا ہونے لگے

لکھنے جب بیٹھے مضامین کمر ہم کیا کہین
فکر مین معدوم کی ہم خود فنا ہونے لگے

ہے دعا یہ نطق کی تیرا ہی لب پر نام ہو

روح تن سے جھگڑ ہی آکی جدا ہونیلگے

پھولون مین نہین ہی کہ عنادل مین نہین ہی
ہنگامۂ [illegible] تری کس دل مین نہین ہی

جب سر مین نہ سودا تری زلفونکا بھرا ہو
پھر لطف کوئی سیر منازل مین نہین ہی

ہر شخص تری بزم مین ہے محو تجلی
[illegible] تو جو رونق بھی محفل مین نہین ہی

جو نور کا عالم ہی تمھارے کف پا مین
[illegible] کامل مین نہین ہی

ہین زخمی ابرو ہی ترے عاشق ابرو
[illegible] قاتل مین نہین ہی

کہتی ہی یہ دزدیدہ نگاہی تری مجھ سے
[illegible] دل مین نہین ہی

ہوتے نہین آزاد کبھی قیدی کاکل
قیدی کہی کوئی سلاسل مین نہین ہی

یون خون ہوا میری تمناؤن کا اے لطف
اب کوئی بھی حسرت دل بسمل مین نہین ہی

یہ اونکی چال سے ہل چل پڑی ہے
قیامت آپ حیرت مین کھڑی ہے

دہن غنچہ ہے عارض تیرے گل ہین
لب لعلین اونھین کی پنکھڑی ہے

فرشتون کے جان اوسان ہون گم
نظر میری وہان جا کر لڑی ہے

ہماری آنکھ کی پتلی غضب ہے
کہ اک سفاک سے جا کر لڑی ہے

سمجھکر پاؤن رکھنا اے دل زار
بہت ہی عشق کی منزل کڑی ہے

کیا اُس نے جو مجھپر تیغ کا وار
تو سمجھا مین نے پھولونکی چھڑی ہے

حنائی اُنگلی دانتون مین دبا لی
تو سمجھا مین نے پھولونکی چھڑی ہے

جو کچھ کرنا ہے غافل کر لے فوراً
اجل سر پر ترے آکر کھڑی ہے

وہ آمادہ ہے بہر امتحان آج
نہایت سخت مشکل کی گھڑی ہے

گلی مین دیکھکر اپنی یہ بولے
یہان کیا ہی کوئی دولت گڑی ہے

چھپی رہتی ہین کیون آنکھین نہ پوچھو
نظر مین میری اک صورت گڑی ہے

کہو تعبیر کیا اس خواب کی ہے
یہ دیکھا ایک حور آکر کھڑی ہے

فلک پر کیون دماغ اپنا ہے اسکے
نظر کس حور سے جا کر لڑی ہے

کسی خوش چشم کی ترچھی نگہ نطق
مراد ہم لینے پہ آکر اڑی ہے
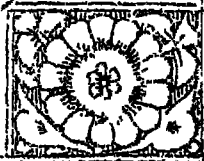
چل دور اوس حسین کی تقریر ہے یہی
کیا کیجیے نوشتۂ تقدیر ہے یہی

کر قتل اگر نوشتۂ تقدیر ہے یہی
تجھسے گذارش اے بت بے پیر ہے یہی

مجرم کبھی مین ترک وفا کا نہین ہوا
الفت جو اون سے کی مری تقصیر ہے یہی

اوس کی گلی مین مر کے بنون گا غبار رہ
آنکھون مین سب کے رہنے کی تدبیر ہے یہی

چوٹی سے اپنی کوڑے لگائین انھین جو نہ
عشاق زلف کے لیے تعذیر ہے یہی

سیماب میرے دل کے عوض دیکھ لیجیے
اس میرے بیقرار کی تصویر ہے یہی

آنکھون مین دون جگہ ترے تلوے کی خاک کو
کندن ہو جس سے خاک وہ اکسیر ہے یہی

ہون لاکھ حور پوجتے رہیے مگر اسے
اس بت کو رام کرنے کی تدبیر ہے یہی

دیتا ہے جان کوئی کہو جان بوجھ کر
مجبور ہے نوشتۂ تقدیر ہے یہی

عاشق کسی کا تو بھی ہو وہ دن خدا کرے
میری دعا تو اے بت بے پیر ہے یہی

دل مین جو میرے بیٹھ کے لیتے ہو چٹکیان
کیا میزبان غریب کی توقیر ہے یہی

گھر میرے آتے آتے وہ بے مہر پھر گیا
اے آسمان گردش تقدیر ہے یہی

بالین پہ آکے سورۂ یٰسین وہ پڑھین

اے نطق میرے شعر میں تاثیر ہے یہی

مہربان آپ آج یاں سے ہو گئے
اوج پر میرے ستارے ہو گئے

آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہو گئے
وعدہ و اقرار سارے ہو گئے

آنکھ پھیری تم نے کیا اے دلربا
دوست بھی دشمن ہمارے ہو گئے

مرحبا اے جلوۂ پر نور یار
داغ دل روشن ہمارے ہو گئے

ساتھ کب دیتا ہے کوئی بعد مرگ
دوست اک اک کر کنارے ہو گئے

پار اترے خنجر قاتل کے گھاٹ
سیل غم سے ہم کنارے ہو گئے

دل کی ٹکڑے کر تو اے دست جنون
جیب گریبان پاری پارے ہو گئے

یاد میں کس مصحف رخسار کی
میرے دل کے تیس پارے ہو گئے

خال مشکین تھے جو اُنکے گال پر
نور عارض کے ستارے ہو گئے

خاک کے ذرے سے میں بدتر ہوا
غیر سب آنکھوں کے تارے ہو گئے

حق نے یہ کیسا دکھایا انقلاب
اُسکے بندے اب تمہارے ہو گئے

آدمی کیا ہیں فرشتے چرخ پر
مدح خوان اب تو تمھارے ہو گئے

نطق ہم اک مہ جبین کے عشق میں
آدمیت سے کنارے ہو گئے

اک قدم چلنے میں وہ اب دو دو بل کھانے لگے
نوجوان ہو کر قیامت اور بھی ڈھانے لگے

وعدہ ایفا کرنے جب وہ میرے گھر آنے لگے
اونکو آ کر خیال غیر بہکانے لگے

دوست تیغ رشک سے مقتل میں گھائل ہو گئی
اس ادا سے عاشقوں کو قتل فرمانے لگے

ہجر کی شب جب نہ نکلی صورت تسکین کوئی
لیکے تصویر اُس پری کی دلکو بہلانے لگے

طوق نے تیرے ہزارون خونِ ناحق کر دیے
پھانسیون سے عاشقِ ناکام مرجانے لگے

تاکہ بارِ خونِ ناحق میرے ہی سر پر رہے
مجھکو سر سے خون مین سفاک نہلانے لگے

سانپ لوٹے غیر کے دل پہ جو کچھ بیچا نہین
میرے مرنے پر وہ سر کے بال بکھرانے لگے

آگے آگے وہ تھے پیچھے پیچھے ارمانونکی فوج
روٹھ کر ہم سے شبِ وعدہ جو وہ جانے لگے

دل مین آتا تھا کہ اٹھ بیٹھون لپٹ کر اوسکے پاؤن
اس ادا سے وہ مری میت کو اٹھوانے لگے

خونِ ناحق کا جو محشر مین ہوا مین دادخواہ
داغ بوسونکا قیامت مین وہ دکھلانے لگے

دل بہانیکا نیا انداز سیکھا آپ نے
بات پیچھے پہلے غیرونکی قسم کھانے لگے

تیری بجلی کی چمک وہ ہے کہ اسکی اک جھلک
برق کو جون ماہیِ بے آب تڑپانے لگے

خون جاری ہو گیا اللہ رے یہ نازکی
پنجۂ مژگان سے تلوون کو جو سہلانے لگے

جوش پر آئی ہوئی ہے کیا عروسِ نوبہار
بیٹھے بٹھلائے مرے کیون پاؤن کھجلانے لگے

بھاگیے مسجد کو اب عزت بچا کر شیخ جی
منھ سے میخوارونکے حضرت اپنے پیمانے لگے

طوق کا جب نام آیا اونکی محفل مین تو وہ
تذکرہ غیرون کا کرکے بات بہلانے لگے

بال بکھرے عارضِ پرنور پر آنے لگے
گردمن کے اژدہے آ آکے لہرانے لگے

گھر سے جب وہ بہرِ گلگشتِ چمن جانے لگے
میرے دلمین کیا کہون کیا کیا خیال آنے لگے

عشقِ صادق کا اثر دل پر نہو ممکن نہ تھا
قتل کرکے اب وہ میرا آپ غم کھانے لگے

آتشین رخسار پر غازہ نہین ملتے ہین وہ
جو دبی تھی آگ دل مین اوسکو بھڑکانے لگے

دیکھ لے چین جبین تیری اگر ای بحرِ حسن
موجِ دریا روز سر ساحل سے ٹکرانے لگے

شام ہونے دے ذرا وہ ماہ آئیگا ضرور
روز فرقت دل کو یہ کہہ کہکے بہلانے لگے

وہ فرشتونکو بھی شائد دام مین لانیکو ہین
دھوپ مین گیسو کو آنگن مین وہ سکھلانے لگے

کیا تعجب جان دے اونکی ادا پر غیر اگر
جب وہ اپنی ہر ادا پر آپ مرجانے لگے

اے گلِ خوبی تصور سے کبھی تصویر سے
ہم دلِ بے صبر کو فرقت مین بہلانے لگے

اڑ نجائے اب دھوان ہو کر کہین چرخِ کہن
آہ نالے عرشِ اعلے تک مرے جانے لگے

شوق پیدا ہو گیا صحرا نوردی کا مجھے
چھالے میرے پانو نکلے پھر کچھ جو مرجھانے لگے

گور مین ہلچل پڑی غلغال کی آواز سے
روزِ محشر مین مردے اٹھکے سب جانے لگے

آپ کی جوتی کو کیا اسکی پڑی مرجائے نطق
ناحق اسکا آپ کیون افسوس فرمانے لگے

ابھرے جوبن اب کسیکے کیا ستم ڈھانے لگے
عاشقون سے یہ کفِ افسوس ملوانے لگے

عاشقِ مضطر کا دل بے چین فرمانے لگے
اپنے اعضا کو دمِ رفتار پھڑکانے لگے

خونِ ناحق کی جو چاہی داد محشر مین تو وہ
دل لگانے کا ہمین پر جرم ٹھہرانے لگے

تیرے دانتونکی صفائی کو جو دیکھے اگر
غرقِ دریائے خجالت ہو یہ شرمانے لگے

جاتے ہین سونا خدا کو آئینگے کل شب بخیر
ہائے حسرت اس گھڑی کی جب وہ فرمانے لگے

مردے یہ سمجھے قیامت آشکارا ہو گئی
ناز سے گورِ غریبان وہ جو ٹھکرانے لگے

مردمانِ چشم بھی پتلے غضب کے بن گئے
چار دیوارِ عناصر کو یہ اب ڈھانے لگے

سبزۂ خط سے نہ کم کیونکر فروغِ حسن ہو
بال آئینے مین جب آئے تو دھندلانے لگے

کہتے ہین کوئی ترے دلمین بھلا کیونکر رہے
ہو کا عالم ہے جہان انسان گھبرانے لگے

ہو گیا انکی نگاہِ ناز سے چھلنی جگر
ہے غضب وہ بے کمان کے تیر برسانے لگے

نطق عاقل ہو اگر ضبطِ فغان سے کام لو

دل کو رو کو سوز غم سے جب ابل آنیلگے

بیطرح رعد کی کانون مین صدا آتی ہے
میکشو جوش ہو کہ گھنگھور گھٹا آتی ہے

کوچۂ یار سے کیا باد صبا آتی ہے
غنچۂ دل کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

جلوۂ طور کا عالم ہے ترے کوچے مین
تیری چلمن سے جو چھن چھنکے ضیا آتی ہے

جانکنی سے کہین بڑھکر ہے کشاکش میری
نہ تو آتا ہے وہ گل ہی نہ قضا آتی ہے

ہجر ساقی مین ہے خون ناب کلیجہ میرا
جائے قلقل یہی مینا سے صدا آتی ہے

خون انگور لہو مجھسے اگلوائے گا
یہی پیہم لب مینا سے صدا آتی ہے

کھو کھلا عقل سے کردیتی ہی انسان کو یہ
خانۂ تن مین اگر حرص و ہوا آتی ہے

بھر حمام کھلی ہے کہین زلف مشکین
سر سے پا تک بسی خوشبو مین ہوا آتی ہے

اوس جفا جو نے کیا زیب بدن سرخ لباس
دیکھنا ہے کہ کس کسکی قضا آتی ہے

تیغ رکھ رکھکے گلے پر وہ اٹھا لیتا ہے
نئے انداز کی قاتل کو جفا آتی ہے

طور یکسان ہے شب ہجر تمھارا اسکا
نہ تو تم آتے ہو اسمین نہ قضا آتی ہے

غیر کا دخل ہو گھر مین ترے ناممکن ہی
نیند کب آنکھون مین ای ماہ لقا آتی ہے

شوق پابوس مین گلشن سے نکل کر اکثر
سرخرو ہونے کو گھر تیرے حنا آتی ہے

ہائے وہ شوخ جفا کیش سے کتنا الڑھ
نہ وفا آتی ہے اسکو نہ جفا آتی ہے

جیتے جی کچھ نہوئی قدر بتون مین اسکی
نطق کے مرنے پر اب یاد وفا آتی ہے

لوگ کہتے ہین کہ فرقت سے وصال اچھا ہی
وصل کا ہم تو سمجھتے ہین خیال اچھا ہی

لب بھی اچھے ترے آنکھ اچھی ہی گال اچھا ہی
حور جنت سے ترا حسن و جمال اچھا ہی

سالہا سال کی امید جو بر آئے آج | تو میں سمجھوں کہ یہ دن اور یہ سال اچھا ہی

ان بتوں ہی کی محبت میں خدا ملتا ہی | واقعی عشقِ مجازی کا مآل اچھا ہی

ہے پڑا نزع میں بیمارِ محبت اون کا | اور وہ کہتے ہین لوگوں سے کہ حال اچھا ہی

کھول کرتا بہ کمر زلف جو لٹکا دی ہے | طائرِ دل کے پھنسانیکو یہ جال اچھا ہی

بات غصہ مین تری باتون کا بڑھیا تا ہی | آشتی سے تو یہ اندازِ جدال اچھا ہی

ہم تو کہنے کو ہین یہ ساقی کوثر کے حضور | آب با کوثر سے ترے منھ کا اُگال اچھا ہی

تیری صورت سے نہین حور و پری کو نسبت | حسنِ یوسف سے ترا حسن و جمال اچھا ہی

غیر کے تختِ مرصع سے ہی اچھی کسلی | جامِ جم سے بھی مرا جامِ سفال اچھا ہی

ہین تو کہنے کو سبھی اچھے مگر حق یہ ہے | جسکو منظور کرین وہ وہ سوال اچھا ہی

حسنِ یوسف سی بھلا اُسکی ہین کیا دون تمثیل | مہر و مہ سے بھی مرا حور مثال اچھا ہی

آنکھ کے صرف اشارے سے جو تڑپاتے ہین | چودھوین سال ہین اُنکا یہ کمال اچھا ہی

ایک بوسہ کے عوض دیتے ہین ہم اپنا دل | لیجیے لیجیے ان مولون یہ مال اچھا ہی

لذتِ درد نہین لطفِ تڑپ کا کیسا | شادیِ وصل سے فرقت کا ملال اچھا ہی

نطق کا ذکر جو آیا تو یہ فرماتے ہین
حال اچھا ہے نہ اس شخص کا قال اچھا ہی
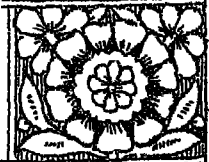
نالون سے سوزِ غم سے مصیبت سی آہ سے | آنکھون کی نیند اوڑ گئی دل کی کراہ سے

کہتے ہین نیند اوڑ گئی تیری کراہ سے | درگذرے ایسے پیار سے الفت سی چاہ سے

کمسن ابھی ہین دور ہین الفت کی راہ سے | واقف ہی وہ نہین ہین محبت سی چاہ سے

گھر سے عدو کے آتے ہین یا قتلگاہ سے | آلودہ دامن آپ کے ہین گردِ راہ سے

کیا پوچھتا ہے تیری گدائی کا مرتبہ — رتبہ فقیر کا ہے سوا بادشاہ سے

وہ کہتے ہین کہ رات کو جھپکی نہین ہے آنکھ — در گذرے ایسے چاہنے والونکی چاہ سے

خنجر بکف ہین خون بھی ہے آستین پہ — شاید وہ آرہے ہین ابھی قتلگاہ سے

صورت کو تیری ان سے بھلا کیا مثال دون — ہے بڑھکے نقش پا بھی ترا مہر و ماہ سے

کالی کہو پوچھنے لگے سب شیخ و برہمن — فتنہ اٹھا یہ آپ کی چشم سیاہ سے

غم کھاتے کھاتے کھائینگے افیون ایکدن — الفت جو ہو گئی تری چشم سیاہ سے

عشق مژہ مین الفت روئے صبیح مین — کانٹا ہوا ہون سوکھکے بدتر ہون کاہ سے

اے آسمان اپنی تو اب روک تھام کر — ممکن نہین کہ تو نہ جلے میری آہ سے

کھلتا نہین کہ نیزہ تھی یا تیز تیر تھی — دل چھلنی ہو گیا ہے کسی کی نگاہ سے

فیض کریم سے نہین ممکن ہے یہ کبھی — محروم ہوکے کوئی پھرے بارگاہ سے

یہ کہکے جوش رحمت حق کو دلاؤن گا — محروم مین ہون اور تری بارگاہ سے

مانند طور جب مرے دل کو جلا چکے — سر پہ بھی اب وہ دیتے نہین اشتباہ سے

چین جبین سے لیکے چھری تیز کیون ہوئی — تقصیر کون سی ہوئی اس خیرخواہ سے

مشق سخن مراد ہے اس شاعری سے نطق — تعریف سے غرض نہ مجھے واہ واہ سے

ہے سرد بدن سانس بھی اب لی نہین جاتی — حالت ترے بیمار کی دیکھی نہین جاتی

کمبخت شب ہجر جو آئی نہین جاتی — قسمت کی سیاہی نہین جاتی نہین جاتی

رندون نے تو کیا کچھ نہ بنائی تری درگت — اسپر بھی ارے شیخ یہ شیخی نہین جاتی

کہتے ہین وہ قاصد سے کہ کہدیجیو جاکر — برگشتہ قسمت کی خبر لی نہین جاتی

ہنس ہنس کے مری جان بھی لی طرہ یہ اوس پر
مٹی بھی مری لاش کو اب دی نہین جاتی

وہ میری نصیحت کا برا مانین نہ کیونکر
جو تلخ دوا ہوتی ہے وہ پی نہین جاتی

چہرہ عرق آلود نگاہین بھی ہین نیچی
کیون آنکھ مجھے آج دکھائی نہین جاتی

زلفون کو عبث دھوتے ہو ہر صبح و مسا تم
سو شوب سے بھی شب کی سیاہی نہین جاتی

اے نطق مجھے جیتے جی اس شوخ سے ہو وصل
تدبیر کوئی ایسی تو اب کی نہین جاتی
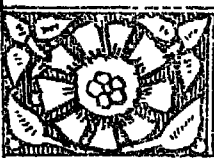
اے نطق طبیعت ہے تری شوخ بلا کی
ہو رنگ سخن کچھ تری شوخی نہین جاتی

آفت نہین آئی کہ مصیبت نہین آئی
سر پر مرے کس روز قیامت نہین آئی

کمسن ہین مگر کم ہین وہ کس بات مین کس سے
شوخی نہین آئی کہ شرارت نہین آئی

ماتم کا تو کیا ذکر ہوا بھی پس مردن
کچھ خاک اڑانے سر تربت نہین آئی

ہنس ہنس کے مٹایا جو مری قبر کو تم نے
کچھ یاد تمھین میری محبت نہین آئی

مے پینے دے کیا توبہ کا در بند ہے واعظ
بے ہوش کی محشر کی ہی ساعت نہین آئی

روئین نہ خطا پر تو یہ اپنی ہی خطا ہے
کب پونچھنے آنسو تری رحمت نہین آئی

کر مشق سخن نطق کہ کچھ بات ہو پیدا
ابتک ترے اشعار مین شوکت نہین آئی

پیدا ہوے ہین آپ ستانے کے واسطے
مخلوق ہم ہین جور اٹھانے کے واسطے
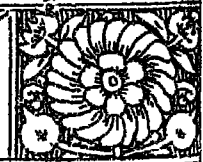
سرمہ لگا ہے جادو جگانے کے واسطے
مہندی ملی ہے خون رلانے کے واسطے

غنچے جو کھلکھلائے تو بلبل نے دی صدا
تقدیر ہنس رہی ہے رلانے کے واسطے

افشان ہو یا کہ آتش رخسار کے شرر
جو کچھ ہون ہین وہ آگ لگانے کے واسطے

غفلت شعار لوگوں سے کہتا ہے رو کے وقت
ہم جا رہے ہیں پھر نہیں آنے کے واسطے

دل لے لیا مگر نہ اب آنکھیں چرائیے
آٹھ آٹھ آنسو مجھکو رُلانے کے واسطے

بیمار اپنی آنکھ سے اسکی نہیں خبر
عیسیٰ نفس ہو سارے زمانے کے واسطے

عمرِ رواں میں صاف ہے رنگِ مزاجِ یار
پا در رکاب رہتی ہے جانے کے واسطے

کیونکر نہ جان جائے کسی مستِ ناز پر
قالب میں آخر آئی ہے جانے کے واسطے

اے لطفؔ اب خدا ہی نگہبان جان ہے آج
وہ بن رہے ہیں ہمکو مٹانے کے واسطے

مجھکو اک کافر سے الفت ہو گئی
دل کے بہلانے کی صورت ہو گئی

بڑھ گئی الفت محبت ہو گئی
چار دن کی اُن سے صحبت ہو گئی

حسن پر مرنے کی عادت ہو گئی
یہ بھی اب ثانی طبیعت ہو گئی

وصل کی شب بھی نہ نکلی آرزو
باتوں ہی میں رات رخصت ہو گئی

آنکھ چھت سے لگ گئی ساقط ہے نبض
یہ مریضِ غم کی حالت ہو گئی

اُس پری کے فتنۂ رفتار سے
حشر میں برپا قیامت ہو گئی

جان بھی دل بھی جگر بھی دیدیا
بس چلو اب سب سے فرصت ہو گئی

تو تو تھا ہی اب تو تیری آنکھ بھی
اے جفا جو بے مروت ہو گئی

سخت جانی نے مجھے رسوا کیا
سخت قاتل سے ندامت ہو گئی

بیکسی نے جب رفاقت چھوڑ دی
آ کے ہمدم شامِ غربت ہو گئی

آتے آتے میرے گھر سے وہ پھرے
ہائے کیا برگشتہ قسمت ہو گئی

پس گئے رنگِ حنا کے بار سے
ختم تم پر اب نزاکت ہو گئی

قتل کرکے آپ کیون غمگین ہین — تھی مقدر مین شہادت ہوگئی
پھر دکھا دے شکل اے ملکِ عدم — تجھکو دیکھے ایک ساعت ہوگئی

اور ایسی اک غزل لکھتا ہون نطق — اس زمین سے مجھکو الفت ہوگئی

ہوگئی اے فتنہ قامت ہوگئی — صدقے تجھپر سے قیامت ہوگئی
اپنے دل پر مجھکو قدرت ہوگئی — روٹھنے کی تجکو کب سے فرصت ہوگئی
جب جنازہ دوش پر اُسنے لیا — ہلکی پھلکی میری میت ہوگئی
نازکا بھی بوجھ اُٹھ سکتا نہین — اُنکی کیا نازک طبیعت ہوگئی
ہجر کا ڈر روٹھنے کا اُنکے خوف — وصل مین دونی مصیبت ہوگئی
حسنِ روز افزون کسی کا دیکھکر — چشم حیرت محوِ حیرت ہوگئی
چار دن مین دیکھتے ہی دیکھتے — کیا مریضِ غم کی حالت ہوگئی
کھائین کیونکر دوسری کوئی غذا — ہمکو غم کھانیکی عادت ہوگئی
گیسو و ابرو مین دل کے واسطے — بات مین حجت شکایت ہوگئی
حشر مین اُنکے خرام ناز سے — سچ تو ہے دوہری قیامت ہوگئی
کیون نکالا تیر دل سے آپ نے — دردِ دل کچھ اور شدت ہوگئی
مار لینگے حشر مین میدان ہم — اُسکی ہم پر عنایت ہوگئی
بیٹھے بیٹھے کچھ تو آیا ہے خیال — یک بیک کیون دلکو وحشت ہوگئی
اے دل بے صبر و بدخو بیوفا — کیون مجھے تجھسے عداوت ہوگئی
اے فلک دل مین دبی وہ آگ ہے — اک ذرا چھیڑا قیامت ہوگئی

گفتگو بھی اب نہین کرتے ہین وہ
نطق سے یہ اونکو نفرت ہوگئی

نہ دن آیا نہ رات آئی ابھی اونکی جوانی کی
مگر باتین سنے کوئی ابھی سے لن ترانی کی

تعجب ہی کہ قاتل اور باتین مہربانی کی
مبادا چال ہو یہ بھی نہ کوئی جانستانی کی

بٹھایا تمنے پہلو مین جو مجھکو قدردانی کی
عنایت کی نوازش کی نظر کی مہربانی کی

مرقع کھینچنے مین گو بہت کچھ جانفشانی کی
نہ میری لاغری سے کچھ چلی بہزاد و مانی کی

نہ آرائش سے فرصت تھی نہ آئے تم عیادت کو
جو میری قبر پر آئے تو تم نے مہربانی کی

نہ چہرہ آپکا اترا نہ ہسی آپ کی چھوٹی
کوئی تو وجہ ہی آخر ہماری بدگمانی کی

زبان کہنے مین پڑ ہی کان کے سننے مین جلتے ہین
کہانی کیا کہی جائے مرے سوز نہانی کی

غبار رہ بنون تا دامن اونکا میرے ہاتھ آئے
یہی تو ظاہرا صورت ہی میری کامرانی کی

تعجب ہی کہ کرو ہی بات نکلے آپکے منہ سے
ہی شہرت چار جانب آپکی شیرین زبانی کی

مین سلک نظم مین دُر مضامین اب پروتا ہون
بنے تا او ہی صورت عروسان معانی کی

یہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا خواب دیکھا تھا
جو باتین یاد آتی ہین بڑھاپے مین جوانی کی

گلے پر رکھتے ہی قسمت سے آب تیغ اُڑتی ہی
قسم خنجر نہ کیون کھائے مری تشنہ دہانی کی

سمان دکھلا دیا اُسنے بعینہ چاند تارے کا
جو اُس مہرو نے نیلی کرتی پہنی کامدانی کی

ہم اپنی موت کو ترسینگے شاید حشر کے دن تک
رہی یون ہی اگر حالت ہماری سخت جانی کی

وہ کہتے ہین غضب ہے دونون حالت مین شکایت ہی
جو بولین بد زبانی کی نہ بولین بے زبانی کی

دکھادے مصحف رخسار اپنا اے پری پیکر
قسم ہم تجھکو دیتے ہین کتاب آسمانی کی

مرے مژگان نہین کم ہین تری مژگان سے ای قاتل
جو اسنے تیر برسائے تو اُسنے خونفشانی کی

اگر پردے سے باہر ہو گلے سے ہم لپٹ جائین
ارینی موسی ہی سے باتین مرےجان لن ترانی کی

تعجب ہی یہی دو چار دن عاشق جو جیتے ہین
ادائین قہر ہوتی ہین و گرنہ نوجوانی کی

عرق آلود ہو کر آگ سا چہرہ دمکتا ہے
خدا کی شان ہی اُلٹی ہوئی تاثیر پانی کی

بھلا توصیف حسنِ یار کس منھ سے کرے کوئی
خصوصاً جوش پر آئی ہوئی اُسکی جوانی کی

دکھا بیہوش کن جلوہ تو کچھ مجھ کو یقین آئے
وگرنہ مین نہین سنتا یہ باتین لن ترانی کی

کیا حیوان ناطق نطق اُسکا شکر لازم ہی
یہ کیا کم ہی کہ اُسنے آپ پر یہ مہربانی کی

غزل سننے نہ کیونکر دور سے اہلِ سخن آئین
ہوئی ہی خوب شہرت نطق میری شعرخوانی کی

سینے کے جب اُبھار سے چولی مسک گئی
مانند برق آنکھون مین اک تیغ جھلک گئی

موباف برکشیدہ جو بندِ کفن ہوا
تا حشر مشک کی نہ کفن سے مہک گئی

ثانی ترا مگر نہ ملا مجھکو اے پری
گو فکر و جستجو مری افلاک تک گئی

بولی نزاکت اون کی کہ اللہ کی امان
چلنے مین اوس پری کی کمر بیت لچک گئی

اُس شعلہ رو کا ذکر جب آیا زبان پر
اللہ رے اثر کہ زبان اپنی پک گئی

مین نے جو مہر و ماہ تمھین کہدیا تو کیا
آخر زبان ہی تھی مری جان بہک گئی

ابرو مین بل پڑے ہین نگاہِ غضب کے بعد
چلہ ہوئی کمان اگر برچھی ٹھٹک گئی

اوسکا طلائی رنگ نگاہون مین تل گیا
اوس خوبرو کی اندنون مسی چھلک گئی

مضمون مجھکو کچھ نہ ملا خط و خال کا
گو فکر نطق تا بہ سماک از سمک گئی

لڑکپن جانے والا ہی جوانی آنیوالی ہی
طبیعت میری اب قابو سے باہر جانیوالی ہی

جوانی جوش پر کیا اک حسین کی آنیوالی ہی
عجب آفت مصیبت میرے سر پر لانیوالی ہی

عدو رو سیہ سیدھا ہو یہ ہو ہی نہین سکتا
کبھی کتے کی دم سیدھی سے حشر تک کب جانیوالی ہی

خرام فتنہ زا سے آج ہی محشر ہوا برپا
سنا کرتے تھے ہم یہ کل قیامت آنیوالی ہی

نگاہین نیچی رہتی ہین بوقت گفتگو تیری
یہی ترکیب تو قاتل تری ترٹپانیوالی ہی

ابھی سے کیون دل مضطر ہین ارمانونکی یورشین ہیہے
کسی کمسن حسین کی کیا جوانی آنیوالی ہی

جو ظلمت ہین کسیکی ہی برائی جا نہین سکتی
سیاہی شبکی سوزش مہر کی کب جانیوالی ہی

عبث مل ملکے اپنی زلف کو تم دھوتی رہتے ہو
سیاہی شبکی لاکھون شوب پر کب جانیوالی ہی

جو ہو کر سر بصحرا نطق مجنون وار پھرتا ہون
کسی لیلی ادا پہ جان میری جانیوالی ہے

خوش ہین اپنے عاشق جانباز سے
دیکھ لیتے ہین نگاہ ناز سے

طور اوس چشم قدر انداز کا
کیا ملے گا کوئی تیر انداز سے

اپنے ہاتھون سے گلا خود کاٹ لے
اب نہین دور آپ کے جانباز سے

ہے اونھین سے کے پنجون سے گھائل جگر
دل نچا جن آنکھون کی شہباز سے

جو کوئی پیدا ہوا ناپید ہے
جان لو انجام کو آغاز سے

کہتے ہین مرکر ابھی تم دیکھلو
ہم جلا لین گے تمھین اعجاز سے

دل مین آتا ہے خیال یار بھی
کیا کہون کس ناز سے انداز سے

کس نے دیکھی ہے کمر اوس شوخ کی
کوئی کب واقف ہوا اس راز سے

کیا ہوا اے نطق کچھ فرماؤ تو
کیون نظر آتے ہو تم ناساز سے

اپنے عاشق پر تجھے چشم عنایت چاہیے
کچھ مروت آنکھ مین اے بے مروت چاہیے

اسلیے آنکھین بنی ہین تا کہ دیکھین یار کو
اور دل مین دیکھکر اوسکی محبت چاہیے

ہی وہ دل پتھر نہو جس مین محبت ای بتو
عاشقون کے ساتھ تمکو مہر و الفت چاہیے

عاشقون کو نیکنامی سے نہین کوئی غرض
غیر کے طعنے ہون اپنون کی شماتت چاہیے

اک پری کا مین ہون عاشق اسلیے میرے لیے
اندر پوری چاہیے کیلاس پربت چاہیے

حسن جانان کے مقابل بدر ہو سکتا نہین
گوری رنگت ہی تو کیا ویسی وجاہت چاہیے

زخم دلمین ٹانکے سوزن کی ہون دیتا اسلیے
عشقِ مژگان مین جراحت پر جراحت چاہیے

کون کہتا ہی مرے دل کو نہ تم بسمل کرو
ترک ہو صید افگنی کی تمکو عادت چاہیے

مہر کی گرمی سے ہو دہ چند گرمی آہ مین
مہر سوز آسمان اتنی حرارت چاہیے

میرے سر پر ہو گیا ہی عشق کا اک جن سوار
مجھکو ایجان اسلیے نقشِ محبت چاہیے

باغ ہی مینا ہی مے ہی جام ہی ساقی ہی یار
اس سے بڑھکر اور کیا سامانِ عشرت چاہیے

تجھمین سب باتین ہین ای گل ایک ہی کی ہی کمی
حسن اپنا مجھسے عاشق کی طبیعت چاہیے

جلوۂ صبر آزما دکھلا کے تو بے ہوش کر
ایک لحظہ بھی تو غم کھانیسے فرصت چاہیے

وصل کی شب ایک لحظہ بھی جدا ہوتا نہین
خواب غفلت یہ رفاقت روز فرقت چاہیے

پھل کھلا کر تیغ کا مجھسے یہ فرماتے ہین وہ
اور بھی کچھ آپکو حضرت سلامت چاہیے

ان پریزادونکے سایہ سے بچے ہو عقل اگر
دور ہی کی انسے بس صاحب سلامت چاہیے

طوق بازوے صنم ہو میری گردن کے لیے
غیر کی گردن کو یارب طوقِ لعنت چاہیے

شوق سے کھاؤن نہ کیون خنجر کا پھل ای گلعذار
مین مسلمان ہون مجھے کب دعوت چاہیے

زر کی ٹوپی جنکے سر پر ہی وہی ہین اب شریف
بڑھ گئے اب کیا اس سے معیار شرافت چاہیے

دیکھکر زردار رشتہ جوڑتے ہین اندنون
ہی غلط فخر شرافت مال و دولت چاہیے
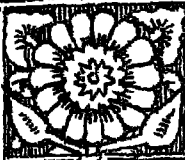
فائدہ مشق سخن سے سبکو کیا حاصل ہو نطق
شاعری کے واسطے موزون طبیعت چاہیے

خشک لب ای نطق ہین اور چشم تر کسکے لیے
آپ روتے رہتے ہین دو دو پہر کسکے لیے
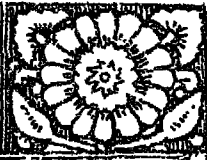
رات بھر کرتا ہون آہ بے اثر کسکے لیے
کچھ خبر تجھکو بھی ہے اے بے خبر کسکے لیے

تارے گن گنکر مین کرتا ہون سحر کسکے لیے
دل مین کچھ بھی سوچ ای رشک قمر کسکے لیے

حشر مین تو وعدۂ دیدار ایفا کیجیے
ہجر مین روتے رہے ہم عمر بھر کسکے لیے

جب زبان سے کچھ نہین کہتی کھلے پھر کسطرح
شام سے روتی ہے یہ شمع سحر کسکے لیے

پوچھ اے شرندان قمری سے جاکر باغ مین
طوق گردن مین پڑا اے مشت پر کسکے لیے

کس شہید ناز کی اے ترک ہے آئی ہوئی
تو کسے بیٹھا ہے یہ نازک کمر کسکے لیے

عشق کی قدر اس بت ناآشنا کو جب نہین
مفت مین بتلاؤ ہم لین درد سر کسکے لیے

جان بھی ایمان بھی دل بھی جگر بھی نذر دین
ہم تو کرنے کو کرین سب کچھ مگر کسکے لیے

جان لینے کے لیے کافی نگاہ ناز ہے
کر رہے ہو مجتمع تیر و تبر کسکے لیے

جز کفن کے ساتھ کچھ جاتا نہین انسان کے
مال و دولت جمع کرتے ہین بشر کسکے لیے

دیکھکر ابرو و مژگان کو ترے یہ سوچ ہے
یکجگہ رکھے ہین یہ تیر و تبر کسکے لیے

کیا کہون کس سیمتن پر دل مرا بیتاب ہے
بے کلی مین کٹتی ہے شام و سحر کسکے لیے

جب مین کہتا ہون کہ لب پر جان آتی ہے مری
پوچھتا ہے مجھسے وہ رشک قمر کسکے لیے

آج کیا ہے آنکھ مین سرمہ دیا ہے آپنے
زہر آلودہ بنا تیر نظر کسکے لیے

دیکھیے دھری نہو جائے کہین اے دلربا
کس رہے ہین آپ یہ نازک کمر کسکے لیے

بے وفا سب ہین محبت کس پہ پیدا کرین
کیجیے تو بے فائدہ لین درد سر کسکے لیے

بل ہین ابرو پر پڑے ترچھی نگاہ ناز ہے
آپ ہین کھینچے ہوے تیر نظر کسکے لیے

طنز دشمن پر لہو کے گھونٹ پیکر رہ گئے
جانتے ہین آپ اے رشک قمر کسکے لیے

کیا تجاہل ہی کہ مجھسے پوچھتا ہو وہ پری
نطق تکلو ہے جو ہے درد جگر کسکے لیے

کہانی درد جگر کی سنا نہین سکتے
تجھے تو [illegible] ہلا نہین سکتے

لڑی ہے آنکھ وہان پر کہا نہین سکتے
[illegible] کسی کو وہان تک بتا نہین سکتے

وہ سبز باغ ہمین اب دکھا نہین سکتے
ہم اونکے دام مین واللہ آ نہین سکتے

کہون مین کیسے کہ صادق مری محبت ہے
[illegible] چہرے کے [illegible] دکھا نہین سکتے

خدا کی شان ہون گل اپنے رنگ پر نازان
[illegible] کو پا نہین سکتے

ابھار سینے کا اونکے یہ کہہ رہا ہی صدا
[illegible] سکتے

حضور دیکھے ہوے ہین یہ سب حسین نخرے
[illegible] آپ کی [illegible] نہین سکتے

نہ مٹی دینے کا اچھا نباہ کرکے کہا
کسی کو خاک مین ہم تو ملا نہین سکتے

ہم اونکی خاطر نازک مین کیا سما جائینگے
کسیکی آنکھ مین جب ہم سما نہین سکتے

وہ صید ہم کہ جگر مین کہ دل کہ سینے مین
لگی ہے چوٹ کہان پر بتا نہین سکتے

ہما کو دام مین لانا بہت ہی مشکل ہی
دہن کے ہاتھ مضامین آ نہین سکتے

مری وفائین ہین اونکے نگین دل پر نقش
یہ نقش جب ہی وہ اسکو مٹا نہین سکتے

رقیب مجھسے مقابل ہو لب یہ ممکن ہی
شغال شیرون سے آنکھین ملا نہین سکتے

تمہارے زور کے جیسے ہی خوب واقف ہین
یہ رند چھینٹون مین ای شیخ آ نہین سکتے

نگین پہ جو ہو کندہ وہ مٹ نہین سکتا
ہم اونکی دل سے محبت مٹا نہین سکتے

خوشی کے مارے کفن پھاڑ کر مین اُٹھونگا
وہ مجھکو قبر کے اندر لٹا نہین سکتے

سرینگے سنی مین ملجائین گے مگر اے نطق
خیال دل سے ہم اُنکا بھلا نہین سکتے

بتاؤ فائدہ کیا نطق ایسے نالے کا
کہ عرش و کرسی کو جب تم ہلا نہین سکتے

بجلی مین آگ مین نہ یہ شمس و قمر مین ہے
جیسی جلن کہ نطق کے سوز جگر مین ہے

خنجر مین ہے نہ یہ کسی تیغ دو سر مین ہے
جیسی کہ تیزی ابروِ بیداد گر مین ہے

وارفتہ دیدار سے تنہا نہین ہون مین
اک محویت سی دیکھیے دیوار و در مین ہے

کرتا ہے قتل بھی تو وہ نیچی نگہ کے ساتھ
کس قہر کی حیا ستِ بیداد گر مین ہے

بالون مین پیچ و خم جو ہین اب اونکا کیا شمار
گیسو سے بڑھکے بل تری موے کمر مین ہے

وہ دل کو اک جگہ نہین رکھتا کبھی شریر
یہ بات کچھ عجب فلک فتنہ گر مین ہے

تل سے سنہرے رخ کے یہ مجھکو ہوا یقین
اہل دول کا عیب بھی داخل ہنر مین ہے

وہ اک خاک جسکے لیے چھانتے ہین غیر
جلوہ فروز وہ تو ہمارے ہی گھر مین ہے

پامال اگر زمین تو چکر مین ہے فلک
آرام کسکو گردشِ شمس و قمر مین ہے

سرتاپا ہے نور کے سانچے مین تو ڈھلا
تیرا ہی عکس صاف یہ شمس و قمر مین ہے

دریا ہے بند کوزے مین کہیے تو ہے بجا
طوفانِ نوح کا اثر اس چشم تر مین ہے

یہ حسن یہ ادا یہ نزاکت یہ آن بان
جو تجھ مین ہے کہین بھی کسی سیمبر مین ہے

مخلوق پر ہے اسکو شرف نطق کے سبب
بتلایے تو اسکے سوا کیا بشر مین ہے

کعبہ چھٹ جاے حرم چھوٹے مرا گھر چھوٹے
مجھکو منظور ہے لیکن نہ ترا در چھوٹے

کب بھلا قید ہی گیسوئے معنبر چھوٹے — ہان جو چھوٹے ہین کسی طرح تو مر کر چھوٹے

صبح بھی شام کی آغوش مین آجائے نظر — ہو عجب لطف جو کاکل ترے رخ پر چھوٹے

لاشین عشاق کی جاتی ہوئی دیکھین تو کہا — آج تو قید سے گیسوئے معنبر چھوٹے

دل کو سمجھاؤن تو لیکن یہ بڑی مشکل ہے — مرضِ دید جو آنکھون کو ہے کیونکر چھوٹے

یہ وہ پھندا ہے کہ مشکل ہے رہائی جس سے — غیر ممکن ہے کوئی زلف مین پھنسکر چھوٹے

ترکِ الفت مین کرون خواہشِ احباب یہ ہے — دلِ خوگر سے مگر ہائے یہ کیونکر چھوٹے

کیا یہ آسان ہے قاتل کہ ترے دامن پہ — خون کی چھینٹ پڑے اور وہ پڑ کر چھوٹے

کاٹ لینا شب فرقت کا نہو کچھ مشکل — تیری بیتابی اگر اے دلِ مضطر چھوٹے

تیری الفت مین ارے ہم نے نہین چھوڑا ہی وطن — عشق گیسو مین ترے [illegible] گھر چھوٹے

وہی چھوٹے ہین کہ چمکا ہے ستارا جنکا — ورنہ کب پنجۂ گردون سے [illegible] چھوٹے

زیر لب ہائے وہ انداز سے ہنسنا اونکا — آفت ہے وہ [illegible] چھوٹے

پھر تو مین خاک سے اکسیر بنون گر [illegible] — غم دنیا غم عقبیٰ غم دل سب چھوٹے

سوزِ غم فراق سے یہ داغ داغ ہے — پھولا پھلا [illegible] خدا دل کا باغ ہے

زلفون مین چھپ گیا کہ نگاہون مین چھپ گیا — دل کا کسی طرف نہین ملتا سراغ ہے

وہ آفتاب حسن جو ہے میری گود مین — میرا بھی آج عرش سے بالا دماغ ہے

یہ انقلاب دہر بھی عبرت کا ہی مقام — بلبل کے بدلے صحن چمن مین کلاغ ہے

بو آکے اونکی زلف سمنبو کی سونگھ لے — یہ کس بشر کا میرے سوا اب دماغ ہے

روشن ہے داغ دل پس مردن بھی قبر مین — کیا غم نہین جو میری لحد پر چراغ ہے

اے لطف اونکی ذلت کا سودا لے اپنے سر
میرے سوا زمانے میں کس کا دماغ ہے

کیا ہوئی مجھ سے خطا بتلائیے
کون ہیں یہ جور و جفا بتلائیے

آپ سے بڑھکر زمانے میں کہیں
کون ہے نازک ادا بتلائیے

آپ بیٹھے ہی ہیں ناں جو دل گیا
کیا ہو کس نے لیا بتلائیے

دل دیا میں نے تو کیا بیجا کیا
آپ ہی اے مہ لقا بتلائیے

مجھکو فرماتے ہیں فرہاد ہے
اپنے کو شیریں ادا بتلائیے

گبر مومن کو کیا کس آنکھ نے
کس نے یہ جادو کیا بتلائیے

مجھکو اپنی نشہ آگین آنکھ سے
مست کس نے کر دیا بتلائیے

آپ شیریں ہیں تو ہم فرہاد ہیں
جوڑ کیسا مل گیا بتلائیے

حور اچھی آپ کی یا وہ پری
حضرت واعظ ذرا بتلائیے

دشمن بد ذات سے آنکے حضور
دبکے رہتا میں بھلا بتلائیے

ہجر میں اس شوخ خوش رفتار کی
کیا ہوا اے لطف کیا بتلائیے

اوپری اٹھتی جوانی میں تری مدہوش ہے
دیکھکر ہے حور کو سکتا پری بیہوش ہے

حسن تیرا دیکھکر کس مدعی کو ہوش ہے
حشر میں ہے دم بخود کوئی کوئی بیہوش ہے

بزم میں وہ آ گئے کیا برپا قیامت ہو گئی
جس کسیکو دیکھیے بیہوش ہے خاموش ہے

اسکے منھ سے خم کے خم اے ساقی ہوش لگا
رند میکش کے لبوں پر آج نوشا نوش ہے

وہ اٹھی اودی گھٹا چلنے لگی ٹھنڈی ہوا
آج مشتاق وصال دختر رز میں نوش ہے

سرخ رنگت دہانی کپڑے کیون نہ شاد آئین مجھے
سبز ہین دشت وبیابان ہر سحر گلپوش ہی

کان پر تیرے نظر پڑتے ہی خیرہ ہو گئی
کس غضب کا گوہر نایاب زیب گوش ہی

آفتاب حشر کی گرمی کا مطلق ڈر نہین
رحمت غفار کا سایہ ہی جب سرپوش ہی

عید کا ہی یہ مہینا چاند خالی کا نہین
آجتک پھر کیا سبب خالی مری آغوش ہی
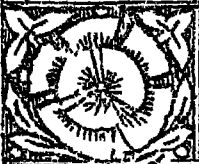
کون سی بات اسنے دیکھی اُس گل رعنا مین نطق
سوز بانین رکھکے سوسن باغ مین خاموش ہی
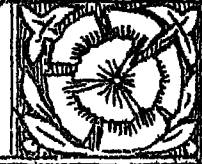
نظر میری رخ پر گڑی ہی رہ گئی
نقاب اونکے منھ پر پڑی رہ گئی

نزاکت سے اُنسے نہ خنجر اوٹھا
مری موت سر پر کھڑی رہ گئی

ہوا وصل سے شاد غیروں کا دل
مری آنکھ اُن سے لڑی رہ گئی

ہوا وصل ہمکو نہ خلوت مین بھی
حیا اونکی ایسی اڑی رہ گئی

کٹی ہاتھا پائی مین افسوس رات
نحوست سرہانے کھڑی رہ گئی

رقیبون کو صحبت ہی اونسے مدام
کبھی ہم سے دو اک گھڑی رہ گئی

رہا بعد مردن بھی تیرا خیال
یہ تصویر دل مین جڑی رہ گئی

جو محفل سے دنیا کی نطق اُٹھ گیا
جہان چیز جو تھی پڑی رہ گئی

جان بچتی نظر نہین آتی
خیر دل کی نظر نہین آتی

سارے عالم مین ایک صورت بھی
تجھ سے اچھی نظر نہین آتی

کیا حیا بڑھ گئی جوانی مین
اب وہ شوخی نظر نہین آتی

صاف باطن تو کب ہی اے زاہد
جب تجلی نظر نہین آتی

درد پہلو سے لرزش دل ہے / رات کٹتی نظر نہین آتی

ہجر کا دن پہاڑ ہے مجھکو / شام ہوتی نظر نہین آتی

تیرے تیر نگاہ سے اب تو / جان بچتی نظر نہین آتی

مر گئی موت بھی ہماری کیا / جان جاتی نظر نہین آتی

چارہ گر ہو ان سے بھی تو کیا / موت ٹلتی نظر نہین آتی

وائے قسمت کہ آپکی صورت / خواب مین بھی نظر نہین آتی

تعلق اونکی کمر سے تار نظر / نہین آتی نظر نہین آتی

جلال کم مگر اوسکا بخار باقی ہے / یہ سچ ہے نشہ تو اترا خمار باقی ہے

جو کل ہی ختم ہوئی انتظار باقی ہے / تو تیرے وعدونکا کیا اعتبار باقی ہے

ہزار بار مرینگے ابھی حسینون پر / اگر یہ زندگی مستعار باقی ہے

وہ مرتے دم بھی تو تفتیش حال کر جاتے / یہ حسرت دل امیدوار باقی ہے

مرے مزار کو ٹھکراتے ہین جو آ آ کر / ملا کے خاک مین بھی کیا غبار باقی ہے

شگفتہ باغ جوانی ہے یارکا لیکن / گل جلال ابھی خارخار باقی ہے

نہ دینگے ایک بھی بوسہ وہ دلکی قیمت سے / کہون مین لاکھ ابھی سو ہزار باقی ہے

رہا ہی کیا ہے جو کچھ تمکو نذر دون صاحب / جگر ہی ہے نہ دل داغدار باقی ہے

ہمیشہ جسکی دیا کرتے ہین سب مجھے دھمکی / وہ ظلم کیا مرے پروردگار باقی ہے

کیا ہے جیب کو یون چاک دست وحشت نے / کہ ایک بھی نہین اب اسمین تار باقی ہے

جو رات مین نے سنایا عدو کو فقرہ گرم / اوسی کا تمکو ابھی تک بخار باقی ہے

جواب لادی تو مین بھی چلون ساتھ ہی قاصد | فقط اسی کا مجھے انتظار باقی ہے
جو میری خاک نے دامن پکڑ لیا اونکا | جھٹک کے بولے یہ مشتِ غبار باقی ہے
ہزار بار تو ثابت ہوی ہین یہ باطل | تمھارے وعدونکا کیا اعتبار باقی ہے
مین صاف کہتا ہون یہ مطلب آشنا ہین رقیب | سنو نہ سنو اختیار باقی ہے

اسی نے نقش ملایا ہے خاک مین پھر بھی
خیالِ زلف درونِ مزار باقی ہے

مخمس برغزل شیخ امداد علی صاحب بحر

کہکشان سے ہر روش کا آج نقشا پڑھگیا
ہر روش سے ہر شجر کا پھول پتا بڑھگیا
نخل طوبی سے کہین گلشن کا سبزا بڑھگیا
بار کے سایے سے رتبہ بوستان کا بڑھگیا
چاندنی کے کھیت سے شبو کا ستہا بڑھگیا

ہجر دلبر مین جو رنج روح فرسا بڑھگیا
وہی دل مین دلکا چھالا حیرت افزا بڑھگیا
خاک تن پر ملکے وحشی سوی صحرا بڑھگیا
میلے کپڑے ہوگئے عشقِ جنون زا بڑھگیا
نیل کے دھبے کی صورت داغِ سودا بڑھگیا

بیٹھے بیٹھے دیکھیے پھر شوق صحرا بڑھگیا
گرمی الفت بڑھی عشقِ جنون زا بڑھگیا
رشتۂ دانش گھٹا وحشت کا ڈورا بڑھگیا
پھینکدین دستار سر سے داغ سودا بڑھگیا
کفش پا بیکار ہی تلوے کا چھالا بڑھگیا

وقت پا بوس [illegible] ہو پوشیدہ ہو یا برملا
[illegible]
کیا بلاتا ہے آسے ہر بار جو ہو دل جلا
[illegible]

شیشۂ مے سے سوا دل کا پھپھولا بڑھ گیا

سنبل و ریحان کا تختہ ہی کہین پر جانفزا
سیب ہی عناب ہین ہین نارون بھی خوشنما
دیدنی ہی یہ چمن ایسا پھلا پھولا ہوا
سیر کے قابل ہی اب باغ جوانی یار کا
بیل زلفون کی چلی قالب کا لوٹا بڑھ گیا

راہ پیماے پہلے تو تھے جادۂ اُلفت کے وہ
دشمنون کے کہنے سننے سی پھرے پھر ایسے وہ
آمد و شد خط کتابت بند سب کر بیٹھے وہ
ہم بھی کم ملتے تھے جبتک دلمین بل رکھتے تھے وہ
اب وہ مرسی کھل گئی اُلفت کا ڈورا بڑھ گیا

اپنے دل مین کینہ ہمسے بے محل رکھتے تھے وہ
غیر کو دنرات اپنا ہم بغل رکھتے تھے وہ
جانستانی کا چلن رشک اجل رکھتے تھے وہ
ہم بھی کم ملتے تھے جبتک دلمین بل رکھتے تھے وہ
اب وہ مرسی کھل گئی اُلفت کا ڈورا بڑھ گیا

تیر دو دو ہون اگر نخچیر کی جانب روان
اُسکے جان و دل کا ہی حافظ خداے دو جہان
ہی غضب وہ انگلیون سی لیتے ہین کارستان
قتل عاشق پر جو کھینچی اوسکے ابرو نے کمان
تیر سے آگے قدم نوک مژہ کا بڑھ گیا

کچھ عجب حیرت زدہ اُسنے بنایا رات کو
معجزے کے سامنے جادو جگایا رات کو
ہمنے دیکھا ہم نشینو طرفہ کھایا رات کو
پنجۂ پر نور جب اُسنے چھپایا رات کو
ہمنے یہ جانا چراغ دست بیضا بڑھ گیا

یہ عجب پر درد قصہ ہی اگر اسکو سنین
دانت سے اُنگلی دبا کر آپ غش کرنے لگین
انتہاے شوق مردن کی کہون کیا کوششین
کوتھی کی زلف رہزن نے جو میرے قتل مین
پھانسی دینے کے لیے گردن کا ڈورا بڑھ گیا

ہو گئی یہ بات ایسی ہر کسی کو دلنشین — اسکا گویا ہے اُنھین علم الیقین عین الیقین
اصلیت سے اسکی لیکن کوئی بھی واقف نہین — دھوم سدرہ کی کہین ہے شور طوبیٰ کا کہین
یار کی دیوار کا شائد کہ سبزا بڑھگیا

کچھ عجب حسرت برستی رہتی ہے لیل و نہار — کوہسار عشق کا ہر لالہ بھی رکھتا ہے خار
عاشقون کے حق مین ہے ہر خار اسکا شلوار — جانِ عاشق کی خزان ہے میرے صحرا کی بہار
چڑھگیا منصور سولی پر جو کانٹا بڑھگیا

حسن ہی مین کچھ نہین یکتا ہے وہ سرو سہی — اور بھی باتین ہین اُسمین ایسی جسپر جالے جی
کچھ عجب فیاض بھی نام خدا ہے وہ پری — اُسکے دانتون کا یہ عالم ہے جو کلّی کی کبھی
موتیون نے آب یہ پائی کہ دریا بڑھگیا

گال اُسکا پھول کی رنگت لطافت لیگیا — عقد پروین سے بھی جھومر اُسکا شہرت لیگیا
مہر و مہ سے چاند ٹیکا اُسکا رفعت لیگیا — حسن مین خال اخترون سے گوے سبقت لیگیا
آہو خاور سے اُس مہرو کا گھوڑا بڑھگیا

وعدہ ایفا کرنے آئے نطق کی جان پر بنی — سرخ جوڑے کے عوض پہنا لباس ماتمی
کیا کہون حد سے تجاوز کر گئی میری خوشی — یار کے آنیکی شادی مرگ مجھکو ہو گئی
بحر سینا پھٹ گیا ایسا کلیجا بڑھگیا

مخمس بر غزل جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی مرحوم

کیون ہو شوق اس کام کا انسان مین — جو نہو تقدیر مین امکان مین
پڑ چکی یہ بات میرے کان مین — حضرت دل آپ ہین جس دھیان مین

مر گئے لاکھون اسی ارمان مین

شرم خلق اللہ یا خوف خدا　　نام کو کافر نہین تجھ مین ذرا
حق مین عاشق کے ہو گرداب بلا　　عشق جس کشتی کا ہو تو ناخدا
وہ نہ آئے کس طرح طوفان مین

ہجر کی مجھ پر مصیبت کم نہ تھی　　آئے کیون پھر نصیحت شیخ جی
دل کی اُلجھن نے ستایا اور بھی　　اُس سے پوچھو تم مری آشفتگی
زلف کہدے گی تمھارے کان مین

بات جو اے مہ لقا ہے راز کی　　کہدے سب کے سامنے کیونکر کوئی
جانتی ہے جو ہی تیرے سر چڑھی　　اوس سے پوچھو تم مری آشفتگی
زلف کہدے گی تمھارے کان مین

زلف کو رخسار پر بکھرا دیا　　دست حسرت دیر تک ملتا رہا
رو دیا مضطر ہوا چلا اُٹھا　　میرے مرنے کی خبر سنکر کہا
واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

پہلے اوسکو ایک سکتا ہو گیا　　دیر تک خاموش وہ بیٹھا رہا
ہاتھ مل کر یک بیک رونے لگا　　میرے مرنے کی خبر سنکر کہا
واقعی کچھ بھی نہین انسان مین

ہو جو شہرت علم و فن مین بھی تو کیا　　خلق پر گو فوقیت پائی تو کیا
سو طرح کی مل گئی خوبی تو کیا　　گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا
آدمیت چاہیے انسان مین

اسکی قیمت اسقدر رکھی ہے کم — کوئی اس پر بھی نہ پوچھے تو ستم
مفت مین یہ ہاتھ آتی ہے رقم — دل کی قیمت اک نگہ ہو اے صنم
آگے جو آئے ترے ایمان مین

پوچھنا کیا عشق کے گلزار کا — ہر زیان ہے سود سے اسمین سوا
اس چمن کی اور ہی کچھ ہے ہوا — جس نے دل کھویا اُسیکو کچھ ملا
فائدہ دیکھا اسی نقصان مین

مفلس و نادار ہون اے مہ لقا — بلکہ ہون مین تیرے ہی در کا گدا
مستعد اسپر بھی ہون اے دلربا — لیجیے دیتا ہون مین دل کے سوا
اور جو کچھ ہے مرے امکان مین

نطق کو ملتا نہین اس کا سراغ — کیا سبب کیون اسقدر ہین باغ باغ
کیون نہین ملتا ہی حضرت کا دماغ — کس نے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ
آج ہو تم اور ہی سامان مین

ولہ

مر مٹے افسوس ہم جن کے لیے — پوچھتے ہین اب وہی سن کے لیے
مین نے بوسے کون کس کے لیے — تمنے بدلے مجھسے گن گن کے لیے
مین نے چاہا تھا اسی دن کے لیے

کیا غضب ہوتا ہے اسکا تاؤ بھاؤ — ہو اگر مخصوص الفت کا لگاؤ
چاہتا ہے دل کہ کچھ دیکھو دکھاؤ — کچھ نرالا ہے جوانی کا بناؤ
شوخیان زیور ہین اس سن کے لیے

بے سبب پیدا ہوا کوئی نہین　　سب کو ہے اس بات کا پورا یقین
آپ ہی کہدیجیے اے نازنین　　چاہنے والون سے گر مطلب نہین
آپ پھر پیدا ہوے کن کے لیے

کیا کرون شکوہ گلہ اے دلربا　　دیکھ لی بس آپ کی مین نے وفا
اب یہی منظور ہے اے مہ لقا　　فیصلہ ہو آج میرا آپ کا
یہ اُٹھا رکھا ہے کس دن کے لیے

اے مرے ساقی مری روح روان　　تجھکو دے اللہ عمر جاودان
بات اتنی رکھ لے میری مہربان　　دے مئے بیدرد اے پیر مغان
چاہیے اک پاک باطن کے لیے

ہمکو کچھ دولت نہ حشمت چاہیے　　کچھ نہ دنیا کی حکومت چاہیے
ہان فقط مہر و محبت چاہیے　　دل کے لینے کو ضمانت چاہیے
اور اطمینان ضامن کے لیے

ہاے میرے خون کے پیاسے ہین وہ　　آنکھین جو نیچی کیے بیٹھے ہین وہ
کون کہتا ہو اونھین بھولے ہین وہ　　ہمنشینون سے مرے کہتے ہین وہ
چھوڑ دین غیرون کو کیا انکے لیے

کچھ نہین کھلتا ہو اے جان جہان　　داغ عارض پر ہین یہ کیسے عیان
رات بھر اے مہ لقا تو تھا کہان　　ہین رخ نازک پہ گنتی کے نشان
کس نے بوسے تیرے گن گن کے لیے

حد سے گذری بیقراری کیا کرین　　رات دن ہم اشکباری کیا کرین

کیا کرین ہم آہ و زاری کیا کرین　　وہ نہین سنتے ہماری کیا کرین

مانگتے ہین ہم دعا جن کے لیے

نطق کہتا ہے نہ کھاؤ پیچ و تاب　　ہو گئین مشفق دعائین مستجاب

لو اٹھاؤ شوق سے لطف شباب　　آج کل مین داغ ہو گے کامیاب

کیون مرے جاتے ہو دو دن کے لیے

ولہ

چارہ خاک مرا بو علی سینا ہو گا　　چھلنی تیر نگہ ناز سے سینا ہو گا

غرق دریاے فنا دل کا سفینا ہو گا　　کیونکر اب اُس نگہ ناز سے جینا ہو گا

زہر دے اُسپہ یہ تاکید کہ پینا ہو گا

انکا ایجان ہمیشہ سے یہی تھا دستور　　تیر سان کرتے تھے عشاق کے دلکو یہ چور

پر صفت یہ نہ تھی پہلے کبھی چشم بد دور　　تیر مژگان کی نہ تھی دست درازی مشہور

دل جھپٹ کر کسی رہگیر کا چھینا ہو گا

خون دل خون جگر خوب پیا ہے تمنے　　شیر مادر سے سوا جان لیا ہے تمنے

جانکے بوجھکے چرکا یہ دیا ہے تمنے　　چاک دل تیغ تغافل سے کیا ہے تمنے

رشتہ تار نظر سے تمھین سینا ہو گا

لوگ پوچھین گے تلاطم ہے یہ برپا کسکا　　کوئی جھنجھلا کے کہیگا اجی اسکا اسکا

ڈوب کر ایک بچے گا نہ بھری مجلس کا　　حشر مین سر سے گذر جائیگا طوفان سبکا

وہ ہماری ہی خجالت کا پسینا ہو گا

راست کہتے ہین نہین جھوٹ کو بھی دخل ذرا　　زندگی کا تو انھین باتون مین سالہا ہی مزا

مین سنے اک رند کو کہتے ہوے کانون سے سنا — خلد مین پھر کسی کا فرہی کا دل بہلے گا
گر نہ معشوق و مئے و ساغر و مینا ہو گا

حور ہو یا ہو ملک دیو و بشر ہون یا جن — کوئی بھی انہین سے بچ جائے نہین یہ ممکن
شرط اتنی ہے کہ عاشق ہو ترا وہ لیکن — خاک کر دیگی تری برق تجلی اک دن
طور سینا ترے مشتاق کا سینا ہو گا

ہم کہے جاتے تھے دانا وے نادان ہوے — آزمایش کو جو تیار مری جان ہوے
بیوقوفی سے ہم اپنی ہی پریشان ہوے — امتحان کر کے ترا صاف پشیمان ہوے
سمجھے جانا تھا رقیبون سے بھی کینا ہو گا

تیرے معمول سے ای توبہ شکن ہی ہر دم — کیا نہین دیکھے ہین ای حور تری قول و قسم
دو مہینے ہون کہ دو دن ہون برابر ہین صنم — تیرا دو روز کا وعدہ بھی نہین حشر سے کم
ایک اک دن مجھے اک ایک مہینا ہو گا

نطق بتلا دو کہ اوس شوخ سے کسطرح نبھے — اپنے عاشق کو تلون سے جو یون تنگ کرے
مین جو جیتا ہون تو وہ کہتے ہین مرے مرے — چین دیتے نہین وہ داغ کسیطرح مجھے
مین جو مرتا ہون تو کہتے ہین کہ جینا ہو گا

مخمس بر غزل جناب خواجہ وزیر مرحوم لکھنوی

بے نیاز اپنی تمنا سے مجھے پاتی ہے نیند — بے سبب کب آتے آتے دلہن شرماتی ہی نیند
یہ غلط ہے چلتے چلتے ٹھوکرین کھاتی ہے نیند — وصل مین رفتار معشوقانہ دکھلاتی ہی نیند
آج کن اٹھکھیلیون سے آنکھو مین آتی ہے نیند

ہجر مین عاشق کو کب ای بیخبر آتی ہی نیند
بوالہوس ہین جنکو کچھ وقتِ سحر آتی ہی نیند
میری غش کی شکل لوگون کو نظر آتی ہی نیند
یادِ چشمِ سرمگین مین شب کو گر آتی ہی نیند
صورتِ مرغِ نگہ آنکھون سے اُڑجاتی ہی نیند

فرقتِ دلدار مین آتے ہی گھبراتی ہی نیند
عاشقونکو رات بھر بس خون رلواتی ہی نیند
نازو انداز اپنے کیا کیا مجھکو دکھلاتی ہی نیند
فرقتِ دلدار مین ہو گا اگر آتی ہی نیند
آنکھ سے باہر ہی باہر آکے پھر جاتی ہی نیند

صرف جمعِ زر کو زرداری نہ سمجھا چاہیے
صرف لسّانی کو غمخواری نہ سمجھا چاہیے
صاف نادانی ہی عیاری نہ سمجھا چاہیے
عین بیہوشی ہی ہشیاری نہ سمجھا چاہیے
اہلِ غفلت کی تو بیداری بھی کہلاتی ہی نیند

جھوٹ اسمین کچھ نہین کھاتے ہین ہم سب کی قسم
سو رہین سب کہ خوشی سی دے جو کوئی جامِ سم
نیند کی خواہش مین انکا ہی لبون پر آکے دم
کروٹین لے لیکے کہتے ہین شبِ فرقت مین ہم
کسطرح اے خفتگانِ خاک آجاتی ہی نیند

کیا بتائین تمکو ابتو سرگذشتِ خوابِ چشم
عبرت افزا ہی یہ جو سرگذشتِ خوابِ چشم
سنکے تم فی الفور رو دو سرگذشتِ خوابِ چشم
اُنکی فرقت مین نہ پوچھو سرگذشتِ خوابِ چشم
آجکل پائے نگہ کی ٹھوکرین کھاتی ہے نیند

نرگسِ چشمِ بتِ پرفن کا جب آتا ہی ذکر
تختۂ گلزار کے جوبن کا جب آتا ہی ذکر
یاسمن کا سنبل و سوسن کا جب آتا ہی ذکر
سبزۂ خوابیدۂ گلشن کا جب آتا ہی ذکر
تب قفس مین کوئی دم بلبل کو آجاتی ہی نیند

عالمِ ہستی سے اسکو کوچ کرنا کہتے ہین
صاف اسکو زندگی کا جام بھرنا کہتے ہین

سچ تو یہ ہی جان سے اسکو گذرنا کہتے ہین　　فرقت دلدار مین سونے کو مرنا کہتے ہین

عاشقون مین خواب مرگ ایسی ہی کہلاتی ہی نیند

عاشقون کو خوب ترساتی ہی ہجر یار مین　　نیند کب بھولے سے بھی آتی ہی ہجر یار مین

طرفہ نیرنگی یہ دکھلاتی ہے ہجر یار مین　　نیند کو بھی نیند آجاتی ہی ہجر یار مین

چھوڑ کر بے خواب مجھکو آپ سوجاتی ہی نیند

رنگ بد الطالع بد کا نہ روز حشر تک　　چہرہ خوش طالعی دیکھا نہ روز حشر تک

بستر آرام سے اُٹھا نہ روز حشر تک　　کہتے ہین سوتا اسے چونکا نہ روز حشر تک

اس ہمارے بخت خفتہ کی قسم کھاتی ہی نیند

دل مین اپنے کیا خیال آیا پھڑکتی ہی جو آنکھ　　وہم ہمکو ہوگئے کیا کیا پھڑکتی ہی جو آنکھ

آنکھ پر یہ پڑ گیا پردا پھڑکتی ہے جو آنکھ　　کیا غلط سمجھے وہ آئےگا پھڑکتی ہی جو آنکھ

آنکھ مین خوف شب فرقت سے تھراتی ہی نیند

ہجر مین یہ چونکتا وقت سحر آئی نہ تھی　　دیکھکر اندوہ کا یہ شور شر آئی نہ تھی

شام سے تا صبح یہ دم بھر نظر آئی نہ تھی　　فرقت دلدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی

وصل مین آتے ہوسے آنکھون مین شرماتی ہی نیند

عاشقون سے خوب نخرے کرتی ہی آتی نہین　　دور ہی سے ناز و عشوے کرتی ہی آتی نہین

دور ہی سے لاکھون جلوے کرتی ہی آتی نہین　　منتظر رکھتی ہی غمزے کرتی ہی آتی نہین

او بت ترسا تری فرقت مین ترساتی ہی نیند

شوق مین جب کوچہ دلدار کو جاتے ہین پاؤن　　ایسے ہو جاتی ہین سُن گویا کہ سو جاتے ہین پاؤن

لاکھون کر لاغری مین بھی یہ ہو جاتی ہین پاؤن　　کوی جانان سے جو اُٹھتا ہون تو سو جاتی ہین پاؤن

دفعتہً آنکھون سے پاؤن مین اُتر آتی ہے نیند

مجھکو چشمِ خونچکان بے آب کر دیتی ہے جب ‏ ‏ دل سے رخصت صبر کا اسباب کر دیتی ہے جب
آتشِ سوزِ درون سیماب کر دیتی ہے جب ‏ ‏ گریۂ سوزِ جگر بیتاب کر دیتی ہے جب

ٹھنڈی سانسین ایسی بھرتا ہون کہ آجاتی ہے نیند

خاک تھے آخر زمین پر مثلِ اخگر سو رہے ‏ ‏ نیند مین ہوتا ہے کب مطلوب بستر سو رہے
کھا کے غش ہم گر پڑے ہو کر سبک سر سو رہے ‏ ‏ تیغ کا پھل کھا لیا آبِ تیغ پی کر سو رہے

کثرتِ آب و غذا سے واقعی آتی ہے نیند

ہم کہے دیتے ہین دیکھو حضرتِ دل سو رہو ‏ ‏ ورنہ پچھتاؤ گے جاؤ حضرتِ دل سو رہو
غم کے چھینٹون مین نہ آؤ حضرتِ دل سو رہو ‏ ‏ صحبتِ زاہد نہ جاگو حضرتِ دل سو رہو

قبلۂ من کعبۂ مقصود کہلاتی ہے نیند

اس مری مردانگی پر اے جنون پتھر پڑین ‏ ‏ اس مری آوارگی پر اے جنون پتھر پڑین
عقل کی وارفتگی پر اے جنون پتھر پڑین ‏ ‏ اس مری دیوانگی پر اے جنون پتھر پڑین

آنکھ سے ڈھیلے لگاتا ہون اگر آتی ہے نیند

واہ کیا ہی جذبِ الفت بل بے فرطِ اتحاد ‏ ‏ خوب اے شرطِ محبت بل بے فرطِ اتحاد
کیا ہی ہے عینِ وحدت بل بے فرطِ اتحاد ‏ ‏ واہ ری تاثیرِ الفت بل بے فرطِ اتحاد

غش پہ غش آتے ہین مجھکو جب انھین آتی ہے نیند

گلشنِ ایجاد مین موجد ہوا سے سروِ سہی ‏ ‏ من گھڑت کیا بات یہ تمنے نکالی ہے نئی
خوب ہی سوجھی تمھین جانِ جہان یہ دل لگی ‏ ‏ سوتے ہو تم چشمِ بد دور آنکھین ہنستی ہین کھلی

فتنۂ بیدار کیا ایسی ہی کہلاتی ہے نیند

لطف کیا تمسے کہے غم کا فسانا اے وزیر
آفت جان ہوگیا دل کا لگانا اے وزیر
نخل الفت کا ثمر یہ ہمنے پایا اے وزیر
ہجر مین سونے کی ایسی ہے تمنا اے وزیر
دیکھتا ہون اسکو حسرت سے جسے آتی ہے نیند

ولہ

تری ہی جستجو یہ اے حسین ہے
فلک چکر مین گردش مین زمین ہے
غرض ہر دل مین تو ہی جاگزین ہے
ترے رخ کا کسے سودا نہین ہے
گل لالہ تلک صحرا نشین ہے

مقدر ہی ہمارا جو نہ سیدھا
تو پھر اس مین کسی کا کیا اجارا
لگائین کیون سبھے الزام بیجا
پھرا ہے آپ وہ مہ رو ہمارا
ترا اے آسمان شکوا نہین ہے

ہوا گو قتل پر میرے وہ تیار
خوشی اسکی مگر اے دل ہی بیکار
ہے اوسکے ہاتھ پر رنگ حنا یار
کہین ایسا نہو اٹھے نہ تلوار
یہی ڈر ہے کہ قاتل نازنین ہے

تم اپنی جوشش الفت کو روکو
کہے دیتے ہین اسکو خوب سمجھو
اسی سے ہوگے تم بدنام دیکھو
نہ پوچھو میرے آنسو تم نہ پوچھو
کہے گا کوئی تسکو خوشہ چین ہے

ہوے گو خار صحرا نشتر غم
ہوے گو ہوش کے دفتر بھی برہم
گئی دل سے نہ یاد حق کسی دم
ادب سے پا برہنہ پھرتے ہین ہم
جنون فرش الٰہی یہ زمین ہے

سبھی دشمن سے بدلا چاہتے ہین   بجا ہے دل نکالا چاہتے ہین
فقط اک نطق ہی کیا چاہتے ہین   برا سب دشمنون کا چاہتے ہین
مین خوش ہون جب سے دل اندوہگین ہے

غمون کا نام بھی جس مین نہ پائین   وہ گھر کیون خلد سے بڑھکر نہ سمجھین
جہان تشریف لائین آپ بیٹھین   رہے مضمون غم کی طرح اس مین
ہمارا گھر ہے یا بیت حزین ہے

سمجھتا ہون کہ ہے وہ نور اللہ   کہ سایہ تک نہین ہے اوسکے ہمراہ
مجھے اب فکر ہے ہو جاؤن آگاہ   جہان ہر جلوہ گر وہ غیرت ماہ
الٰہی آسمان ہے یا زمین ہے

تو وہ ہے رشک یوسف خوبصورت   خدا عاشق ہے خود یعقوب صورت
سبھی کو ہے تری مرغوب صورت   بنایا تجھکو ایسا خوب صورت
کہ نازان تجھپہ صورت آفرین ہے

رہے گا کب کوئی آفت سے ایمن   رہ الفت مین جب لاکھون ہین رہزن
ہماری انگلیان ہین شکل ناگن   ہین عشق زلف مین اعضا بھی دشمن
ہمارا ہاتھ مار آستین ہے

یہ استقلال سے ہے اے ماہ انور   رہا گوشہ نشین مین زندگی بھر
مین کب نکلا جب آیا تو لحد پر   نہ نکلا بے ترے مین گھر سے باہر
نگہ تک چشم مین خلوت نشین ہے

غضب ہین آہ کے میرے شرارے   خدا دشمن کو بھی محفوظ رکھے

مگر جب تک نہ دل مین شعلہ بھڑکے　　فلک جو چاہے مجھپر ظلم کرلے
ابھی تو ضبطِ آہِ آتشین ہے

جو عاشق لطفِ ہم اوٹھائے نہوتے　　تو دل کو رات دن کیون روتے بیٹھے
نہین سہے وجہ کوئی اس سے بڑھکے　　پڑا ہے تفرقہ بیتابیون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

ولہ

زاہد کو زہد ہی پر اگر فخر و ناز ہے　　وہ بیخبر ہے اوسکو کہان امتیاز ہے
خم اوسکے سامنے ہو یہی بس نماز ہے　　ابروے یار کعبۂ اہلِ نیاز ہے
آنکھین کھلی نہین ہین در توبہ باز ہے

شیشے کا بند منھ سرِ محفل کھلا ہی کیون　　بیوجہ گفتگو کا یہ مائل ہوا ہے کیون
پھر سوے جام شیشۂ مے جھک گیا ہی کیون　　قلقل ہر ایک شیشۂ کہہ رہا ہے کیون
ساقی خموش کیا وہ مرا مست ناز ہے

اے واہ عضو سیم تنان کیا بنا ہے صاف　　پھر بند آشکار و نہان کیا بنا ہے صاف
زانوے دلبرانِ جہان کیا بنا ہے صاف　　آئینۂ عذارِ بتان کیا بنا ہے صاف
ہاتھ اوسکے جو مے عجب آئینہ ساز ہے

غرے مین اپنے زہد کے اپنا یہ حال تھا　　ہم دیکھتے تھے سبکو حقارت سے برملا
شبلی کی بایزید کی وقعت نہ تھی ذرا　　کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکلگیا جو سنا بے نیاز ہے

آسان نہین ہی مار سیہ پر فسون پڑھین　　جینے سے سیر ہم نہین جو اپنی جان دین

وقت جو کچھ اُٹھائی ہے واللہ کیا کہین آیا ہزار پیچ سے بحر طویل مین
مضمون زلف یار قیامت دراز ہی

گلشن سے تختے تختے کو آباد کردیا ہر ہر نہال باغ کو دل شاد کردیا
مرغ چمن کو صید سے صیاد کردیا جا کر چمن مین سرو کو آزاد کردیا
کیونکر نہ کہیے یار کو بندہ نواز ہے

کیون وہ لگائین پلک سوزان سے لاکھ زخم دیکھتے ہین وہ ابروی بران سی لاکھ زخم
کیا فائدہ لگائین وہ پیکان سی لاکھ زخم لگتے ہین ایک جنبش مژگان سی لاکھ زخم
کیا ترک چشم نام خدا نیزہ باز ہی

مجبور اپنے دل سے ہین بتلاؤ کیا کرین صدمے شب فراق کے ہم کسطرح سہین
ایسے رقیق قلب ہین ہم تم سے کیا کہین رونے لگے جلے جو پتنگ اپنی بزم مین
مانند شمع دل یہ ہمارا گداز ہے

دن رات اپنے دل کو ہی کیون سوز او گداز صد غور و فکر سے بھی سہے دشوار امتیاز
کھلتا نہین کہ کون سا مضمر ہی اسمین راز ہے صرف نالہ ہر رگ تن مثل تار ساز
یارب ہمارا جسم ہے یا کوئی ساز ہے

کیونکر کہے یہ نطق برابر ہے اے وزیر تنگی مین غنچے سے بھی فزون تر ہی اسے وزیر
تعریف سے سکوت ہی بہتر ہو اے وزیر ذکر اُس دہن کا سبکی زبان ہی اے وزیر
یہ لفظ مختصر تو نہایت دراز ہے

تازہ کلام مصنف

دو ہی دن مین قامتِ بالاے جانان بڑھگیا
دیکھتے ہی دیکھتے سروِ گلستان بڑھگیا

جوش گریہ یہ نہین دریاے عمان بڑھگیا
نوح کے طوفان سے بیشک یہ طوفان بڑھگیا

دیکھکر عالم نے اونکو ایک منھ ہو کر کہا
قدرتِ حق دیکھیے حورون سے انسان بڑھگیا

جیسے مجھکو ہی تلاوت مصحفِ رخسار کی
ہی مرا ایمان اے زاہد کہ ایمان بڑھگیا

بچپنا رخصت ہوا اب آئے انداز ستم
جب شباب آیا تو نازِ نازنینان بڑھگیا

دیکھکر اے ماہ تجھکو ماند ایسا پڑگیا
لوگ یہ سمجھے چراغِ مہرِ تابان بڑھگیا

دن کے گھٹتے رات کی بڑھنے کی علت ہی یہی
مہرِ عارض پر خطِ رخسارِ جانان بڑھگیا

دیکھا ای بت ہم نہ کہتے تھے نہ کر جور و جفا
حلقۂ اسلام مین ادراک مسلمان بڑھگیا

تیل گویا پڑگیا بھڑکی ہی میرے دل کی آگ
تیری چکنی باتون سے کیا سوزِ پنہان بڑھگیا

مہر سے کرتا ہی کسب نور وہ یہ یار سے
ماہ سے بھی رتبۂ شمعِ شبستان بڑھگیا

ہر کوئی دن رات تیرا دیکھتا رہتا ہی منھ
عہد مین ای یار تیرے درس قرآن بڑھگیا

جب کبھی بزم سلیمانی مین آیا وہ پری
اُسکے استقبال کو تختِ سلیمان بڑھگیا

دشمنی سے سرفرازون کی ہو کیا رتبہ بلند
گھٹگیا آدم کا کب کب جاہ شیطان بڑھگیا

خواہشِ دیدار یاران عدم تھی اسقدر
خود مزار اشہ سوِ شہرِ خموشان بڑھگیا

آپ کے آنے کا سنکر حال استقبال کو
تین ہاتھ اپنا کلیجا آج ای جان بڑھگیا

قبرون مین ہلچل پڑی اوسکے خرام ناز سے
وہ جو بھولے سے سوِ گورِ غریبان بڑھگیا

آئی پیری طاقت جسم و بصر رخصت ہوئی
زندگی کا کوچ ہی پہلے ہی سامان بڑھگیا

بیٹھے بیٹھے ناطق کو کیا جانین کیا وحشت ہوئی
دامن اپنا پھاڑ کر سوے بیابان بڑھگیا

سحر اُس پر تو چل نہین سکتا — سنگدل ہے پگھل نہین سکتا
آنکھ بدلا کرے وہ دشمن دین — میری قسمت بدل نہین سکتا
رام کیونکر کرون مین اُس بُت کو — ایک فقرہ بھی چل نہین سکتا
لاکھ کوشش سے بھی ترا بیمار — اب ذرا بھی سنبھل نہین سکتا
کیا سنون تیری بات اے ناصح — زہر کوئی نگل نہین سکتا
عمر کا جام جب نہو لبریز — ڈھالنے سے بھی ڈھل نہین سکتا
ہے تمہی ازل سے نخل مراد — حشر تک پھول پھل نہین سکتا
تیری رفتار ہی قیامت خیز — کوئی یہ چال چل نہین سکتا
دل مرا ہجر یار مین کچھ بھی — کسی صورت بہل نہین سکتا
موت کا وقت جو مقرر ہے — ایک ساعت بھی ٹل نہین سکتا
ضعف سے اب یہ میری حالت ہے — دست افسوس مل نہین سکتا
دام گیسو عجیب آفت ہے — جو پھنسا وہ نکل نہین سکتا
جو گرا اوسکے چاہ غبغب مین — زندگی بھر نکل نہین سکتا
چاہ الفت مین ان حسینون کے — گر کے کوئی نکل نہین سکتا

اسقدر اوسکو شرم ہے اے نطق
دل سے باہر نکل نہین سکتا

جلوہ آیا نظر یہان کس کا — حال ابتر ہے ساری مجلس کا
چین ملتا نہین ہے اک لحظہ — دل مرا شیفتہ ہوا کس کا
آپ کے لطف کا ہون شکر گذار — دے خدا آپ کو عوض اسکا

مین اُسی سہ لقا کا عاشق ہون
بے وفا پڑ گیا لقب جسکا

حور کو اُس پری سے کیا نسبت
کیا تقابل ہو آہن و مس کا

نام جب امتحان کا آیا
دُم دبا کر وہین عدو کھسکا

پوربی ہونے سے کمال مرا
ہو گیا ہی شباب مفلس کا

دل کو مین روؤن یا کلیجے کو
نطق ماتم کرون مین کس کس کا

صورت حور جدا صورت دلدار جدا
نور خورشید جدا نور رخ یار جدا

سب حسینون سے ہی اُس شوخ کی رفتار جدا
چال الگ ناز الگ شوخی گفتار جدا

جانکنی موت کی ہی عشق کا آزار جدا
مجھسے آزردہ ہی میرا یہ دل زار جدا

خوبرویون کی محبت مین ہین لاکھون آفت
جان کا خوف جدا طعنۂ اغیار جدا

ہوش آنے دے ذرا سیر طبیعت ہو لے
منھ سے پیمانے نہ کر ساقی سرشار جدا

خوب ان دونون نے طوفان کیا ہی برپا
دل کے ناسور جدا دیدۂ خونبار جدا

محفل یار سے نکلا تو مرا جاتا ہون
صحن گلشن سے جدا یا ہون اشجار جدا

چھیڑ اغیار کی اپنون کی شماتت ہی الگ
گالیان آکے سناتے ہین وہ دو چار جدا

گھیرے رہتے ہین اُنھین بزم مین ہر دم اغیار
گل سے ہوتے نہین اک لحظہ بھی یہ خار جدا

دیکھکر آنکھین تری دل ہین کٹے جاتے ہین
نخل بادام جدا نرگس بیمار جدا

ایسی قسمت ہی کہان جس سے مین رکھون امید
سر مرا تن سے کرے گا وہ ستمگار جدا

اور بڑھجائیگی کچھ انکی چلن اے قاتل
میرے زخمون سے نہ کر تو لب سوفار جدا

سیب سی عارض دلدار کی کیا دون تشبیہ
رنگ اسکا ہی الگ حمرت رخسار جدا

توبہ توبہ کروان دونون مین کیا نسبت ہے | چشم خونبار جدا ابر گہربار جدا
دست وحشت جو بڑھے میری یہ ہیبت چہائی | ہوگیا میرے گریبان کا ہر تار جدا
کسقدر انس ہی مجھ وحشی و دیوانے سے | میرے دامن سے کبھی ہوتے نہین خار جدا
دیکھکر عارض دلدار کو شرمندہ ہین | خلد کے سیب الگ لالۂ گلزار جدا
طعنہ دے عشق کی بندون کو نہ تو ای زاہد | رہروِ جادۂ الفت کے ہین اسرار جدا
صورتِ بنتِ عنب ایسی نکھر آئی ہی | غش ہین میخوار جدا ساقیِ سرشار جدا
میرے لب آپکے عارض سی الگ ہون کیونکر | گل سے بلبل کی نہین ہوتی ہی منقار جدا

رنگ تیرا ہی الگ سب شعرا سے اے نطق
ہر کسی کی ہین غزل سے ترے اشعار جدا

غزل در حمد

بے مثل بہ ناز و دلربائی | الحق کہ سزد ترا خدائی
پیدا است تجلی تو ہر جا | این جلوہ کنان تو از کجائی
چون روے کند بہ ماسوایت | اورا کہ نیست آشنائی
از عاشقِ خود مکن تغافل | جان پاک بسوخت از جدائی
جان باختہ ام براہ عشقت | صد حیف کہ در نظر نہ آئی
گر دست دہد بکنہ جمالت | دریاب کہ او کند خدائی
چون دل بدہم بدیگرے من | یکتا چو توئی بہ دل ربائی
ماعبد ضعیف و امتحانے | زیبا نہ بود کہ آزمائی

عاشق شده ام بحسنِ غیبت — دانم نه که چونی و چرائی
زیبا نه بود ز عاشقانت — این پرده که در نظر نه آئی
چون نطق نهد به جستجویت — یک گام باین سگمه پائی

ایضاً در نعت

با ناز و ادای دلربائی — مثل تو نه گشت در خدائی
ای آنکه ز نورِ چهرهٔ تو — در مهر پدید روشنائی
واجب به ملائک اقتدایت — از بهر رسل تو پیشوائی
نسبت به تو نیست قدسیان را — تو مظهرِ ذاتِ کبریائی
ممکن نبود گهی مثالت — در خلق خدا و در خدائی
در عرصهٔ وصفِ ذاتِ پاکت — کی وهم و خیال را رسائی
از بادشهی بدانم افزون — گر بر درِ تو کنم گدائی
در جوشِ جنون گرفتگانت — گویند ترا که تو خدائی
ای واقفِ سرِ کنت کنزا — در خلقِ جهان تو ابتدائی
از مهرِ تو کی بعید باشد — گر رحم به نطق خود نمائی

ایضاً

بحسن و خوبی و دلفریبی تو ماهِ مصری رسولِ عربی — بحسنِ خلق و بدلستانی تو بیمثالی رسولِ عربی
قسم بجانت که در حقیقت تو نورِ ربی رسولِ عربی — مگر بظاهر بچشمِ انسان تو عبدِ خاکی رسولِ عربی
بذاتِ پاکِ تو ای پیمبر نه نسبتی هیچ انبیا را — به دورِ کعبه که تو بربی فداک وحی رسولِ عربی
گرفته از نورِ اقلیت فروغِ دینِ خلیلِ خالق — ز خانهٔ کعبه کفر و ظلمت تو دور کردی رسولِ عربی
بجانِ پاکت که جان نثارم ز دستِ قدرت اگر بیابم — کنم نثارت هزار جانم فداک وحی رسولِ عربی

صبا چو گذری بہ خاکِ طیبہ بگوئی از ما بنورِ یزدان
کنون نست نطقت ز فرقتِ تو چراغ سحری کہ سہولِ عربی

ایضاً

در عشقِ تو ہر کس نثار کردہ از ما یکطرف
خویش و اقارب یکطرف یار و احبا یکطرف

از قامتِ رعنائے تو ہستند در رخانہ خجل
سرو و صنوبر یکطرف شمشاد و طوبی یکطرف

ای رشکِ یوسف جان و دل ہر کس بعشق قربان کند
حور و ملائک یکطرف ربِ تعالیٰ یکطرف

یکدل طلبگارند دو ہر یک بسوی خود کشان
چشمِ ستم زا یکطرف زلفِ چلیپا یکطرف

بینند گر چشمِ ترا آیند در حیرت بتا
بادام و نرگس یکطرف آہوی صحرا یکطرف

من عاشقِ زارِ توام در کوے تو افتادہ ام
رد کردہ از خلقِ خدا از دین و دنیا یکطرف

ثابت قدم در راہِ تو چون نطق آید ای پری
این نفسِ سرکش یکطرف غدار اعدا یکطرف

در وحدت وجود

لیلیٰ خوش منظر و گہ قیس نمائی
شیرین صفتی گاہ و فرہاد بر آئی

گہ غنچہ گہ گل توئی در گلشنِ عالم
گہ صورت بو از رگِ ہر برگ بر آئی

ہم موسیٰ و ہم طوری و ہم صاعقۂ طور
بیہوش تو خود بودی و خود ہوشربائی

خود بادۂ و خود میکدہ خود ساقیِ مہوش
خود رندِ خراباتی و خود رقص نمائی

خود شورشِ مستانۂ خود لفظِ انا الحق
خود صورتِ منصور سرِ دار بر آئی

خود احمدِ مرسل تو و خود خالقِ بر حق
خود حکمِ شریعت تو و خود حکم نمائی

خود صورتِ زیبائی و شیدا لگن صورت
خود عاشقِ شیدائی و خود نازنمائی

خود صورتِ انسان شدی ای خالقِ انسان
خود نطق توئی صورتِ آواز بر آئی

مخمس فارسی بر غزل قدسی رحمۃ اللہ علیہ

مرحبا گوہر گنجینۂ والا نسبی　　مرحبا واقفِ ہر رمز بہ امی لقبی
مرحبا ختم رسل ہاشمی و مطلبی　　مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اے شہِ حسن فدایت دل و روح و جانم　　خوبرویان جہان پیش جمالت سر خم
ماہِ کنعان بہ سرت گرددو گوید بہم　　منِ بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بو العجبی

نامِ تو آمدہ رحمت زخدائے اکبر　　لطف فرما بمنِ ششدر و حیران مضطر
پر گناہ منِ عاصی شہِ والا سنگر　　چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

وصف ذاتِ تو شود از من انسان چہ ادا　　قدسیانند چو عاجز لصفات والا
مظہرِ ذات خدائی بخدا نورِ خدا　　نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
زانکہ از عالمِ و آدم تو چہ عالی نسبی

ای کہ لعل لبِ تو رشک دہِ قند و نبات　　زیستم ہست بہ ہجرانِ تو بدتر ز ممات
شربتِ وصلِ تو بیشک و ہاز مرگ نجات　　ماہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
رحم فرما کہ زحد می گذرد تشنہ لبی

از زمین تا بہ سما مرکب چالاک گذشت　　از نہم چرخ براقت شہ لولاک گذشت
رتبہات ختم رسل از حد ادراک گذشت　　شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

خواست عاشق کہ شود خاطر بارش مسرور
گشت مرغوب زبانت بہ خداوند غفور
گفتگو شد بزبانِ تو خدارا منظور
ذات پاکِ تو کہ در ملک عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

چون شجر گشتہ ز اکرام تو مشہور انام
خادمان راست امید از کرم بخشش عام
گر تو سرسبز کنی نخل امیدم چہ کلام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

من کہ باشم کہ خیال سگت آرم بدلم
ناکسی بے خردی ہست ہمہ آب و گلم
خاک پاے سگِ کویت نکند چون خجلم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بے ادبی

از خطاکار توم شومیِ احوال مپرس
چشم رحمت بکشا زشتیِ افعال مپرس
چہ کسانیم و چہ کردیم تو این حال مپرس
عاصیانیم ز ما نیکیِ اعمال مپرس
سوے ما روے شفاعت بکن از بے سببی

حاصلِ کیست چنین جاہ و جلال و اعزاز
سرنگون است شہا پیش تو ہر سرافراز
توئی محمود بہ پیشت ہمہ شاہان چو ایاز
بر درِ فیضِ تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی یمنی و عربی

نطق جان میرود از درد و غم عشق نبی
کیست کو را بفرستم بہ شہ عربی
گو بداے بادشہ کشورِ والا نسبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ پیشِ تو قدسی پے درمان طلبی

تاریخ طبع از صاحب فہن نقاد جناب مولانا محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی فرنگی محلی منیجر مدرسہ چشمہ رحمت غازیپور استاد مصنف

قطعہ سال طبع دیوان روح افزا منشی سید محمد اسماعیل صاحب نطق سلمہ

سید ذیجاہ اسمعیل نطق ہست مضمون آفرینان الخرف
ہاتف از شمشاد وقت طبع گفت

دیدہ ام دیوان او تا بہ پا نغز گفتاری کند در ہر ردیف
گو متاع حسن اشعار لطیف

تقریظ مع تاریخ از جناب خواجہ عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی

فی زمانا شاعری کو لوگ جزو معطل سمجھتے ہین اور اسکی خوبیون پر خاک ڈلاتے ہین اسکے کارنامونکو چھپاتے ہین اور چاہتے ہین کہ یہ فن شریف مٹ جائے ہندوستان کی موجودہ حالت بھی اسکی مقتضی ہی کہ لوگ اپنی مالی ترقی کی فکر کرین اب وہ زمانہ نہین رہا کہ جب ہندوستان کا بچہ بچہ شاعری کا قدردان تھا بادشاہون کے دربار سے خلعت اور وظائف ملتے تھے امرا اپنی حسب حیثیت انعام واکرام دیتے تھے متوسط لوگ بھی شاعرون کو آنکھون پر بٹھاتے تھے پھر یہ صورت خاص لکھنو اور دہلی مین نہ تھی بلکہ ہر قصبے ہر شہر مین یہی منشی محمد اسمعیل جیسے باندے پہونچ گئے وہان بھی آنکھون پر بٹھائے گئے۔ یا تو شاعری کا وہ دور تھا یا سلطنت کے بدلتے ہی اسکا تختہ بھی الٹ گیا اور سچ بات بھی یہ ہی کہ غیر زبان کے حاکم کو ہندی زبان اور شاعری سے کیا تعلق نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو وہ شورا شوری یا یہ بے نمکی۔ کچھ دنون تک تو ہندوستانی ریاستون نے اپنی وضع کو قائم رکھا آخر رفتہ رفتہ انھون نے بھی اسطرف سے منہ پھیر لیا۔ اس ذلت اور خواری کی زندگی بسر کرنے پر بھی اُردو شاعری کے وہی دم خم رہے اور لوگون کا دلی میلان اسکی طرف وسعت کے ساتھ ترقی کرتا رہا اسکا سبب یہ ہی کہ شاعری مین ایک روحانی قوت ہی جو لوگون کے دلونکو اپنی طرف کھینچتی ہی کیسا ہی معمولی حکیم ہو لیکن وہ یہ آرزو ضرور رکھتا ہی کہ شاعری کے طبقے مین میرا نام جلی حرفون سے لکھا جاے۔ بڑے بڑے فلاسفر

مولوی پنڈت گو اپنی اسکی شان کے لحاظ سے کھلے لفظوں ین اپنا مافی الضمیر ظاہر نہ کرسکیں لیکن تخلیے مین وہ
شاعر بننے کو موجود ہوجاتے ہین سچ بات یہ ہو کہ شاعری کی یہ چاہت منجانب اللہ ہو۔ خدا کو یہ بات منظور
ہو کہ ہندوستان کی زبان ایک علمی زبان بنجائے اور یہ بغیر شاعری کے ممکن نہین شاعر ایک ایک لفظ کی
تحقیق مین اپنا لھو پانی ایک کرتا ہو تو وہ لفظ سند کا درجہ حاصل کرتا ہو۔ ایک ایک محاورے کی تحقیق
کے لیے ہزار ہزار آدمیون کی گفتگو پر کان لگاتا ہو اور اس سے فصیح اور غیر فصیح کا نتیجہ نکالتا ہو۔ میر تقی میر
ناسخ اور آتش تک جتنے مستند شاعر گزرے ہین انکے دیوان کو دیوان نہ سمجھو بلکہ زبان اُردو کی مستند لغات کہو
اُردو زبان ہم تک انھین صحائف کے ذریعے سے پہونچی ہو۔ اگلے شاعرون نے تو اپنی محنت کا صلہ ست کچھ
پائے اور زمانے نے اُنکی قدردانی کی لیکن حال کے شاعر محض بشمار اردو کی خدمت کرتے ہین صلہ ملنا تو معلوم
ملک کا یہی بڑا احسان ہو کہ اُنپر زبردستی اعتراض نہ کرے اس وجہ سے حال کے شاعر زیادہ عزت افزائی
کے لائق ہین جو کس مپرسی کے زمانے مین اپنی خالص خدمت مین مصروف ہین۔ گورنمنٹ نے اُردو کی تصانیف
پر انعام تقسیم کیے لیکن اس احسان کا بار شاعرونکی گردن پر نہین ہو۔ شاہی سے زبان اُردو کے دو شہر خاص
مرکز ہین لکھنؤ اور دہلی دہلی کی سلطنت پنجاب مین ہو اور اسنے اپنے علاقے مین سخندان زبان دان پیدا کیے
لکھنؤ کے قبضے مین صوبۂ بمبئی صوبۂ مدراس صوبۂ متحدہ صوبۂ بنگال صوبۂ دکن ہو۔ ان خدمتون کے لحاظ سے اسنے
بہت وسعت حاصل کی ہر شہر مین اپنا ایک نہ ایک قایم مقام زبان دان مقرر کردیا جسکا فیصلہ زبان کے
متعلق ناطق ہوا کرتا ہو یہ خیال لوگونکا غلط ہو کہ سوائے لکھنؤ اور دہلی کے دوسرے شہر کا شاعر مستند نہین ہوسکتا اگر
شاعر زبان دان ہو تو چاہے وہ کہین کا باشندہ ہو مستند ہو ؎ متاع نیک ہر دکان کہ باشد۔ آج ہم لکھنؤ کی
خدمتونکا ذکر کرتے ہوے آپ سے ایک شاعر کا تعارف کراتے ہین جو اپنی خدمتون کے لحاظ سے خوشگوئی
اور سخندانی کا خلعت حاصل کرچکے ہین یہ کون ہین منشی محمد اسمٰعیل صاحب مختار گیاوی نطق تخلص آپ رشید تلمیذ مخدوم مکرم مولینا
محمد عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی۔ مولانا شمشاد نے غازیپور مین قیام کرکے اسکے مضافات مین بہت سے زبان دان شاعر

بنا دیے ہیں جناب نطق کا دیوان دیکھنے سے آپکو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ اردو کی خدمت کرنے والے کیسقدر جانفشانی
کر رہے ہیں اور اپنا فیض کہاں آج کہاں تک پہونچا رہے ہیں انکی خدمت کا کوئی صلہ دینے والا نہیں ہے نہ انکو صلہ کی
پروا ہے شعر میں نیا مزا ہے اور ہر غزل میں نیا لطف بندش کی چستی مضمون کی تراش خراش تخییل قدیم کی پابندیوں نے
انکے کلام کو ہر دلعزیز بنا رکھا ہے۔ اگر شکوہ الفاظ اور تشبیہ و استعاروں میں سودا کا رنگ ہے تو سلاست بانیں میر کا انداز ہے
شاعری کو ہنر کہنے والے پشیمان ہونگے لیکن اُسوقت جب اُردو زبان میں کافی ذریعہ علم ادب کا جمع ہو جائیگا اور عام لوگوں میں
صحیح زبان لکھنے کا مذاق پیدا ہوگا یہی دیوان لفظ کی صحت و صرف و نحو کے بنانے میں مدد دیگا اُسوقت ان خون جگر
کھانے والوں کو اپنی محنت کی داد ملے گی اور دنیا انکی خدمتوں کا اعتراف کریگی اور وہ زمانہ بہت قریب آنیوالا ہے

جناب نطق کا دیوان دیکھا	طبیعت میں بلا کی پائی آمد	قریب الفہم ہیں سب استعارے	کھلے لفظوں میں ہے اظہار مقصد
بندھا ہے سو دو ندرو صفا ایسا	سمجھ لیتا ہے مضمون طفل ابجد	نہو کیوں نقص سے دیوان مبرا	کہ ہیں شیخ شاد کے تلمیذ ارشد
	لکھی عشرت نے تاریخ اسکی	یہ نظم نطق ہے مطبوع جید	

تاریخ ترتیب دیوان از فاضل یکتا شاعر بے ہمتا جناب مولوی محمد ضمیر الحق صاحب قیس آروی

پئے سلک بیان کے توان آمدن	گہر ہائے رضا شایان نطق	حبیبے کہ از مخلصان من است	فروزندہ شمع ایوان نطق
کلامش گرفتش چو تدوین یافت	تجلی دہ عرش شان نطق	بدریائے فکر از پئے سال آن	شدم غوطہ زن حسب فرمان نطق
	چو گوش ملہم غیبم اے قیس گفت	ببین پاک ترتیب دیوان نطق ١٣٢٩ھ	

ایضاً تاریخ طبع دیوان

یہ دیوان سحر بیان نطق کا	بصد حسن چھپکر ہوا جب تمام	کہا میں نے اے قیس مصرع سال	ہے بہتر یہ مثل زیبا کلام ١٣

تاریخ طبع از جناب منشی ابو الفضل محمد تصدق حسین خان صاحب شمس لکھنوی شید تلامذہ حضرت مولانا رضا فرنگی محلی

حبذا چھپ گیا کلام نطق	دیدنی مراد ہر انسان	لفظ پر در دیرپا اثر اشعار	بیت تصویر نوک صد پیکان
بندشیں صاف مثل آئینہ	نظم راحت دہ دل حیران	طبع عالی پہ شوخیاں صدقے	جان اُردو زبان پہ قربان
	لکھدو اے شمس طبع کی تاریخ	بوستان سخن ہے یہ دیوان ١٣٣٠ھ	

رسالۂ نعمت

جسمین

حضرت مولانا مفتی محمد نعمت اللہ قدس سرہ کی مستقل سوانح عمری ہے
مولانا موصوف فخر الہند مولانا حافظ حاجی محمد عبد الحی رحمہ اللہ کے
استاد ہین علم کے کوچے مین قدم رکھنے والا کوئی ایسا نہوگا جو ملا حسن اور ملا ولی
شارحان سلم اور بحر العلوم والجاہ مولانا مفتی محمد ظہور اللہ کو نہ جانتا ہو یا انکے
علمی مدارج سے واقف نہو مولانا مفتی محمد رحمت اللہ جن کا قائم کیا ہوا مدرسہ
چشمۂ رحمت غازی پور مین ابتک موجود ہے مولانا حافظ حاجی محمد فضل اللہ
سابق مدرس عربی کیننگ کالج لکھنؤ جنکے تلامذہ ابتک ہر ملک اور مقام مین
پائے جاتے ہین ایسے حضرات نہ تھے جنکی سوانح عمری نہایت بسط سے نہ لکھی جاتی
اگر آپ کو ان حضرات کے تفصیلی واقعات دیکھنا ہون تو اس کتاب کو فوراً
منگائیے اس سوانح عمری کی زبان اردو اور بالکل صاف ہے علم اور علما کی
فضائل مین بھی آپکو اس کتاب سے زائد مفید اور جامع کوئی رسالہ
نہ ملسکے گا یہ کتاب شاہان اودھ کی منصف مزاجی اور
فیاضی کا بھی مجموعہ ہے قیمت ۱۲

المشتہر محمد عزت اللہ فرنگی محل لکھنؤ